

کھنڈ ماموں

jabir.abbas@yahoo.com

سید افسر عباس زیدی

ادارہ منہاج الصالحین لعلیٰ

130

مشنی سرکار

حسن علی بک ڈپو

بڑا نامہ پارگاہ کھار اور

گرائی پوسٹ کوڈ 7400055 فون:

E-mail: hassanalibookdepot@yahoo.com

૫૫

આ કિતાબ હજુ મહંમદઅલી
ભાઈ અલીભાઈ સુંદરજી “સોમાસોક”
તનનારીવ માડાગાસ્કરવાળા તરફથી
તેમના મરહુમ સગાવહાલાઓની
રૂહોના સવાબ અર્થે વક્ફ કરવામાં
આવેલ છે.

લાભ લેનાર ભાઈ - બહેનો
મરહુમોની અરવાહોના સવાબ અર્થે
એક સુરાએ ફાતેહા પઢી બક્ષી આપે
એવી નમ્ર અરજ છે.

130

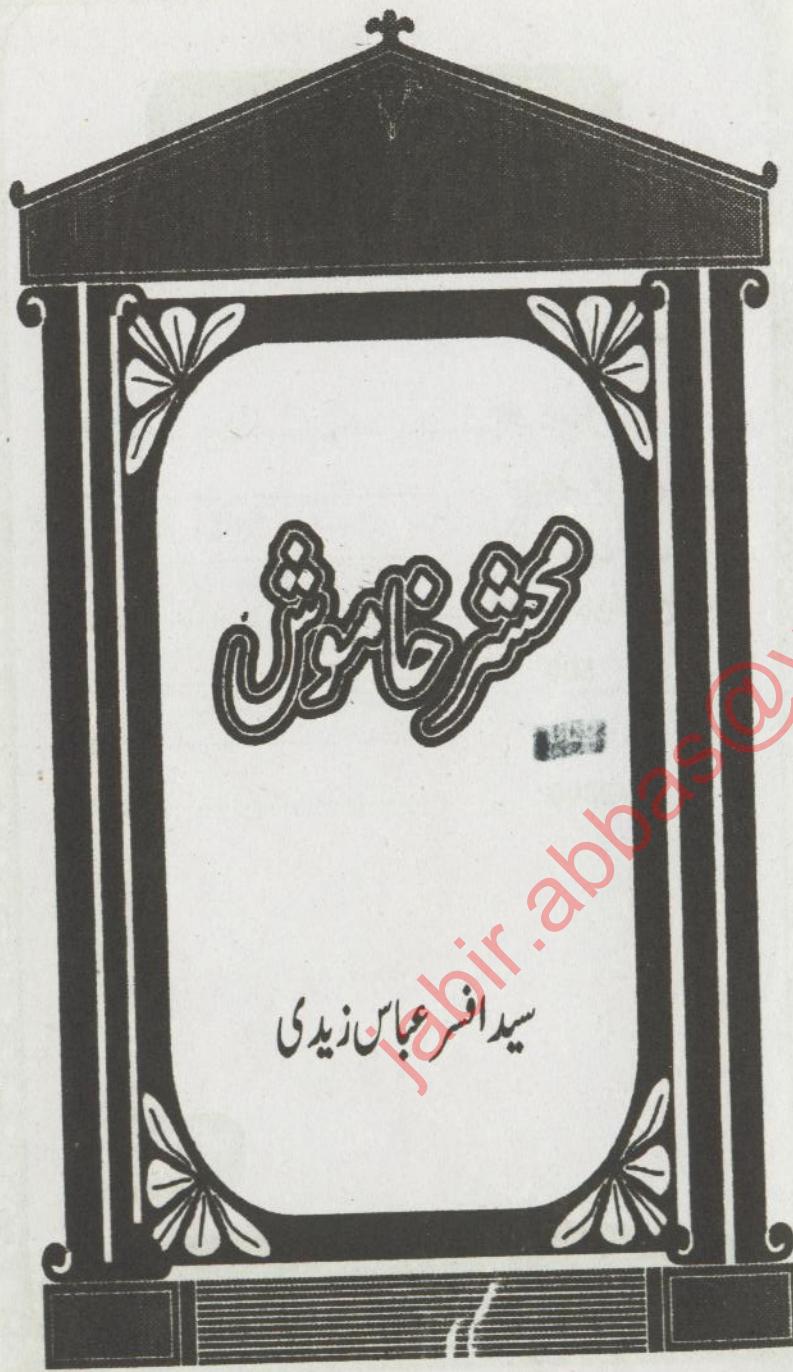
حسن علی سرکار

૫૫૫

આ કિતાબ હાજી મહંમદ અલી ભાઈ અલીભાઈ સુંદરજી “સોમાસોક” તનનારીવ માડગાસ્કરવાળા તરફથી તેમના મરહુમ સગાવહાલાઓની રૂહોના સવાબ અર્થે વક્ફ કરવામાં આવેલ છે.

લાભ લેનાર ભાઈ - બહેનો મરહુમોની અરવાહોના સવાબ અર્થે એક સુરએ ફાતેહા પઢી બક્ષી આપે એવી નમ્ર અરજ છે.

حسن علی سرکار
బ્રાન્ડ ઇમ્પ્રિન્ટ
ગ્રાફિક્સ
2433055 : 74000
Email: jabirabbas@yahoo.com



jabir.abbas@yahoo.com

بندہ مخصوصِ حق ہیں منفرد انسان ہیں
محشرِ خاموش ہیں اور بولتے قرآن ہیں
حیدر صدر بقولِ حضرت ختم الرسل
سر سے لے کر پیر تک ایمان ہی ایمان ہیں

جعفریہ حقوقِ حق ادارہ محفوظ

ہم کتاب
کلام
اہتمام
کپوزنگ
تعداد
قیمت
طبعات دوم

500

و پے

2000

اہتمام

اوارہ منہاج الصالحین جماعت اسلامی نہوں کیلئے ہمہ فون 5425372

انتساب

میں اپنے اس کتابے کو لیفٹینٹ جزل (ریٹائرڈ) سید ذاکر علی^ن
زیدی دا رکھر جزل انسٹیٹیوٹ آف سٹریجیک سٹڈیز اسلام آباد
کے نام نامی سے معنوں کرنے کا شرف حاصلہ کرتا ہوں۔
جن کی محبت میرے لیے سرمایہ حیات ہے۔

فہرست

3	عرض ناشر
8	عرض مصنف
12	چند اہم باتیں
17	تقریظ
18	تقریظ
20	مولانا افسر عباس کی قطعہ نگاری
24	مدح حضرت سرکار دو عالم
33	مدح حضرت علی
236	مدح الہ بیت
253	مدح امامت و حسینیّ
259	مدح امام حسن
263	مدح امام حسین
274	مدح جناب عباس
279	مدح امام زین العابدین
288	مدح جناب علی اکبر
291	مدح جناب امام عصر
298	مدح شیعان علی
308	متفرقہ

ہے چاند امامت کا نکنے والا
قبلہ ذرا قلبے کی طرف تو دیکھیں

متاع شوق کو خود سے جدا نہیں کرتا
وہ اپنے دل پر کبھی یہ جغا نہیں کرتا
علی کا عشق اک ایسی نماز ہے جس کو
قضا کے وقت بھی مومن قضا نہیں کرتا

والی اسے کہتے ہیں ولی کہتے ہیں
مجموعہ اوصاف جملی کہتے ہیں
کہتے ہیں ہم مولا علی کو اللہ
اللہ کو البتہ علی کہتے ہیں

آل نبی و فخر صحابہ آئے
حسین خوش اطوار کے بیا آئے

شروع ہو جاتا ہے۔ ہر طرف سے داد کے ڈونگرے بر سے لگتے ہیں اور روحانی
ترفع کا ایک دلکش احساس ہر فرد کو سرشار کرنے لگتا ہے۔

موصوف کا ایک تو کلام عام فرم سادہ جذبہ انگلیز اور سل متع کا شاہکار
ہوتا ہے دوسرے ان کے پڑھنے کا انداز بھی منفرد ہے انہوں نے کئی ہزار قطعات
مختلف مذہبی موضوعات پر تحریر کئے ہیں ان کا ایک قطعہ تو ایسا ہے جو بہت زیادہ
مشہور ہے۔

زیال پر حسن حقیقت کا اعتراف نہیں
حجاب دیدہ و دل کا غبار صاف نہیں
بدن پر جامہ احرام دل میں بعض علی
ترے نصیب کا چکر ہے یہ طواف نہیں
جمال کہیں بھی شیعہ سامعین موجود ہوں اور اردو سمجھتے ہوں وہاں یہ
قطعہ سننے میں آجاتا ہے۔ ذاکر حضرات مولانا کے اکثر قطعات سے اپنے سلسلہ
بیان کو آراستہ کرتے ہیں میں اپنے سلسلہ بیان کے ثبوت کے طور پر موصوف
کے مشہور قطعات میں سے چند قطعے پیش کرتا ہوں۔

جو سب سے حسیں ہے وہ ہدف تو دیکھیں
اک شخص کا مخصوص شرف تو دیکھیں

عرض ناشر

مولانا افر عباس زیدی کی شخصیت مذہبی حلقوں میں کسی تعارف کی
محتاج نہیں ہے۔ موصوف تقریباً نصف صدی سے مجالس و محافل میں اپنی ولولہ
انگیز شاعری سے طوفان خیز صورت حال پیدا کرنے میں مصروف ہیں انہوں نے
۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۵ء تک خطابت کے میدان میں بھی اپنے جو ہر دکھائے چیز۔ اہل
فلک و نظر نے بیشہ ان کے انداز تکم اور اسلوب گفتار کی انفرادیت کی داد دی
ہے۔ ان کی عمر اب ۷۲ سال کے قریب ہے۔ ضعیفی کی وجہ سے انہوں نے
خطابت کو خیر باد کہہ دیا لیکن اپنی شاعری سے آئندہ معصومین ملیجم السلام کی
ولادت کے جلوں کو رونق بخشنا بھی ان کے معمولات مذہبی میں داخل ہے۔
اہل پاکستان بالعلوم اور باشندگان لاہور بالخصوص اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ جب
بھی وہ منبر پر رونق افروز ہوتے ہیں تو تمام سامعین کی نظریں ان کی طرف مرکوز
ہو جاتی ہیں اور ان کے اشعار پڑھنے کے ساتھ ہی داد و تحسین کا لامتناہی سلسلہ

حصول میں کمال محبت و اخلاص کا اظہار فرمایا۔

کتاب ہذا کی طباعت و اشاعت کے سلسلہ میں برادرم سید اصغر عباس زیدی کی عملی جدوجہد کو بھی کسی قیمت پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے نمایت والمانہ شوق، جانفشنائی، انسماک، توجہ اور مسلسل دلچسپی سے کام لے کر اس کتاب کو عملی شکل دینے کے لیے شب و روز کام کیا۔ میرے پاس مناسب الفاظ نہیں ہیں کہ میں اس عزیز بھائی کے جذبہ محبت کا کماحہ شکریہ ادا کر سکوں۔

آخر میں مجھے یہ بات عرض کرنی ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ فکر و فن کے تقاضے کیا ہیں، عظیم شاعری ذہن انسانی سے کیا مطالبہ کرتی ہے، حقائق کے درہائے پشاور کی غواصی کے لیے کسی قسم کی تیز نگاہی کی ضرورت ہے اور محسوسات کو نظم کے قالب میں ڈھالنے کے لیے کسی فناکارانہ چاک دستی درکار ہے، میں تو آئندہ معصومین علیهم السلام سے حسن عقیدت کو سرمایہ حیات سمجھتا ہوں اور مجھ سے جس طرح ہو سکا ہے میں نے اپنے اس لامحدود سرمائے کو استعمال کیا ہے۔

افسر عباس زیدی

اشعار ایک ایسے ادیب کی تقریظ سے بھی آراستہ ہیں جن کی ادبی حیثیت اور شاعرانہ عقلت بہت اوپنے درجہ پر طے شدہ ہے اور کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ پروفیسر مفکور حسین صاحب یاد جن کی ادبی عظمت بھی ارباب ذوق کے نزدیک ایک تسلیم شدہ حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے میرے ان کرم فرماؤں میں شامل ہیں جن کی تعارفی تحریر سے میری پہلی کتاب بھی مزین تھی اور یہ بھی مزین ہے۔ مفکور صاحب کا خلوص، مشقانہ مشورے اور حوصلہ افزا تحریرے میرے لیے حاصل حیات کی حیثیت رکھتے ہیں۔

علامہ طالب جو ہری جن کی علمیت کا سورج اس وقت آسان شرت کے نصف انسار پر ہے، علامانہ نکتہ آفرینیاں اور محققانہ موشا فایاں ارباب فکر و فن کی توجہات کا مستقل طور پر مرکزی ہوئی ہیں اور ادبی حیثیت بھی اپنی جگہ مسلم ہے، ان کا ایک تنقیدی تبصرہ بھی شامل کتاب ہے۔ موصوف نے افکار و معانی کے باہمی رشتہ اور الفاظ و مقاہیم کے مخصوص تعلق کی بنیاد پر جن افکار کا اظہار فرمایا ہے وہ ادب شناس ذہنوں کے لیے یقیناً ایک نعمت غیر متrocہ ہے۔

میں اپنے کرم فرماؤں کی ان حوصلہ افزا تحریروں کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔

میرے کچھ احباب ایسے ہیں جن کا شکریہ ادا نہ کرنا اتحقاق خلوص کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہو گا۔ اسلام آباد کے پروفیسر حسن سجاد صاحب سید، تکلیل اختر صاحب اور قبلہ و کعبہ مولانا فخر عباس صاحب نقوی، جن کے خلوص محبت کی خوبیوں میرے مشام جاں کو ہر وقت معطر رکھتی ہے میں ان کا تہہ دل سے اس لیے پاس گزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کے ایک حسین و دلکش نشری اقتباس کے

لفظ اور معنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے لیکن الفاظ اور مضامین کا اجتماع آب و آتش کا اجتماع ہے۔ بہت سے مضامین اتنے نازک مزان ہوتے ہیں کہ غیر مناسب الفاظ کو برداشت بھی نہیں کر سکتے اور بہت سے الفاظ اتنے ست گام ہوتے ہیں کہ مضامین کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ لہذا کامیاب شاعری کی سب سے بڑی شرط ہی یہ ہے کہ نظم کئے جانے والے مضمون کے لیے مناسب ترین الفاظ کا انتخاب کیا جائے۔ مولانا افرع عباس زیدی عصر حاضر کے ان شاعروں میں ہیں جو اپنے مضامین کے لیے مناسب ترین الفاظ کا انتخاب بھی کرتے ہیں اور اپنے مصروعوں میں لفظوں کی نشست و برخواست کو اس طرح معین کرتے ہیں کہ ان کی مراد اور ان کی قدر و قیمت قاری تک خود بخود منتقل ہونے لگتی ہے۔ ان کے دو مختلف قطعات اس کی بہترین مثال ہیں۔

رک گیا رو دادِ اوصافِ جلی کہتے ہوئے
کیوں جھجکتا ہے ولی کو تو ولی کہتے ہوئے
جب اسے مولاۓ کل تسلیم کرتا ہے تو پھر
موت کیوں آتی ہے تجھ کو یا علیٰ کہتے ہوئے

☆ ☆ ☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لفظوں میں معنی کی ایک وہ جست ہوتی ہے جو معاشرہ معین کرتا ہے۔ اگر ہر لفظ کی مراد معاشرہ میں مجموعی طور پر معین نہ ہو تو انسانی فکر ایک دن بھی سانس نہیں لے سکتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ سامع اور متکلم لفظ کی مراد پر متفق ہوں۔ افہام و تفہیم کا بین الاقوامی کاروبار اذل سے اس مراد معین کی بنیاد پر چل رہا ہے اور اب تک چلتا رہے گا۔ دوسری جست لغت نویسی سے معین ہوتی ہے جس میں استعمالات کو سامنے رکھ کر لفظ کے مختلف معانی جمع کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کی تیسرا جست وہ ہوتی ہے جو شعر، خطباء، انشا پرداز اور نثر نگار خود معین کرتے ہیں۔ چونکہ مذکورہ افراد اپنے مستعمل الفاظ کی لغت خود مرتب نہیں فرماتے اس لیے قاری یا سامع تک مفہوم کی پوری ترسیل (جیسا کہ وہ ہے) مشکل بلکہ ناممکن ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ دنیا کا کوئی ادب ہر قاری یا ہر سامع پر یکساں اثر نہیں ڈالتا۔ ایسی صورت میں کامیاب ترین فنکار وہ ہے جو قاری یا سامع کو اپنے استعمال کردہ لفظوں کی ان اقدار سے قریب تر کر دے جو اس نے خود معین کی ہیں۔

کے اچھے ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ مولانا افسر عباس زیدی کے جتنے قطعات کو مجھے مختلف اوقات میں سننے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ ان میں پیشتر پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ اس کی بہترین مثال ان کا یہ قطعہ ہے۔

علانِ رنج و محنا لا الہ الا اللہ
سکونِ روح و بدن لا الہ الا اللہ
حسین بن علیؑ کے کرم سے قائم ہے
بنائے احمد ان لا الہ الا اللہ
بنائے لا الہ تو بہت سے فارسی اور اردو کے شعرا نے نظم کیا ہے لیکن
پورا جملہ پوری خوب صورتی کے ساتھ اس قطعہ کے علاوہ کہیں نہیں ملتا۔
یوں تو شروع میں ہر وہ بات ہوتی ہے جو ہونی چاہیے لیکن بعض شر
اپنی بعض خصوصیات کے سبب پہچانے جاتے ہیں اور وہی خصوصیات ان کی وجہ
شرست بن جاتی ہے۔ وہی مرحوم زبان کا شر تھا اور لاہور جذبوں کا شر ہے۔ مولانا
افسر عباس وہی کہ رہنے والے ہیں اور لاہور کے باشندے ہیں، ان کی یہی
جغرافیائی نسبتیں ان کی شاعری کی رمز ہیں۔ زبان اور جذبہ کے امتزاج سے جتنی
بھرپور شاعری مولانا کے قطعات میں ملتی ہے وہ کم نظر ہے۔

افسر عباس زیدی کا علمی اور ادبی پس منظر اس اعتبار سے بہت دیغی ہے
کہ وہ اپنے عمد کے معروف نوجہ نگار میر مตین اعلیٰ اللہ مقامہ کے پروتے اور

نگاہ جس کی وسیع و بلند ہوتی ہے
نقطہ اُنسی کی طلب بہرہ مند ہوتی ہے
دلِ نجس میں سماں کبھی نہ محببِ علی
کہ یہ بہت سی نفاست پسند ہوتی ہے
اچھا شعر لکھنے کی سب سے اہم شرط یہ ہے کہ وہ کیفیت جو شعر کملواتی
ہے وہ شعر میں منتقل ہو جائے، مشور شعر ہے:
ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اسنجا است
اگرچہ یہ شعر حافظ کے اچھے اشعار میں شمار ہوتا ہے لیکن اس میں
کیفیت کا صریح اور آشکارہ اظہار نہیں ہے جب کہ میر کا یہ شعر کیفیت کی پوری
عکاسی کرتا ہے۔

سرپا پہ جس جا نظر کیجئے
وہیں عمر ساری بسر کیجئے
مذکورہ بالا معرفات کی روشنی میں جمال مضمون لطیف اور نادر ہو
الفاظ اس مضمون کی ادائیگی کے لیے پوری طرح چوکس ہوں اور قاری تک وہ
کیفیت بھی منتقل ہو رہی ہو جو شاعر پر خود شعر کرنے وقت طاری تھی۔ اس شعر

تقریظ

مولانا افر عباس کے یہ قطعات آنحضرت صحیح اور اہل بیتؑ کے ساتھ
بے پناہ عقیدت بلکہ عشق کی تخلیق ہیں اور یہ امر ہے کہ جب فن کار کا عشق
اطمار پاتا ہے تو فن ظبور پذیر ہوتا ہے۔ بلاشبہ دینی شخصیات و موضوعات پر شعر
کہتے ہوئے، فن کی بخشی ہوئی متعدد سوالوں اور خوب صورتیوں سے دست
کش ہونا پڑتا ہے اور حد ادب، شاعر کو زیادہ کھل کر کنے اور آگے بڑھنے نہیں
دیتی۔ مگر مولانا افر عباس کے یہ قطعات اس حقیقت کا ثبوت ہیں کہ ایک معینہ
حد ادب کے اندرہ کر بھی عقیدت کے شائستہ اطمار سے فن تخلیق کیا جاسکتا
ہے جسے یقین نہ آئے وہ یہ قطعات پڑھ لے۔

احمد ندیم قاسمی



jabir.abbas@yahoo.com

صاحب طرز خطیب مولانا اکبر عباس زیدی اعلیٰ اللہ مقامہ کے صاحب زادے ہیں
لیکن اگر یہ نسبتیں نہ بھی ہوتیں تب بھی ان کی علمی اور ادبی ساکھہ قائم رہتی اس
لیے کہ جس شخص نے چار ہزار سے زائد قطعات لکھے ہوں، ان کے علاوہ دیگر
اصناف سخن میں بھی معتمدہ ذخیرہ اشعار کا حامل ہو، صاحب منبر بھی ہو اور عربی و
فارسی کا مستحب بھی ہو اس کے لیے وصف اضافی کسی اہم اتفاق کا سبب نہیں ہو سکتا۔
مگر یہ کہ پیشہ آباء سے نسبت روایت پسندی کا ایک صحت مندرجہ
ہے۔

حق توبیہ تھا کہ مولانا افر عباس زیدی کے کلام اور محسن کلام پر بھرپور
تبصرہ کیا جاتا لیکن یہ چند سطین ارجمند اس لیے تحریر کی گئیں کہ مولانا کی دوسری
کتاب زیر طبع ہے اور میری ان چند سطروں کو اس کتاب میں شامل ہونا ہے۔
آخر کلام میں، میں اپنے معروضات کو اس جملے پر تمام کرنا چاہتا ہوں کہ میرے
لیے تعجب کا مقام ہے کہ مولانا کی دینی حیثیت ان کی شاعری پر اثر انداز نہیں
ہوئی اور نہ ان کی شاعری نے ان کی دینی حیثیت پر سایہ ڈالا اگر مولانا کی ریش
مطران کی شاعری کی زلف پر پیچ سے الجھ جاتی تو ادب اتنی بھرپور اور دلکش
شاعری سے محروم ہو جاتا۔

طالب جوہری

خداوند علی و اعلیٰ ان کے نذرانہ عقیدت کو قبول فرمائے اور سرچشمہ
خیر کثیر سے سیرابی ان کا مقدر کر دے۔

افتخار عارف



تقریظ

ستحجب دعاؤں کی طرح باریاب لفظ بھی اپنی ایک جداگانہ شناخت اور
ایک علیحدہ تشخض رکھتے ہیں۔ یہ وہ منزل ہے، جہاں کلام کرنے والا بھی پیچانا جاتا
ہے۔

کون نہیں جانتا کہ مداحی مددوح رسول کی منزلیں کیسی مشکل منزلیں
ہیں مگر افسر عباس زیدی کے کلام کو دیکھئے تو خیال آتا ہے کہ کیا عجب ہے کہ خود
نگاہ تبر نواز کے اشارہ خاص پر یہ توفیق ارزانی ہوئی ہو۔ ایک ایک لفظ مددوح آل
محمد کی محبت میں ڈوبا ہوا۔ زبان دل کی سیق ہو تو بیان خود بخود اخلاص ایمانی کی
آئینہ داری کرنے لگتا ہے۔ شفقت و شاستہ خیال، شستہ و بستہ زبان میں، ایسی
خوش اسلوبی سے آمیز ہوئے ہیں کہ سننے یا پڑھنے والا کمال فن کی داد دیئے بغیر
نہیں رہ سکتا۔

خُم خانہ مودت و محبت کا سرشار و وارفتہ قلم، بارگاہ ولایت میں حاضری و
حضوری کے اسرار و رموز اور آداب و رسوم سے بخوبی آگاہی رکھتا ہے اور جانتا
ہے کہ خطیب منبر سلوانی اور صاحب نجح البلاغہ کے دربار میں نذر گزاری کے
تھانے کیا ہیں۔

چوتھا مصروف بھی صرف بہت زوردار ہی نہیں ہوتا بلکہ قیامت خیز بھی ہوتا ہے۔
یہ تو تھی مولانا کے قطعات کی بیت FORM کے اعتبار سے ایک بھرپور صورت
حال۔

اب ان قطعات کی معنوی خوبیاں بھی ملاحظہ ہوں۔ پہلی معنوی خوبی ان
قطعات کی زبان ہے۔ مولانا دلی کی تھیث لیکن تکسلی زبان استعمال کرتے ہیں اور
زبان کی یہ خصوصیت چوتھے مصروف میں آکر تو بالکل واضح ہو جاتی ہے لیکن مولانا
کے قطعات کے چوتھے مصروف میں زبان کی خوبی کے ساتھ ساتھ بیان کی خوبی بھی
بے نقاب ہو جاتی ہے۔ مگر اس آن بان کے ساتھ کہ آپ کو یوں لگتا ہے جیسے
یک سورج نکل آیا ہے اور کبھی کبھی تو سورج کے طلوع ہونے کا یہ منظر
ہمیں نصف النہار کا نظارہ بھی کرا دیتا ہے۔ آدمی کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ وہ
ہنباکا ہو کر رہ جاتا ہے۔ بغور دیکھا جائے تو مولانا کے قطعات کا چوتھا مصروف قاری
اور سامع کو ایک دو نہیں ان گنت کیفیات سے بہرہ مند کرتا ہے۔ کبھی خوشی،
کبھی حرمت، کبھی انقلاب، کبھی اضطرار۔ ابھی سرمنتی کا عالم ہے تو ابھی خردمندی
اور ہوشمندی کے اجالوں نے دل و دماغ کو بقعہ نور بناؤالا ہے۔ ابھی استحباب کی
صورت ہے تو دوسرے ہی پل میں اطمینان کی فضا اپنا وسیع دامن پھیلائے سامنے
آموجو ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں ان قطعات میں جوش اور ولولہ کا تو یہ عالم ہے کہ وہ آدمی

مولانا افسر عباس کی قطعہ نگاری

(صنف قطعہ نگاری میں ایک انقلابی قدم)

مولانا افسر عباس کی قطعہ نگاری پر کچھ عرض کرنے سے قبل ضروری
سمجھتا ہوں کہ ایک دو جملے صنف قطعہ نگاری کے بارے میں عرض کر دوں۔
پہلی بات تو یہ ہے کہ قطعہ نگاری میں یہ قطعی ضروری نہیں ہے کہ قطعہ کے
صرف چار مصروف ہوں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ قطعہ کے پہلے دونوں
مصروفوں میں ردیف و قافیہ کی پابندی کی جائے۔ یہ پابندی تو رباعی کے لیے
ضروری ہے لیکن مولانا افسر عباس کے مصروفوں میں اس پابندی کی باقاعدہ پابندی
کی گئی ہے یعنی ان کے قطعات چار مصروفے والے بھی ہوتے ہیں اور ان کے
پہلے دو مصروفے ہم قافیہ و ہم ردیف بھی۔ گویا ایک طرح سے مولانا افسر عباس
کے یہ قطعات اپنی خوبی میں یعنی معنویت کے لحاظ سے رباعی کے ساتھ بت
مشابہت رکھتے ہیں۔ ان قطعات میں رباعی کی ایک اور خصوصیت ہے جس کا افسر
عباس صاحب نے پورے شعور کے ساتھ خیال ہی نہیں رکھا بلکہ اس پابندی کو
نبھانے کا بڑا ثنا ثاث دار انتظام و اہتمام بھی کیا ہے یعنی جس طرح رباعی کا آخری
یعنی چوتھا مصروف بہت زوردار ہوتا ہے اسی طرح مولانا افسر عباس کے قطعات کا

خوب صورتی سے ہو جاتا ہے اور ہم ان قطعات کو پڑھ کر اپنے دل و دماغ کو خوب سربرزو شاداب کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ میں نے جان بوجھ کر روایتی انداز میں ان قطعات میں سے بطور مثال چند قطعات اس لیے پیش نہیں کئے کہ ان میں ہر ایک قطعہ ایسا ہے جس کو مثال کے طور پر پیش کیا جائے اس لیے میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ خود ان کے مطالعہ سے بہرہ در ہوں اور میری صداقت بیان کی تائید فرمائیں۔

مشکور حسین یاد



سے سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم ذوق و شوق کے میدان میں مسلسل تنگ و دو کی پرجمد کیفیات سے گزرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان قطعات کے مطالعہ سے آدمی نہ صرف روحانی طور پر خود کو آسمانوں میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہے بلکہ اسکا جسم بھی بیک وقت ہفت افلک کی سیر کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مولانا افسر عباس زیدی نے اپنے ولوہ انگیز مزاج کے مطابق اپنے انداز کی قطعہ نگاری جو منتخب فرمائی ہے وہ بہت ہی مناسب ہے۔ یوں دیکھئے تو یہ صنف قطعہ نگاری بھی ایک انقلابی قدم ہے جو مولانا نے اٹھایا ہے اور وہ اس میں پوری طرح کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ اگرچہ مولانا نے ان قطعات کو صنف رباعی کے بہت قریب پہنچا دیا ہے لیکن ہمارے خیال میں اگر مولانا نے رباعی نہیں کی تو بہت اچھا کیا کہ رباعی کے اوزان مولانا کی پر جوش طبیعت کے جلالی انداز کو برداشت نہیں کر سکتے تھے اور پھر جب آپ کو قطعات ہی میں رباعی کا ایک خاص لطف آ رہا ہو تو پھر کیا ضروری ہے کہ آپ رباعی کے آہستہ رو اوزان کے چکر میں اپنے آپ کو ڈالیں۔

آخری بات یہ ہے کہ مولانا کے یہ قطعات آپ کو جوش اور ولوے کے عالم ہی میں نہیں لے جاتے، فکر و نظر کی فضاوں کی بھی رنگ برلنگی سیر کرواتے ہیں۔ اس طرح رباعی کے فکری پہلو کا ازالہ بھی ان قطعات میں نہایت

اُبھی کے نور سے روشن یہ چند تارے ہیں
 اُبھی کے واسطے یہ اہتمام سارے ہیں
 کتاب و مصحف و عرش و سراج و لوح و قلم
 یہ سب جمالِ محمدؐ کے استعارے ہیں



رہ وفا کے نبی اولین سالک ہیں
 خدائے پاک کے محبوب مع ذالک ہیں
 نہیں ہے چیز کوئی ان کی بملک سے باہر
 ہر ایک شے کے بحکمِ خدا وہ مالک ہیں



جھلک ہے نورِ نبی کی فلک نشینوں میں
 ہے اُن کا عکس عیاں ان کی بھی جیونوں میں
 نہیں ہیں صرف ستارے ہی فیض یا ب اُن سے
 یہ صرہ مہ بھی ہیں اُن کے خوشہ چینوں میں



نبی کے فیض سے دنیاۓ ممکنات بني
غم و نشاط بنے موت اور حیات بني
اُنہی کے صدقہ میں پیدا ہوئے ہیں جن و بشر
یہ سب اُنہی کا کرم ہے جو کائنات بني

☆☆☆

وہی تو منظرِ ہستی کو ہیں سنوارے ہوئے
اُنہی کے رخ پر سے صدقہ ہیں یہ اتارے ہوئے
جمالِ نورِ محمد کے خوشہ چیز ہیں تمام
یہ کلمکشاں ہوئی، سورج ہوا، ستارے ہوئے

☆☆☆

جو عکسِ رخ تھا اُسے آفتاب کہتے ہیں
وہ خاکِ یا ہے جسے ماہتاب کہتے ہیں
ہے ایک قطرہ پینے کا وہ محمد کے
جسے ہم اپنی زبان میں گلاب کہتے ہیں

☆☆☆

نور رکھا، روشنی رکھا کہ حالہ رکھ دیا
تھی بلندی سے جو نسبت نام اعلیٰ رکھ دیا
درحقیقتِ مصطفیٰ کے جسم کا سایہ تھا وہ
نام جس کا اہلِ دنیا نے اجلال رکھ دیا

☆☆☆

بے کار ہے سوال ہی اُن کے جواب کا
وہ ہیں مجسمہ کرم بے حساب کا
دنیاۓ ممکنات میں سب کچھ سی مگر
ہمسر نہیں ہے کوئی رسالت ماب کا

☆☆☆

اُنہی کے صدقہ میں چشمے کرم کے جاری ہیں
اُنہی کا فیض ہے یہ برکتیں جو ساری ہیں
وہ قدسیانِ فلک ہوں کہ جن و انس و ملک
در رسولِ خدا کے سبھی بھکاری ہیں

☆☆☆

کبھی امام، کبھی وہ رسول ہوتا ہے
پیام حق کا اُسی سے وصول ہوتا ہے
بشر کی شکل میں آتا ہے آسمان سے وہ
کلامِ پاک کا یوں بھی نزول ہوتا ہے

☆☆☆

سرکار کا جہاں میں ہمسر نہیں کوئی
ہم پایہ برادر حیدر نہیں کوئی
چ تو یہ ہے کہ کارگہ کائنات میں
رتہ میں مصطفیٰ کے برابر نہیں کوئی

☆☆☆

دل پر تیرے انوار کی بارش ہو جائے
خاصانِ الہی کی نوازش ہو جائے
آغوش میں لے لے تجھے خود رحمتِ حق
حاصل جو محمدؐ کی سفارش ہو جائے

☆☆☆

نگاہِ اہلِ خرد میں وہ ارجمند ہوا
جو اُن کا ہو گیا حق کو وہی پسند ہوا
محمدؐ علیؐ کے حضور اے افراد
جھکا جو جتنا وہ اتنا ہی سر بلند ہوا

☆☆☆

حق کی نظر میں اُن کی اہم لاج ہو گئی
اور حیثیت بلند بہت آج ہو گئی
جو لفظ صرف ہو گئے مدحِ حضور میں
چ پوچھئے تو ان کو بھی معراج ہو گئی

☆☆☆

ذاتِ جس کی وجہِ خلقِ عالمِ ایجاد ہو
جس کے صدقہ میں جہاں کن فکاں آباد ہو
اس کو یہ جبریل کیا آکر پڑھائے گا سبق
جس کے شاگردوں میں خود جبریل کا استاد ہو

☆☆☆

آپ کے عرفان ہی کا حق پسندی نام ہے
ہوش مندی، ارجمندی، عالمگردی نام ہے
وہ جگہ کمالائی پستی جو رہی قدموں سے دور
اور جہاں پہنچے حضور، اس کا بلندی نام ہے



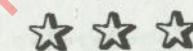
یہ بات کہنے سب اہلِ نوشت و خواند لگے
کہ اس کے سامنے سارے چراغ ماند لگے
بنا گئی اسے پر نورِ خاکِ پائے نبی
کرم ہے ان کا جو سورج کو چار چاند لگے



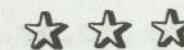
شبانِ خرام نازِ دکھاتے چلے گئے
تباہیوں کو ان کی بڑھاتے چلے گئے
قدموں سے اپنے منزلِ معراج میں رسول
تاروں کو چار چاند لگاتے چلے گئے



پائے مولائے جہاں حق کی قسم چوے ہیں
قدمِ حضرت سلطانِ ام چوے ہیں
فخریہ کہتی ہوئی منزلِ معراج آئی
میں نے سرکارِ دو عالم کے قدم چوے ہیں



جس کے ساحل کا کسی رخ سے اشارہ نہ ملے
ختم ہوتا ہوا اُس کا کہیں دھارا نہ ملے
ذاتِ پیغمبرِ اسلام ہے وہ بحرِ علوم
عقلِ انساں کو کہیں جس کا کنارہ نہ ملے



چشمِ ایماں کو محمدؐ یہ دکھا دیتے ہیں
اپنے قدموں کے تصرف کا پتہ دیتے ہیں
عرش ہی کو وہ بناتے نہیں بس فرش اپنا
فرش پہ چل کے اسے عرش بنا دیتے ہیں



کب ذاتِ محمدؐ کی بلند آج ہوئی ہے
یہ روزِ ازل دہر کی سرتاج ہوئی ہے
ج پوچھئے تو چوم کر ان کے قدمِ پاک
خود منزلِ معراج کو معراج ہوئی ہے



نمایاں دل کے احساسات کی تصویر کرتے ہیں
وفا کا نقش لوح سنگ پر تحریر کرتے ہیں
امیرالمومنین ہوتا ہے بس وہ ایک خوش قسم
زچہ خانے کو جس کے دو نبی تعمیر کرتے ہیں

☆☆☆

حق کا حقیقتاً مجھے حامل بنا دیا
محفل میں وجدِ رونقِ محفل بنا دیا
پیدا ہوئے علیٰ تو یہ بولا خدا کا گھر
تونے مجھے طواف کے قابل بنا دیا

☆☆☆

قلل نہ صرف میرے قلم کا نگیت ہے
کہتا ہے ایک آج یہ دشمن سمیت ہے
خالق کا جو ولی تھا وہ کعبہ میں آگیا
اترا ہے بیت میں یہ کوئی اہل بیت ہے

☆☆☆

معترف قرآن کا ایک ایک سورہ ہو گیا
اهتمامِ ردِ ہر اجماع و شوربی ہو گیا
حیدر صدر ہوئے پیدا تو کعبے نے کما
آج میرا مقصد تعمیر پورا ہو گیا

☆☆☆

ادنی سے بیانِ رتبہ عالیٰ نہیں ہوتا
مدّاح علیٰ کا کبھی غالی نہیں ہوتا
لفظوں سے ادا کیسے ہو تعریفِ علیٰ کی
کوزوں سے سمندر کبھی خالی نہیں ہوتا

☆☆☆

کس کو پیاسا تو کے چشمہ جاری سمجھوں
سختِ حیران ہوں کیا خالقِ باری سمجھوں
سامنے چڑھے حیدر کے ہے فرقانِ کریم
کس کو قرآن بتاؤں کے قاری سمجھوں

☆☆☆

دل ان کا مقابل کی طرف بڑھتا تھا
اور جوش عقیدت کا اُسے چڑھتا تھا
جب سامنے آتا تھا علیؑ کے قرآن
معلوم نہیں کون کسے پڑھتا تھا



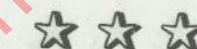
ایک تو ہے مصحف حق جو سرپا ہوش ہے
دوسرा انساں ہے جو مصحف سے ہم آغوش ہے
ہے کلامِ پاک اور حیدر میں بس اتنا سا فرق
ایک ہے قرآن ناطق دوسرا خاموش ہے



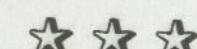
تجھے بھی پھر شعورِ جذبہِ انصاف ہو جائے
تیرا دل بھی مثل آئینہ شفاف ہو جائے
علیؑ کے عنق سے چھٹتے ہیں بادل بت پرستی کے
نکل آئے جو یہ سورج تو مطلع صاف ہو جائے



اگرچہ اُس سے تجھے بعض ہے کدورت ہے
مگر وہ دین کی سب سے اہم ضرورت ہے
ہے اس کے رخ کی زیارت عبادتِ خالق
خبر ہے کچھ کہ علیؑ کتنا خوب صورت ہے



نہ دیکھا تو نے کہ اُس سے تجھے کدورت ہے
وگرنہ وہ تو عیاں آئینے کی صورت ہے
علیؑ کے حقِ خلافت کو مانے کے لئے
ذرما سے جذبہِ انصاف کی ضرورت ہے



مختلف اجزاء نہیں پورا شمارہ پڑھ لیا
 نقطہ، سورہ سورہ، پارہ پارہ پڑھ لیا
 چہرہ حیدر تو کیا آیا نظر یوں جانے
 دم زدن میں آپ نے قرآن سارا پڑھ لیا



تبغ کے شعبے میں بسکدوش رہا ہے
تھا سب تکلمہ ہوش رہا ہے
پر لائے کمال سے وہ لب و لجہ حیدر
قرآن بھی کچھ سوچ کے خاموش رہا ہے



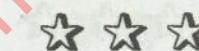
دستِ حق سے منے عرفان کا سبو لیتا ہوں
لذت سے کدھِ عالم ہو لیتا ہوں
جب میرے سامنے ہو نقشِ کف پائے علیٰ
فرش پہ بیٹھ کے میں عرش کو چھو لیتا ہوں



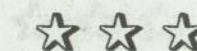
فضلے گشن جنت کی سیر چاہتا ہے
اور احترام علیٰ کے بغیر چاہتا ہے
علاج کرے کچھ اس اپنی شر پسندی کا
بروزِ حرث اگر اپنی خیر چاہتا ہے



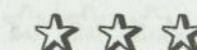
اسی آئینے میں شفاف نظر آتا ہے
خر حقیقت کا بہت صاف نظر آتا ہے
خود پیغمبر جسے فرمائیں وہی ہے نائب
اک یہی پہلوئے انصاف نظر آتا ہے



منے نفاق سے جو شخص مت ہوتا ہے
بلند بھی نظر آئے تو پست ہوتا ہے
علیٰ کے غیر کو دیکھے جو چشمِ الفت سے
وہ حق پرست نہیں بت پرست ہوتا ہے



سر وہ نغماتِ مودہ پہ نہیں دھن سکتا
اور گل ہائے کملات نہیں چُن سکتا
ہے منافق کی یہ پہچان کہ ٹھنڈے دل سے
میرے مولا کی وہ تعریف نہیں سُن سکتا



زبان سے نام علیٰ بالعموم لیتا ہوں
 سکون میں سرِ بابر علوم لیتا ہوں
 خیال جب بھی مجھے مرتفعی کا آتا ہے
 نجف کی خاک تصور میں چوم لیتا ہوں

☆☆☆

میں رسمِ مردِ محبت کو عام کر دوں گا
 تمام اہلِ جفا کو تمام کر دوں گا
 علیٰ علیٰ کی صدائے حلال سے اُفر
 مقصرين کا جینا حرام کر دوں گا

☆☆☆

جل بلب، کیف بہ دل، فرق بکفت، جاتا ہوں
 اک نئی شان سے مولّا کی طرف جاتا ہوں
 لوگ سنتا ہوں مہینوں میں پہنچتے ہیں۔ وہاں
 میں تو ہر سانس میں سو بار نجف جاتا ہوں

☆☆☆

صبا ہے کسی بزم کی، پیانہ کہیں کا
 سرنخ ہے کہیں اور کی، افسانہ کہیں کا
 حیدر کا محب اور فدائے رخِ اغیار
 پھر بتا بھی ہشیار ہے، دلوانہ کہیں کا

☆☆☆

با وصفِ کمالِ ہمہ دانی نہیں آتے
 ذہنوں میں مقاہیمِ نہانی نہیں آتے
 حقِ مدحتِ حیدر کا ادا ہو بھی تو کیونکر
 الفاظ کے قابو میں معانی نہیں آتے

☆☆☆

منفرد صاحبِ توقیر کے کہتے ہیں
 حاملِ قدرتِ تحریر کے کہتے ہیں
 لکھ کے محشر میں جو پروانہ جنت دے دے
 اور پھر کاتبِ تقدیر کے کہتے ہیں

☆☆☆

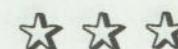
بلند اپنا جہاں میں مقام کرتا جا
زمیں پر رہ کے فلک پر خرام کرتا جا
دروود پڑھ کے تصور میں لا فضائے نجف
پھر اُس کو جھک کے ادب سے سلام کرتا جا



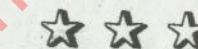
تن میں ہے جتنا زور وہ سارا لگائے
اور ساتھیوں کو کر کے اشارہ لگائے
پھر بار بار مرد مقصّر کے سامنے¹
مولانا علیؑ کے نام کا نعروہ لگائے



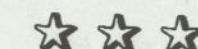
لے کے جو بعض شہنشاہ نجف جاتا ہے
ہو کے دنیا سے وہ محروم شرف جاتا ہے
اُس کی منزل کے تعین میں تذبذب کیا
صف ظاہر ہے جنم کی طرف جاتا ہے



شہرِ یثرب سے بُعدِ عز و شرف جاتا ہے
کریلا ہوتا ہوا سُوئے نجف جاتا ہے
بند آنکھیں کئے تو اس پر چلا جاے دوست
ہاں یہی راستہ جنت کی طرف جاتا ہے



اُنہی کے حکم سے نبضِ حیات چلتی ہے
اُنہی کے گرد کرم کی برات چلتی ہے
وہ جس کو چاہتے ہیں اذنِ خلد دیتے ہیں
وہاں بھی میرے ہی مولانا کی بات چلتی ہے



جو راز آشکار ہوا اُنہاؑ کے بعد
سمجھا ہوں میں تصرفِ فکرِ رسا کے بعد
اللہ اور علیؑ میں بس اتنا سا فرق ہے
وہ مصطفیٰ سے پہلے ہے، یہ مصطفیٰ کے بعد



نہیں، کہ کر کے، کسی کو شریک دیتا ہے
اکیلے دم پر جو دیتا ہے ٹھیک دیتا ہے
اُسے حیصِ خلافت بتاتا ہے غافل
جو سلطنت کی سلیمان کو بھیک دیتا ہے



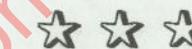
نگاہِ جس کی وسیع و بلند ہوتی ہے
فقط اُسی کی طلب بہرہ مند ہوتی ہے
دلِ نجس میں سمائی کبھی نہ حُبِ علیٰ
کہ یہ بہت ہی نفاست پسند ہوتی ہے



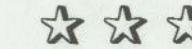
پامال کبھی عقل کی سرحد نہیں کرتے
تائیدِ نظامِ روش بد نہیں کرتے
ایمانِ مجسم ہی سے بس پاتے ہیں خیرات
اسلام فروشوں کی خوشامد نہیں کرتے



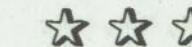
یادِ درسِ شوق کا ہر حرف ہونا چاہیے
وقتِ سارا معرفت میں صرف ہونا چاہیے
ہاتھ آ جاتی ہے فوراً "نعمتِ حُبِ علیٰ
آدمی تھوڑا سا عالیٰ ظرف ہونا چاہیے



رُک گیا رو دارِ اوصافِ جملی کہتے ہوئے
کیوں جھینکتا ہے ولی کو تو ولی کہتے ہوئے
جب اُسے مولائے کُلِ تسلیم کرتا ہے تو پھر
مُوت کیوں آتی ہے تجھ کو یا علیٰ کہتے ہوئے



بلند جو ہوں، وہ پستی سے مُس نہیں رکھتے
جو گُل ہوں وہ طلبِ خار و خس نہیں رکھتے
سوا ہو تختِ سلیمان سے بوریا جن کا
وہ اقتدار کی دل میں ہُوس نہیں رکھتے



جلو میں لے کے اک کیفیتِ اعجاز آئے گی
دکھانے پختگی عشق کا انداز آئے گی
تو مجھ کو روکتا ہے یاعلیٰ کہنے سے جیتے جی
مری خاکِ لحد سے بھی یہی آواز آئے گی

☆☆☆

فائدہ کچھ بھی نہ ہو گرچہ مگر ٹکرانا
اور ہر بار بہ اندازِ دُگر ٹکرانا
ڈھونڈنا احمد مرسل کا بغیرِ درِ علم
ایسا ہے جیسا کہ دیوار سے سر ٹکرانا

☆☆☆

چشمِ بینا چاہیے ہے طرفِ عالیٰ چاہیے
معرفت کے واسطے ذوقِ مثلی چاہیے
نور سے محروم کیا دیکھے جمالِ مرتفعی
حقِ شناسی کے لیے روشنِ خیالی چاہیے

☆☆☆

کم ظرف کو سوا "بھی پکارا نہیں کرتے
احساس کی توہین گوارہ نہیں کرتے
ممنونِ کرم ہیں، تو امیرِ دو جہاں کے
محتاج کے ٹکڑوں پر گزارہ نہیں کرتے

☆☆☆

آزادھرِ منزلِ مقصود کو پانے کے لئے
ورنہ رہ جائے تو ٹھوکریں کھانے کے لئے
جب تجو گر ہے محمد کی تو چل سوئے علیٰ
تجھ کو مل جائے گا در شر میں جانے کے لئے

☆☆☆

تلashِ حق کی طلب بھی عجیب ہوتی ہے
یہ ہو تو منزلِ عرفان قریب ہوتی ہے
ہر ایک کو نہیں ملتی متاعِ حبّ علیٰ
کسی کسی کو یہ نعمتِ فضیب ہوتی ہے

☆☆☆

زبان سے نام شہرِ ذوالقدر لیتا ہوں
 ولی کا اسم حسین بار بار لیتا ہوں
 کسی بلا کا ہو جیسے ہی سامنا افسر
 میں اپنے مولا کو فوراً پکار لیتا ہوں



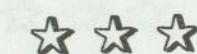
آ رہی ہے جو مصیبت اس کو رد فرمائیے
 اور غلائی کی عطا مجھ کو سند فرمائیے
 اک دفعہ تو ساتھ میرے بات یہ کہہ کر تو دیکھے
 یا علی مشکل کشا میری مدد فرمائیے



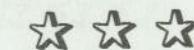
نہ تخت رکھتے ہیں کوئی نہ تاج رکھتے ہیں
 وقارِ حق کل مگر پھر بھی لاج رکھتے ہیں
 جو خروانِ جہاں کو نصیب ہو نہ سکے
 قلندرانِ علی وہ مزاج رکھتے ہیں



علی کے عشق میں حال اپنا غیر کرتا ہوں
 ہوں چونکہ دشمن شر کا خیر کرتا ہوں
 ہمیشہ رہتا ہے پیشِ نظر دیارِ نجف
 میں اس جہاں میں بھی جنت کی سیر کرتا ہوں



ختم فوراً خواہشِ عزّ و شرف کر دیجئے
 آپ ہی اپنی بضاعت کو تلف کر دیجئے
 یا تو دل میں عشقِ حیدر کو بسا لجئے حضور
 یا خیالِ مغفرت کو بروطف کر دیجئے



گھر ہوں وہ کہ میں اپنے صدف میں رہتا ہوں
 بڑے مزے سے حصارِ شرف میں رہتا ہوں
 تصور درِ مشکل کشا کے صدقہ میں
 کیسی بھی جاؤں میں شہرِ نجف میں رہتا ہوں



ولی کے عشق میں دل جس کا چاک ہوتا ہے
وہی تو جملہ نقائص سے پاک ہوتا ہے
اُسی کے ذرروں کو کہتے ہیں اہلِ حق اکیر
نجف میں جا کے جو پیوندِ خاک ہوتا ہے

☆☆☆

بُجھلا کے ذہن سے فرماشِ رسول گئی
اہم تھی جس کی محبت اسی کو بُھول گئی
نہ مستفیض ہوئی بابِ علمِ احمد سے
قتمِ خدا کی تری زندگی فضول گئی

☆☆☆

شہرِ نجف کے جو قدموں کی دھول ہوتے ہیں
وہ ذرے ہی تو حقیقت میں پھول ہوتے ہیں
جو معتقد نہیں اس کے تو خود کو ان سے بچا
کہ ایسے لوگ نہایت فضول ہوتے ہیں

☆☆☆

یک لخت گلِ حُن عمل کھلتا ہے
اور غنچہرِ پیانِ ازل کھلتا ہے
ہے مدحتِ حیدر وہ نیم سحری
جس سے دلِ مومن کا کنوں کھلتا ہے

☆☆☆

پہلے دل کو عشقِ علمِ بُوتراہی چاہیے
بعد اس کے خواہشِ حکمت ملی چاہیے
استفادہ کچھ بچھے بابِ حکمت سے حضور
آپ کو گر نعمتِ حاضر جوابی چاہیے

☆☆☆

ہر فیصلہِ اہلِ خرد مان رہا ہوں
اور حق کے مقامات کو پچان رہا ہوں
کیوں گوہرِ مقصودِ مرے ہاتھ نہ آئے
میں خاکِ سرِ دشتِ نجفِ چھان رہا ہوں

☆☆☆

اُس کو طلبِ حق کا طریقہ نہیں آتا
حل کرتا ہوا وہ یہ دیقہ نہیں آتا
مرتا نہیں جو حُسنِ شہنشاہِ نجف پر
اس شخص کو جینے کا سلیقہ نہیں آتا



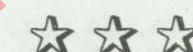
دینِ اسلام کے ہمدرد کا دیوانہ ہوں
مردِ میداں جو ہے اس فرد کا دیوانہ ہوں
بزداں کی تجھے تعریف مبارک اے دوست
میں تو اک مرد ہوں اور مرد کا دیوانہ ہوں



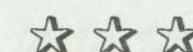
وہ اس پلو سے بھی مفہومِ صفت آرائی لیتا ہے
اور اس کے ساتھ درسِ ناصیہ فرمائی لیتا ہے
در خیر کی چولیں از سرنو ہلنے لگتی ہیں
خدا کا شیر گرسوتے میں بھی انگڑائی لیتا ہے



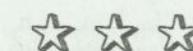
بعد خلوص و خضوع و خشوع ہوتا ہے
اک حصہ دن کا دوبارہ شروع ہوتا ہے
بِحکمِ حیدرِ کراں سمتِ مغرب سے
جو چھپ گیا تھا وہ سورج طلوع ہوتا ہے



بابِ شرفِ مرتضوی کھول رہا ہوں
جانے کے لیے خلد میں پر قول رہا ہوں
رضوانِ جنان میرے لیے قصرِ سجادہ
میں بندہ درگاہِ نجف بول رہا ہوں



جو دلِ شعور کا روشن چراغ ہوتا ہے
علیٰ کی مدح سے وہ باغِ باغ ہوتا ہے
پسند کرتا ہے خوشبو بیشہ اے افراد
وہ آدمی جو صحیح الدماغ ہوتا ہے



جتنے پیغمبر ہیں ان سب کی امامت چاہیے
اور لا محدود اعجاز و کرامت چاہیے
مدحت شاہ نجف برداشت کرنے کے لئے
احمد مختار کی سی استقامت چاہیے

☆☆☆

شرابِ شیشہ حکمت سے دل کو مست کرتا ہے
وہی تمیزِ مایین بلند و پست کرتا ہے
جو گھل کر باندھتا ہے عبدِ عشقِ مرتفعِ افر
وہی تو مغفرت کا اپنی بندوبست کرتا ہے

☆☆☆

جو زبردست ہو وہ زیر نہیں ہو سکتا
کم کبھی حوصلہِ شیر نہیں ہو سکتا
مدحتِ حضرت سلطانِ نجف سے افر
دلِ مومن تو کبھی سیر نہیں ہو سکتا

☆☆☆

دہر میں کوئے محمد ہی کا آوازہ ہے
پھر بھی وہ بھٹکے گا جس کو غلط اندازہ ہے
ایک تو شرِ معارف کا ہے ملنا مشکل
دوسرے اُس کا فقط ایک ہی دروازہ ہے

☆☆☆

جو اہلِ عقل ہیں کب جا بجا لگتے ہیں
علیٰ ہی سے دلِ حق آشنا لگتے ہیں
فقیر جتنے سمجھدار ہیں جہاں میں وہ سب
فقط امیر کے در پر صدا لگتے ہیں

☆☆☆

ویرانے ہے یہ باڑ بھاری نہیں گزری
ایک بار بھی تو رحمتِ باری نہیں گزری
سہواً بھی کسی کے دل نپاک سے افر
عشقِ شہ مرداں کی سواری نہیں گزری

☆☆☆

شب و روز سحر و شام بنا لیتے ہیں
 بُر اقدام و بُر گام بنا لیتے ہیں
 یا علی کہ کے ہم اک مرتبہ صدق دل سے
 اپنا بگڑا ہوا ہر کام بنا لیتے ہیں

☆☆☆

بھلا مخالف ارباب جور کیا لے گا
 بتا دے کر کے ذرا دل میں غور کیا لے گا
 علی کا عشق تھا سب کچھ وہ مل چکا تھا کو
 تو حق سے بندہ مومن اب اور کیا لے گا

☆☆☆

جو نہایت منفرد ہے وہ عبادت کیجئے
 چشمِ دل سے روئے حیدر کی زیارت کیجئے
 مصحفِ خاموش تو پڑھتے ہیں روزانہ حضور
 بولتے قرآن کی بھی اک دن تلاوت کیجئے

☆☆☆

متاعِ شوق کو خود سے جدا نہیں کرتا
 وہ اپنے دل پہ کبھی یہ جفا نہیں کرتا
 علی کا عشق اک ایسی نماز ہے جس کو
 قضا کے وقت بھی مومن قضا نہیں کرتا

☆☆☆

دُور قسمت کا کبھی پھیر نہیں ہو سکتا
 زیر ہو جائے جو وہ شیر نہیں ہو سکتا
 جائے جنت میں سرِ حشر علی کا دشمن
 روز روشن میں یہ اندھیر نہیں ہو سکتا

☆☆☆

عقل نے خوشخبری آکے اچانک دی ہے
 راہ قسمت نے اُسے ذاتِ نبی تک دی ہے
 مل گیا بزمِ رسالت میں اُسے اذنِ ورود
 جس نے بھی جا کے درِ علم پہ دستک دی ہے

☆☆☆

متحیرِ فلک پر نظر آتا ہے
 اک نیا منظرِ تسبیح نظر آتا ہے
 ہیں علیٰ گود میں احمد کی، کہ یہ نزدِ حرم
 چاند سورج سے بغلگیر نظر آتا ہے

☆☆☆

علیٰ کے عشق میں ایسا جنون ملتا ہے
 کہ جس سے ذوقِ علوم و فنون ملتا ہے
 محبتِ شہرِ مرداں میں کیوں نہ میں ترپوں
 کہ اس ترپ میں حقیقی سکون ملتا ہے

☆☆☆

سچائی کی پُرکیفِ ادائیں لی ہیں
 حورانِ پشتی سے دعائیں لی ہیں
 عقبی کے مصائب سے وہی ہے محفوظ
 جس نے رخِ حیدر کی بلائیں لی ہیں

☆☆☆

نیکا نام گرچہ روز و شب تا دیر لیتا ہے
 حصار نامِ رادی پھر بھی اس کو گھیر لیتا ہے
 سبب یہ ہے کہ مسلم، شرِ عرفان و معارف کا
 نظر آتے ہی دروازہ نگاہیں پھر لیتا ہے

☆☆☆

اسرارِ خداوندِ جہاں کھول رہا تھا
 دریائے فصاحت کے گر نزول رہا تھا
 خود چشمِ محمدؐ نے یہ دیکھا سرِ معراج
 پردے میں نصیری کا خدا بول رہا تھا

☆☆☆

حسنِ افکار کی خالق سے سند مانگی ہے
 اور کہہ کہہ کے ہو اللہُ أَحَد مانگی ہے
 حضرت احمدؐ مُرسَل ہی پر موقوف نہیں
 ہر نبی نے مرے مولا سے مدد مانگی ہے

☆☆☆

مدت سے کر رہا تھا تیرا انتظار چاند
 حیرت سے دیکھتا ہے تجھے بار بار چاند
 قریان تجھ پر شیر الہی ہزار چاند
 تجھ سے لگے نبی کی نبوت کو چار چاند



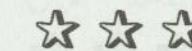
نگاہِ حق میں وہی دل نواز ہوتا ہے
 اُسی کے پاس شرف کا جواز ہوتا ہے
 درِ علومِ خدا پر بُصہ خلوصِ وفا
 جو سرجھکائے وہی سرفراز ہوتا ہے



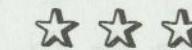
خدا کے نور سے جو لوگائے بیٹھا ہوں
 دل اپنا دونوں جہاں سے اٹھائے بیٹھا ہوں
 اس آرزو میں کہ بن جاؤں کُشتہ الفت
 نجف کی راہ میں ذہونی رُمائے بیٹھا ہوں



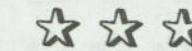
تجھی وہی ہے جو سائل سے رد و گد نہ کرے
 گر التجا کرے کوئی تو اُس کو رد نہ کرے
 میں اعتراض ترا کس طرح کروں تسلیم
 علیٰ علیٰ ہی نہیں ہے اگر مدد نہ کرے



جب تصور میں محمد کا جمال آتا ہے
 دفعتاً حیدر صدر کا خیال آتا ہے
 اُس کے در ہی کی تو ہوتی ہے نگاہوں کو تلاش
 جب کسی شر میں جانے کا سوال آتا ہے



پاکر بنامِ گل نہ کوئی خار و خس چلے
 بھولے سے بھی نہ حکم ہوا و ہوس چلے
 کر کے بیان فضائلِ مولاۓ کائنات
 مومن بناوں سب کو اگر میرا بس چلے



غم و آلام سے یک لخت چھڑا دیتے ہیں
دم میں بگڑی ہوئی تقدیر بنا دیتے ہیں
میں بھی قسمت سے ہوں ان کا ہی مرضیں الفت
درد دل کی جو مسیحا کو دوا دیتے ہیں

☆☆☆

ہزار بار سرِ منزلِ شرف پہنچا
بغورِ ستا ہوا بانگِ لا تخفف پہنچا
علیٰ کے فیض سے حاصل ہوئی ہے یہ قدرت
ادھر ارادہ کپا اور ادھر نجف پہنچا

☆☆☆

حسبِ خواہش درِ جنت پہ ندارات ہوئی
مشِ احبابِ فرشتوں سے مری بات ہوئی
وہیں کام آئی مرے دستِ خدا کی تحریر
وہیں حسینؑ کے درزی سے ملاقات ہوئی

☆☆☆

اس کے رستے میں رکاوٹ نہ کوئی آنے دو
مئے گلگام کے بھر کر اسے پیانے دو
مجھ کو روکا درِ جنت پہ تو رسول نے کہا
یہ گدائے درِ حیدر ہے اسے جانے دو

☆☆☆

صاحبِ عزت و توقیر و شرف کہتے ہیں
عارفِ شانِ بزرگانِ سلف کہتے ہیں
چمنِ عقل کی خوبیوں سے معطر ہوں میں
مجھ کو دیوانہِ صحرائے نجف کہتے ہیں

☆☆☆

ہم ہیں حیدر کے پرستار بتاؤ اُس کو
جس سے بھن جائے کلیجا وہ سزا دو اُس کو
گر مناق کو اٹھانا ہے بھری محفل سے
مدحتِ حیدر کرّار سنا دو اس کو

☆☆☆

مصیبتوں میں جو ان کو پکار لیتے ہیں
وہ لذتِ کرم بے شمار لیتے ہیں
علیٰ کے عشق میں جو حالِ دل بگڑنے دیں
وہی تو عاقبتِ اپنی سنوار لیتے ہیں



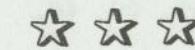
دنیا کی مشکلات کا حل تیرے بس میں ہے
سو معجزوں کا عطر ترے اک نفس میں ہے
جب دستِ حق لقب ہے ترا اے شہرِ نجف
پھر ساری کائنات تری دسترس میں ہے



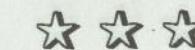
اپ گردن پر مری مشقِ ستم فرمائیے
اور بہر عشقِ مولودِ حرم فرمائیے
مجھ کو تو قربان ہونا ہے علیٰ کے نام پر
بندہ پُر در مجھ پہ یہ جلدی کرم فرمائیے



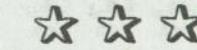
لے کر ولی حق سے اجازہ لگالیا
تقدير میں تھا چونکہ لہذا لگالیا
ہے صرف سرخرو وہی جس نے بہ ذوق و شوق
خاکِ نجف کا چڑہ پہ غازہ لگالیا



مجھ کو درِ حکمت کی شناسائی ملی ہے
یعنی کوئی دانائی سی دانائی ملی ہے
ہاں مجھ کو بھی سودا ہے محبت کا اسی کی
جس در سے مسیح کو مسیحائی ملی ہے



یہ فقط تیرا ہی اعزاز و شرف ہے آ جا
ہر کلی تیرے لیے جام بکفت ہے آ جا
کھل کے از خود یہ کما مجھ سے درِ جنت نے
تو شا خوانِ شہنشاہِ نجف ہے آ جا



وہیں لطفتِ باغِ جنال نظر آئی
قمرِ دکھانی دیا کمکشان نظر آئی
نجف کی خاک کو دیکھا جو غور سے میں نے
تو وہ بھی ہمسرِ ہفت آسمان نظر آئی



لوٹنا ہے اگر اس کو تو یہ گھر حاضر ہے
ہیں اگر تیر چلانے تو جگر حاضر ہے
یا علیٰ کرنے پر گر کٹتی ہے گردن حضرت
آپ تکوارِ نکالیں مرا سر حاضر ہے



دام میں تزویر کے شہباز آ سکتا نہیں
سوئے باطل کوئی حق انداز آ سکتا نہیں
جو سزا تجویز کر سکتے ہوں کر لیجئے حضور
یا علیٰ کرنے سے میں تو باز آ سکتا نہیں



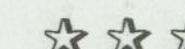
تدارکِ خش بے نوائی کرتے ہیں
علاجِ عارضہ نارسانی کرتے ہیں
ہیں بادشاہوں سے بہتر وہی فقیر افرار
جو بابِ علم پر جاکر گدائی کرتے ہیں



درِ جنال پر بھی حکمِ امام چلتا ہے
اُنہی کے فیض سے سارا نظام چلتا ہے
وہ لکھ کے دیں گے تو جنت میں داخلہ ہو گا
وہاں بھی ان کی سفارش سے کام چلتا ہے



کسی کو وہ نگہ پاکباز دیتا ہے
کسی کو نعمتِ عمر دراز دیتا ہے
بطورِ خاص مگر جس پر مرباں ہو خدا
علیٰ کے عشق سے اس کو نواز دیتا ہے



دوس پندرہ سال پلے طبع ہوئی تھی اور اب نایاب ہے۔ اس میں تقریباً ایک ہزار قطعات ہیں۔ اس کے بعد موصوف کے باقی کلام کو طبع کروں گا۔ امید ہے کہ قارئین کرام میرے اس جذبہ میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کریں گے۔

فقط

علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

اترے جو علی اس میں تو بولا کعبہ
صد شکر میرے قبلہ و کبہ آئے

رک گیا رواد اوصاف جلی کہتے ہوئے
کیوں جھجکتا ہے ولی کو تو ولی کہتے ہوئے
جب اسے مولائے کل تسلیم کرتا ہے تو پھر
موت کیوں آتی ہے تجھ کو یا علی کہتے ہوئے
موصوف کے کلام سے محافل میں ایک سرشار کر دینے والی کیفیت کا
پیدا ہونا تبلیغی مقاصد کے لیے بہت مفید ہے یہی وہ صورت حال ہے جس کے
پیش نظر میں نے کتاب ہذا کو از سرنو شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ میرے ادارہ
منہاج الصالحین کی یہیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ محض مفید و کار آمد تحریکوں کو
زیور طباعت سے آراستہ کیا جائے افسر عباس صاحب کے قطعات کی یہ کتاب
محشر خاموش آرچ سے چند سال پیشتر طبع ہو چکی ہے لیکن اب بازار میں دستیاب
نہیں ہے۔ مذکورہ صورت حال کے پیش نظر میں اس کتاب کو دوبارہ شائع کر رہا
ہوں۔ میرا پروگرام ہے کہ موصوف کا تمام کلام شائع ہو جائے۔ اس سلسلہ میں
میرا دوسرا قدم یہ ہو گا کہ میں ان کی ایک کتاب قرطاس و قلم کو شائع کروں جو

ہے صرف عشقِ صدق کی دُھن گا رہا ہوں میں
لغموں کو میرے غور سے سُن گا رہا ہوں میں
کوئین گوختے ہیں فرشتوں کی داد سے
مولائے کائنات کے گن گا رہا ہوں میں

☆☆☆

قبضہ میں ساری دولتِ احساس آگئی
جس شے کا تھا فراق وہی پاس آگئی
جسِ بھارِ خلد کی حاجت نہیں اسے
جس کو نجف کی آب و ہوا راس آگئی

☆☆☆

ولیٰ حق سے جاتا ہوا رشتہ اُترا
اور پڑھتا ہوا خالق کا نوشته اُترا
تھے محمد پر فدا دل سے اُحد میں حیدر
ان کے گن گاتا ہوا جب تو فرشتہ اُترا

☆☆☆

وہ شے جس کی انہیں درکار ہے بہتات لیتا جا
برائے نوریاں تو نور کی برسات لیتا جا
فرشتوں سے اگر کچھ کام لینا ہے تجھے غافل
علیٰ کے عشق کی ان کے لیے سوغات لیتا جا

☆☆☆

حد سے بڑھ کر ایک مفلس کی پذیرائی ہوئی
بار آور شیرِ خالق کی شناسائی ہوئی
حق نے مانا اُس کو شرِ علم کے در کا فقیر
حشر میں افسر کی کتنی عزت افزائی ہوئی

☆☆☆

مالک کوئین کی حاصل حضوری ہو گئی
خود بخود پیش نظر تصویر نوری ہو گئی
خواب میں آیا نظر روئے امیرالمؤمنین
دل کی دیرینہ تمنا آج پوری ہو گئی

☆☆☆

میانِ انجمنِ ہست و بود پڑھتے ہیں
ہوا جو نورِ خدا کا درود پڑھتے ہیں
شہ نجف کا کچھ حُسن و جمال ایسا ہے
ملک بھی دیکھ کے جس کو درود پڑھتے ہیں

☆☆☆

حلتے میں اہلِ ذوق کے شامل نہیں رہا
ناقص پرست بن گیا کامل نہیں رہا
جو چھوڑ عدوے علیٰ پر ہوا نثار
وہ شخص منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا

☆☆☆

بجا ہمہ شہ میں ہوش و حواس رکھتا ہوں
غمِ حسین میں خود کو اُداس رکھتا ہوں
علیٰ کے عشق کو دل سے جدا نہیں کرتا
میں مغفرت کی سند اپنے پاس رکھتا ہوں

☆☆☆

ہر ایک راہ میں جو روشنی دکھائی ہے
ولی کے فیض سے اس نے یہ بات پائی ہے
در علی سے اسے مل گئی ہیں کچھ کرنیں
یہ آقب نہیں کا سہ گدائی ہے

☆☆☆

ورد رکھتے ہیں اسی کا دوستان اہل بیت
ہے اسی پر منحصر اقرار شان اہل بیت
ہیں یہ دو عنوان ہی تو مذہبِ حق کی اساس
”یا علی مشکل کشا“ بر دشمنان اہل بیت

☆☆☆

جنینے کی آرزو میں نجف جا رہا ہوں میں
اور پھر بہت قریب اسے پا رہا ہوں میں
وہ میرے انتظار سے گھبرا گئے نہ ہوں
رضوانِ خلد سے یہ کہو آ رہا ہوں میں

☆☆☆

جمعِ عشق جو حیدر کے کہیں ہوتے ہیں
 عرش کے جتنے مکیں ہیں وہ وہیں ہوتے ہیں
 صرف اُس بزم میں ہم ہی نہیں ہوتے موجود
 وہیں قدسی وہیں جبریل ایں ہوتے ہیں

☆☆☆

طَائِرِ روح ترا سوئے قفس آتا ہے
 جانبِ مرحلہِ حرص و ہوس آتا ہے
 چھوڑ کر علم کا در سوئے جہالت ہے روای
 کم نگاہی پر تری مجھ کو ترس آتا ہے

☆☆☆

فیض ہے جس کے تری ذاتِ سکون پاتی ہے
 اُس کے دشمن کی محبت تجھے ترتیباتی ہے
 وہ علیٰ جس کے سبب زندگی تو نے پائی
 نام لیتے ہوئے اُس کا تجھے موت آتی ہے

☆☆☆

اُسی کو حق کا نوشہ دکھائی دیتا ہے
 کہ جس کو باطنی رشتہ دکھائی دیتا ہے
 علیٰ کے بچوں کا خدمت گزارِ خاص ہے وہ
 جو بالعموم فرشتہ دکھائی دیتا ہے

☆☆☆

اُس کے اطراف میں جنت کا چمن رہتا ہے
 منے فردوس سے مس اُس کا دہن رہتا ہے
 بس اُسی شخص کو ملتا ہے سکونِ خاطر
 عشقِ حیدر میں جو ہر وقت مگن رہتا ہے

☆☆☆

آن گنتِ مح کے گل دستہ میں گل باندھے ہیں
 اور پئے نائبِ سلطانِ رسول باندھے ہیں
 بحرِ اوصافِ علیٰ ہو نہیں سکتا تھا عبور
 جب تو قرآن نے تعریفوں کے ٹپل باندھے ہیں

☆☆☆

وہ چیز جو تھی وافعِ آفات مل گئی
منکرِ نکیر کے لیے سوغات مل گئی
دونوں جہاں کی نعمتیں حاصل ہوئیں اسے
جس کو درِ علوم سے خیرات مل گئی

☆☆☆

چ یہ ہے وہی واقفِ اسرار ہوا
بیڑا اُسی انسان کا بس پار ہوا
آزادی کا مفہوم اُسی نے سمجھا
جو عشق میں حیدر کے گرفتار ہوا

☆☆☆

نہ بلغِ دولت و ثروت کی سیر مانگتا ہوں
نہ مملکت کوئی مانندِ غیر مانگتا ہوں
شہِ نجف میں تری بارگاہِ عالیٰ سے
بس اپنے حسنِ عقیدت کی خیر مانگتا ہوں

☆☆☆

بلند سارے جہاں سے اُسی کا پایہ ہے
اُسی کا ذکر کتابِ خدا میں آیا ہے
سمجھ رہا ہے زمانہ جسے بھارِ ارم
وہ شرِ علم کے دیوار و در کا سایہ ہے

☆☆☆

کام یہ تو پئے خوشنودی داور کر دے
ذرۂ خاک کو مثل شہر خاور کر دے
گر یہ خواہش ہے کہ مل جائے تجھے دولتِ حق
دل کو اپنے، رخِ حیدر پہ نچحاور کر دے

☆☆☆

کون کہتا ہے کہ اک عمرِ ابد درکار ہے
محصرِ سی شیرِ خالق کی مدد درکار ہے
امتحانِ عشقِ حیدر میں ہوں جاکر کامیاب
آپ کو گر اپنی بخشش کی سند درکار ہے

☆☆☆

دعا میں خیریت کی ہو کے میں دل شاد دیتا ہوں
 اور اپنے ولولوں کی صدقِ دل سے داد دیتا ہوں
 امیر المؤمنین کے عشق کی نعمت پر اے افسر
 خود اپنی ذات کو اکثر مبارک باد دیتا ہوں



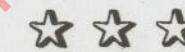
کب کوئی اُس کو نعمتِ محدود مل گئی
 جو چاہیے تھی وہ رہِ معبدود مل گئی
 جس نے علیٰ کے نقشِ قدم پر رکھی جبیں
 اس راہ رو کو منزلِ مقصود مل گئی



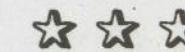
ست سے اُس کی یہ پیغام ملا کرتا ہے
 عشقِ حیدرِ دلِ مومن پر جلا کرتا ہے
 اُس کی جو خوبیوں ہے اس سے تو یہی ہے ظاہر
 یا علیٰ کہ کے ہر ایک پھول بخلا کرتا ہے



حلالِ نورِ خدائے پاک جس کے گرد ہے
 یا علیٰ مشکل کشا اس کا مسلسل ورد ہے
 جو امانتِ داریِ قرآن کا ہے استادِ فن
 وہ فرشتہ بھی مرے مولا کا اک شاگرد ہے



وہ بختِ خفتہ کو اپنے بھاگ کے آیا ہے
 غیمِ جتنے تھے سب کو بھاگ کے آیا ہے
 اُسی فقیر کی ٹھوکر میں ہے شہنشاہی
 جو بابِ علم پر پھیرا لگا کے آیا ہے



علم کو ساتھ جو لاتی ہے وہ صولتِ پائی
 خرچ کرنے سے جو بڑھ جائے وہ دولتِ پائی
 خانہِ حق سے چلے خانہِ حق تک پہنچے
 یہ وہ دولت ہے جو حیدرِ کی بدولتِ پائی



دشمنِ حق کا جگر اُس نے ہی برمایا ہے
خاص اس پر کرم اللہ نے فرمایا ہے
ہے زمانے میں درِ علم کا جو شخص فقیر
اس کے قبضے میں بڑا قیمتی سرمایہ ہے



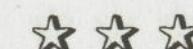
بَصَدِ اِدَا سِرِ راهِ اصولِ جاتا ہے
بکھیرتا ہوا حکمت کے پھولِ جاتا ہے
اُسی کو ہوتے ہیں ازبرِ حقیقوں کے سبق
علیٰ کی یاد میں جو خود کو بھولِ جاتا ہے



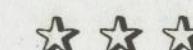
سالپنج میں مودت کے نہ جو شخص ڈھلے گا
وہ تا ہے ان آتشِ دوزخ میں جلے گا
رکھ جیب میں تو عشقِ علیٰ کا زرِ خالص
سکھ یہی بازارِ قیامت میں چلے گا



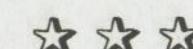
ظاہرا مرتبہ وصلِ ملا کرتا ہے
صلہ بندگی دراصلِ ملا کرتا ہے
کوئی موسم ہو ہمیں عشقِ علی ہے حاصل
یہ وہ پھل ہے جو بلا فصلِ ملا کرتا ہے



نرالی شان نئی آن بان رکھتا ہوں
میں اپنے فرض کا ہر وقت دھیان رکھتا ہوں
خوشا نصیب کہ پنچا سرِ دیارِ نجف
میں آج زیرِ قدم آسمان رکھتا ہوں



سفر وہ کر کے نہایت طویل آتے ہیں
سلام کرتے بہر سنگِ میل آتے ہیں
یہ تاجدارِ ولایت کا ہے درِ اقدس
برائے سجدہ یہاں جریل آتے ہیں



ظاہر ہے یہ کہ تجھ کو خود کا جنون ہے
اور ساتھ ہی رگوں میں بھی پاکیزہ خون ہے
ہونے لگا ہے تجھ کو علیٰ ولی سے عشق
یہ تو تری نجات کا واضح شگون ہے



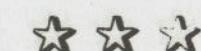
بھلا کس وقت شیرِ حق شہنشاہی نہیں کرتا
وہ لمحہ کون سا ہے جب یہ اللہ نہیں کرتا
خدا کے ہاتھ سے لینے میں کیوں تجھ کو تکلف ہے
خدا کا ہاتھ تو بخشش میں کوتاہی نہیں کرتا



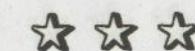
طلب خدا سے مسلسل عذاب کرتا ہے
کہ تو مخالفت بوتراب کرتا ہے
عدو کو اُن کے سمجھتا ہے رہبرِ جنت
فضول عاقبت اپنی خراب کرتا ہے



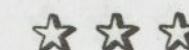
جتنے بھی داشتِ معاصی ہیں وہ فوراً دھل جائیں
ناز برداری پر گروں کے فرشتے قتل جائیں
حق نما الفت حیدر کی کرن ہے اتنی
اس کو تار میں کرے بند تو آنکھیں کھل جائیں



توفیقِ خیر بر تجھے پروردگار دے
جان اور دل تصویرِ حیدر پر دار دے
گر واقعی تو ان کا محب ہے تو اس طرح
مولانا علیؒ کے حُسن کا صدقہ اتار دے



پہلے تجھے شرافتِ افکار چاہیے
پھر شوقِ عشقِ حیدر کرار چاہیے
پستی میں رہنے والے کو ملتا نہیں یہ حُسن
اس کے لیے بلندیِ کردار چاہیے



خلوص کا سر و سامان تازہ ہوتا ہے
شعورِ حُرمتِ قرآن تازہ ہوتا ہے
علیٰ کے حسن کو دوں کیوں نہ اپنے دل میں جگہ
کہ اس کے ہونے سے ایمان تازہ ہوتا ہے

☆☆☆

نہال جو دل میں ہے اس شے کا اختساب کر کے
غلط دعاویٰ کا عالم میں سدباب کر کے
قسم خدا کی وہ ہے "یاعلیٰ مدد" کی صدا
منافقت کو جو یک لخت بے نقب کرے

☆☆☆

دل جو حکمت کے مدینے سے لگا لیتا ہے
لو وہ پُر نور خزینے سے لگا لیتا ہے
جو درِ حیدرِ صدر پہ جھکاتا ہے جبیں
علم بڑھ کر اُسے سینے سے لگا لیتا ہے

☆☆☆

جو تنا ہو وہ محبو بزم آرائی نہیں ہوتا
گدائی کرنے والا حاتم طائی نہیں ہوتا
جو ہوں بے علم وہ علمی مسائل حل نہیں کرتے
مریضوں سے کبھی کارِ مسیحائی نہیں ہوتا

☆☆☆

وہ ترک کبھی عقدہ گشائی نہیں کرتا
اور دشمنِ جاں سے بھی بُرائی نہیں کرتا
دیتا ہے محمد کا وصی علم کی خیرات
وہ کوچہ داش میں گدائی نہیں کرتا

☆☆☆

ہر شخص کو قدرت یہ بڑائی نہیں دیتی
یہ وصف یہ طینت یہ صفائی نہیں دیتی
دل دشمنِ حیدر کا ہو کیوں آئینہ سلام
پتھر میں کبھی شکلِ دکھائی نہیں دیتی

☆☆☆

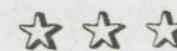
در سلطانِ نجف پر جو ٹھکانہ ملتا
تجھے کو بھی گوہر عرفان زمانہ ملتا
عشقِ حیدر میں اگر کھو دیا ہوتا خود کو
ہر قدم پر تجھے حکمت کا خزانہ ملتا



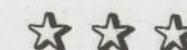
عقل کے لیے فم کا در بند نہیں ہے
جو اس کا ہے منکر وہ خردمند نہیں ہے
لفظوں میں سماتی نہیں تعریفِ علیٰ کی
صبا یہ کسی ظرف کی پابند نہیں ہے



گو دل میں نہ ہو کوئی کدورت، نہیں ملتے
دکھلائیں حقیقت کی جو صورت، نہیں ملتے
ماہیِ حیدر کے لیے لاکھ ہو کاوش
الفاظ مگر حسب ضرورت نہیں ملتے



رخِ علیٰ سے نگاہیں جو پھیر لیتا ہے
وہ اپنے گردِ نخوت بکھیر لیتا ہے
قسمِ خدا کی جو خلیٰ نجف سے منہ موڑے
عذابِ اس کو جنم کا گھی لیتا ہے



عزت و معرفت و شوکت و صولاتِ دی ہے
اور اقرارِ حقیقت کی بدولتِ دی ہے
کیوں تجھے دے نہیں سکتا وہ متاعِ دنیا
جس سخنی نے تجھے ایمان کی دولتِ دی ہے



بتول پاک کے جس شخص نے شوہر کو دیکھا ہے
برتبہ کعبہ اُس نے بے بہا گوہر کو دیکھا ہے
علیٰ کے مصحفِ رخ کی زیارت کرنے والے نے
بشر کی شکل میں قرآن کے جوہر کو دیکھا ہے



حقیقت جس میں داخل جائے وہ افسانہ نہیں ملتا
 تھل جس کو ہو اس کا وہ فرزانہ نہیں ملتا
 ادا ہوتی نہیں لفظوں سے تعریف شہر مردان
 سما جائے یہ یہ سے جس میں وہ پیانہ نہیں ملتا



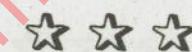
خواہ کتنے ہی سلیقہ سے ادا ہوں صرف ہوں
 پھر بھی کچھ محدود ہیں الفاظ ہوں یا حرف ہوں
 تاجدار اولیاء کی منقبت کے واسطے
 لفظ بھی درکار ہیں وہ جو وسیع الظرف ہوں



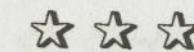
اطمینان خیالات کا ہر چند ہوا ہے
 اور قلب بھی مددح کا خور سند ہوا ہے
 تعریف علی لفظوں سے کس طرح ہو ممکن
 کوزہ میں سمندر بھی کبھی بند ہوا ہے



بقولِ حضرت شاہ حجاز پڑھتی ہے
 بہ انکسار و خلوص و نیاز پڑھتی ہے
 ہوئی زیارت حیدر تو یہ ہوا معلوم
 شعور ہو تو نظر بھی نماز پڑھتی ہے



اس پر کل ذوقِ سمعت صرف ہونا چاہیے
 اور عزیز اس بات کا ہر حرف ہونا چاہیے
 مدحِ حیدر جس قدر بھی ہو کھلے دل کا کنول
 حق پرستوں کو وسیع الظرف ہونا چاہیے



ہے نا واقف اُسی سے جو بُنا اوقات کہتا ہے
 خود اُس سے بے خبر ہے تو جو اکثر بات کہتا ہے
 عطا کرنے پر گر اس کو سمجھتا ہی نہیں قادر
 تو کس منہ سے علیٰ کو پڑھ خدا کا ہاتھ کہتا ہے



تیرے نزدیک دو عالم کا شرف آجائے
چل کے جنت تری خود تیری طرف آجائے
شوقِ دیدار ہو کامل تو ہے ممکن یہ بھی
نظر اٹھنے بھی نہ پائے کہ نجف آجائے



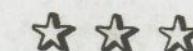
دولوں کو دولتِ درسِ جہاد ملتی ہے
متاعِ حوصلہ و اعتماد ملتی ہے
در علیٰ ولی پر صدا لگا کے تو دیکھے
ہر اک طرح کی یہاں سے مراد ملتی ہے



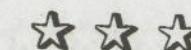
نظر نہ آئے جو تحریر اس کو صاف کرے
جُدا ضمیر کے معبد کا ہر غلاف کرے
علیٰ علیٰ کی صدا ہی تو ہے وہ ایک عمل
منافت کا جو فی الفورِ انکشاف کرے



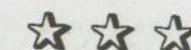
خدا کے نور کی عظمت کا اعتراض کرے
قبول اپنی ہی دیوار میں شگاف کرے
ہے اُس کی گود میں وہ آج صاحبِ اوصاف
کہ جس کا کعبہ تو کیا کل جہاں طواف کرے



میری طرح یہی درسِ شفیقہ دیتا ہے
جو اس سے آگے بڑھے وہ فریب دیتا ہے
جب اُس پر بیٹھے علیٰ تو پکاری روحِ نبی
یہ فرد ہی مری مند کو زیب دیتا ہے



سوا محب کے کوئی اس سے سرفراز نہیں
کہ ایک زندہ حقیقت ہے یہ مجاز نہیں
علیٰ کے رخ کی زیارت کو کیسے ترک کروں
کہ اس نماز سے بہتر کوئی نماز نہیں



زبان کا بڑا دغل ہے، دوسرے علاقوں کے افراد کو ممکن ہے میری زبان پر اعتراض ہو مگر میں کیا کروں کہ وہ زبان میرے خیر میں داخل ہے۔ میرے رگ و پے میں سائلی ہوئی ہے، میرا نقطہ اس کی پوری گرفت میں ہے اور وہ ایک ایسے شرکی زبان ہے جسے آسانی سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

ان قطعات کی تحقیق کی غرض و غایت ایک تو اپنے مذہبی جذبات کی تسکین ہے دوسرے حصول ثواب ہے۔ تیرا سبب یہ ہے کہ اگر کسی متكلم کی گفتگو میں کوئی اپنا شعر بر محل استعمال ہو جائے تو وہ گفتگو کو چار چاند لگادتا ہے۔ مجھے چونکہ مجلس کو خطاب کرنے کا شرف حاصل ہے لہذا مذہب موضوعات پر نہایت پر تائشیر برجستہ اور قلمی طور پر فیصلہ کن اشعار کی مجھے از حد ضرورت محسوس ہوتی تھی۔ جس کے نتیجے میں یہ قطعات تحقیق ہوئے اور میرے سامنے اس بات کے گواہ ہیں کہ میں نے ان قطعات سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا۔ مجھے یہ بات کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ مجلس پڑھنے والا جو شخص بھی مذکورہ قطعات کو شعر خوانی کی فنکارانہ صلاحیت کے ساتھ بر محل استعمال کرنے کی کوشش کرے گا اس کو اپنی تشری گفتگو کو پر تائشیر بناں میں بہت زیادہ کامیابی ہوگی۔

میرے ان قطعات کو ملک کے مشہور و معروف نامور ادیب جناب افتخار عارف صاحب نے بے حد پسند فرمایا۔ افتخار صاحب کی یہ پسندیدگی یقیناً میرے لیے باعث عزت و افتخار ہے۔ ان کی تقریظ جو اسی مجموعہ میں شامل ہے میری اس بات کی گواہ ہے۔

گزشتہ مجموعہ کلام "قرطاس و قلم" میں جناب احمد ندیم قاسمی صاحب کی ایک تقریظ تھی وہ بھی اس مجموعہ میں درج ہے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میرے

عرض مصنف

اب سے چند سال پہلے میرا ایک مجموعہ کلام "قرطاس و قلم" کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس مجموعہ میں ایک ہزار قطعات درج تھے۔ یہ تمام قطعات خاصان بارگاہ الٰہی محمد و آل محمد علیم السلام کی مرح و منقبت پر مشتمل تھے۔ اب مجھے ایک اور مجموعہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اس مجموعہ کلام کا نام "محشر خاموش" ہے یہ تقریباً آٹھ سو قطعات پر مشتمل ہے۔ ان قطعات کا موضوع بھی چاروں حصوں علیم السلام ہیں۔ یہ قطعات کیسے ہیں اور ان کی کیا قدر و قیمت ہے اس کا فیصلہ صاحب ذوق قارئین کریں گے۔ میری رائے کی اس میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ملک آنست کہ خود بپیدا نہ کہ عطار بگوید اور بقول شنخے کہ

خوبیوں کو تعارف کی ضرورت نہیں ہوتی
اگر ان میں کوئی خوبی ہے تو وہ پڑھنے والوں کو خود بخوبی محسوس ہو جائے گی
اور اگر نہیں ہے تو میری وکالت بھی کچھ کام نہ آئے گی۔ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ چونکہ غلطی لازمہ بشریت ہے لہذا اس بات کا قوی امکان ہے کہ اس شعری مجموعہ میں مختلف مقالات پر غلطیاں موجود ہوں۔ اگر ایسا ہے تو وہ ایک ایسی بات ہوگی جو میرے لیے تکلیف کا باعث نہیں ہوگی اس لیے کہ میں بہر حال ایک انسان ہوں اور غلطی کرنا میری فطرت میں داخل ہے۔

میں چونکہ دل کا رہنے والا ہوں اس لیے میرے اسلوب اظہار میں وہاں کی

ہر وقت لازوال شرف میرے ساتھ ہے
جس کا گھر ہوں میں وہ صدف میرے ساتھ ہے
ہر گام پر تصورِ کامل کے فیض سے
میں ہوں نجف کے ساتھ نجف میرے ساتھ ہے

☆☆☆

پُرکشش اُن کے سب سے سب نظارے ہو گئے
خوشنما ارض و سما کے ماہ پارے ہو گئے
بیشتر ذرّے درِ حیدر کے منکے بن کے پھول
اور جو باقی بچے وہ چاند تارے ہو گئے

☆☆☆

جو پکجہ سمجھ رہا ہے وہ سب تیری بھول ہے
تحقیق وِ نتیجہ کا تکلفِ فضول ہے
آج تھے کو میں بتاؤں کہ کیا شے ہے کلمشاں
یہ شیر کردگار کے قدموں کی دھول ہے

☆☆☆

بَعْدِ اعْزَازٍ ملتیٰ ہے بُسا اوقات ملتیٰ ہے
جو آ جائے اُسی کو علم کی سوغات ملتیٰ ہے
طلب کر لے پکھ اُس سے مال و زر تو شرک ہو کیونکر
تجھے ایمان کی جس شخص سے خیرات ملتیٰ ہے

☆☆☆

نہ صرف سورہِ رحمن ختم ہوتا ہے
کلامِ پاک بیک آن ختم ہوتا ہے
زیارتِ رخِ مشکلِ کشا کے صدقہ میں
پلک جھپکتے ہی قرآن ختم ہوتا ہے

☆☆☆

حقیقتاً وہی حق کو پسند کرتے ہیں
وہی تو ناطقہ باطل کا بند کرتے ہیں
انہی سے پستیاں رہتی ہیں دُور دنیا میں
علیٰ علیٰ کے جو نعرے بلند کرتے ہیں

☆☆☆

کچھ اس قدر وہ وجہ قرار و شکیب ہے
کہتے ہیں کم نظر کے نظر کا فریب ہے
اس میں نہیں ہے اُن کی بھی کوئی خطائے خاص
حیدر کی شخصیت ہی بڑی دیدہ زیب ہے



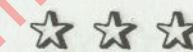
وہ چیز جو ہے دافع آفات مل گئی
یعنی ضایے شمع کملات مل گئی
بس وہ فقیر ہی تو حقیقت میں ہے امیر
جس کو در علوم سے خیرات مل گئی



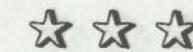
ستقل گیسوئے افکار سنوارے جاؤں
چہرہ جذب اخلاق نکھارے جاؤں
شوq گر کوئی مجھے ہے تو یہی ہے افسر
اپنے مولا کو بلا فصل پکارے جاؤں



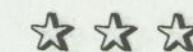
وہ وجہ رشک امارت ہے جو غربی ہے
کہ اس کا حق سے تعلق بہت قربی ہے
امیر بزم جنال اُس پہ ہے کرم فرما
یہی تو بندہ مومن کی خوش نصیبی ہے



تو اگر اپنا ہے تو غیروں کی دمسازی نہ کر
کاروبار زندگی میں فتنہ پردازی نہ کر
یا علی مشکل کشا کرنے دے مجھ کو مستقل
یہ عبادت ہے تو اس میں دخل اندازی نہ کر



چونکہ ہے مطلع انوار پہ ڈیرا اپنا
سورج اپنا ہے سحر اپنی سوریا اپنا
خوف کچھ ہم کو جہالت کے اندھیرے کا نہیں
ہے در شر معارف پہ بیسرا اپنا



کہتا ہے کون شوکتِ شاہی کا نام ہے
وہ روئے حق کے حسنِ دوامی کا نام ہے
دنیا کے تاج و تخت سے کیا اس کو واسطہ
شاہی تو مرتضیٰ کی غلامی کا نام ہے

☆☆☆

شریک ہو کے ملی یا بلا شریک ملی
خدا کے ہاتھ سے جو شے ملی وہ ٹھیک ملی
نزولِ مصطفیٰ انوار اس کے دل پہ ہوا
درِ علوم سے جس کو کرم کی بھیک ملی

☆☆☆

پنڈ جس کو ہو ابنِ نمير کی آواز
وہ کیا خنے گا جنابرِ امیر کی آواز
یہ ہے صدائے حقیقت اُسی کو پہنچے گی
سنائی دے جسے اپنے ضمیر کی آواز

☆☆☆

خدا کے حکم سے کب انحراف کرتے ہیں
حقیقوں کا کھلا اعتراف کرتے ہیں
بلند رتبہ ہیں حاجِ خانہِ حق سے
وہ دل جو روئے علی کا طواف کرتے ہیں

☆☆☆

نقش و نگارِ صدقِ ابخارے چلا گیا
روئے تصورات، نکھارے چلا گیا
مقصودِ دشمنوں کا جلانا تھا اس لئے
مولہ کو مستقل میں پکارے چلا گیا

☆☆☆

جانِ چمن بصورتِ معقول بن گیا
ہر شخص کی نگاہ میں مقبول بن گیا
کیا خوب اُس کو داد ملی جوشِ عشق کی
غنجے نے یا علیٰ جو کہا پھول بن گیا

☆☆☆

تھا مئے توحید سے جو پُر وہ پیانہ ملا
سر زمینِ حکمت و دانش میں کاشانہ ملا
مل گیا سب کچھ مجھے مولا علیٰ کے ہاتھ سے
شعِ عشقِ حق ملی جنت کا پروانہ ملا

☆☆☆

مرِ حق کی تاب سے نظروں کو خیرہ کر لیا
ذہن کو اس طرح چکایا کہ ہیرا کر لیا
الفتِ ایمانِ گل کو جس نے دی دل میں جگہ
اس نے گویا گلِ محسن کا ذخیرہ کر لیا

☆☆☆

دامن میں چرخِ فہم کے ماہ و نجوم لیں
با صد وقار لذتِ کسبِ علوم لیں
قدموں پر سجدہ ریز ہوں آکر بلندیاں
خاکِ درِ علوم کو، گر آپ، چوم لیں

☆☆☆

نہ کہیں روشنی ہوتی نہ سوریا ہوتا
چار جانب شبِ تاریک کا ڈیرا ہوتا
گرِ اللہ نہ علیٰ چھوڑ انور سے نقاب
محفلِ عالمِ امکاں میں اندھیرا ہوتا

☆☆☆

حُسنِ منزل جانے روحِ سُبل کہہ لیجئے
رہروانِ عشق کا سامانِ گل کہہ لیجئے
اصل میں وہ ہے علیٰ کے جسمِ اقدس کی مہک
آپ اُسے اپنی زبان میں بوئے گل کہہ لیجئے

☆☆☆

یک زبان ہو کر چراغِ آگی کہنے لگے
زندگی، تابندگی، رخشندگی کہنے لگے
بوترابیِ حُسن کی تھی اک وہ اونٹی سی جھلک
جس کو ہم اپنی زبان میں روشنی کہنے لگے

☆☆☆

بیزار اُس کی ذات سے دنیائے شوق ہے
اُس فرد کے گلے میں جہالت کا طوق ہے
عشقِ علیٰ تو شستہ مزاجی کی ہے دلیل
محروم ہے جو اس سے وہی گور ذوق ہے



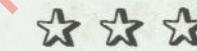
جو مصیبت آ رہی ہے اس کو رد فرمائیے
اور عطا مجھ کو غلامی کی سند فرمائیے
اک دفعہ تو صدقِ دل سے بات یہ کہہ کر تو دیکھیے
یا علیٰ مشکل کشا میری مدد فرمائیے



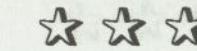
دیدہ و دست و رخ و قلب و جگہ جلتے ہیں
گرچہ ہیں نور کی مخلوق مگر جلتے ہیں
ولی حق کے قدم ہوتے ہیں اُس منزل پر
جمال جاتے ہوئے جریل کے پر جلتے ہیں



مشکل میں بھی مولا کو پکارا نہیں کرتا
اس سمت وہ سوا "بھی اشارہ نہیں کرتا
آ تجھ کو بتاؤں میں منافق کی نشانی
وہ مدحتِ حیدر کو گوارہ نہیں کرتا



خدا کے فضل سے کارِ خدائی کرتا ہو
پیغمبروں کی بھی مشکل کشائی کرتا ہو
دو روزہ دورِ حکومت کی اس کو کیا پروادہ
جو دو جہان پر فرمان روائی کرتا ہو



یہ جس کے ہاتھ آئی وہی کا مگار ہے
بیڑا اُسی کا حشر کے طوفان سے پار ہے
حبِ علیٰ مذاق نہیں ہے میرے عزیز
یہ بہترین نعمت پورودگار ہے



فرع سے دور کی طرح یہاں اصل نہیں
درمیاں طالب و مطلوب کے جز وصل نہیں
شر اور در کی جو نسبت ہے وہ دیتی ہے خبر
کہ علیٰ اور محمد میں کوئی فصل نہیں

☆☆☆

ہوا روشن یہ دیا کعبے کے طاقوں کے لئے
فصل یہ وقف ہے شاداب علاقوں کے لئے
منے عرفان علیٰ سب کو نہیں مل سکتی
یہ تو مخصوص ہے شائستہ مذاقوں کے لئے

☆☆☆

گھٹے کی سمت اُس کی تجارت چلی گئی
دامن بچا کے اس سے طمارت چلی گئی
جس نے بغیر حبّت علیٰ کیس ریاستیں
محنت، تمام اس کی اکارت چلی گئی

☆☆☆

ہو باب کتنا ہی کوئی آدق، پڑھاتا ہو
ہر اہل ذق کو وہ درسِ حق پڑھاتا ہو
گناہ گار بشر کی کرے گا کیوں بیعت،
جو جبریلِ امیں کو سبق پڑھاتا ہو

☆☆☆

مَسْ أَنْ كَلْبُونَ سَيْ بَيْانَ رَهْيَنْ كَيْ
پیغم وہ اسی شمع کے پروانے رہیں گے
حُسْنِ اسدُ اللہ کے سب صاحبِ اور اک
دیوانے تھے، دیوانے ہیں، دیوانے رہیں گے

☆☆☆

وقف اپنی مختیں اُس کے لیے ساری کریں
حُسْنِ خدمت کا اچھوتا سلسلہ جاری کریں
مرتبہ اُس کا گھٹاؤ گے بھلا تم کس طرح
جس کے بچوں کی فرشتے ناز برداری کریں

☆☆☆

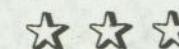
وی کے واسطے جس میں خشوع ہوتا ہے
بس اُس کو فہم اصول و فروع ہوتا ہے
اُنی قلوب میں ہوتی ہے روشنی جن میں
علیٰ کے عشق کا سورج طلوع ہوتا ہے



کہ گا مجھ سے یہ غلام، غلام حاضر ہے
نشاطِ شوق کا سلام تمام حاضر ہے
تو دشمنانِ علیٰ کے لہو کا پیاسا تھا
ترے لئے منے کوثر کا جام حاضر ہے



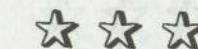
اپنے دل میں لے کے کوئی نورِ ایمانِ بُھکے
یا منافق کی طرح با صد گران جانی بُھکے
مولدِ حیدر ہے وہ جس کی طرف وقت نماز
دوست تو پھر دوست ہیں دشمن کی پیشانی بُھکے



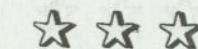
مجرم جو بنا دے وہ تجہیل نہیں کرتے
النصاف کے پہلو سے تغافل نہیں کرتے
مت لائے اغیار کو حیدر کے مقابل
آقا کا غلاموں سے مقابل نہیں کرتے



جس طرح شاخِ شہدار شہر دیتی ہے
یہ اسی طرح سے فردوس میں گھر دیتی ہے
الفتِ حیدرِ صدر ہے علامتِ ایسی
جو خوشِ انجامِ انساں کی خبر دیتی ہے



کبھی بھٹکے نہ زمانے میں بگولوں کی طرح
اپنی منزل پہ پہنچ جائے رسولوں کی طرح
شہرِ مرداں کی محبت سے جو کر لے آباد
قلبِ تیرا بھی ممکنے لگے پھولوں کی طرح



سامنے آنکھوں کے ہر وقت مدینہ ہوتا
دل میں پھر آلِ محمد سے نہ کینہ ہوتا
آپ بھی میری طرح ہوتے علیٰ پر صدقے
آنکھ کے ساتھ اگر قلب بھی بینا ہوتا



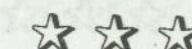
اجھن نہیں ہے اس میں یہ سیدھی سی بات ہے
اور اس کا ربط حق و صداقت کے ساتھ ہے
کس چیز کی عطا سے ہو عاجز علیٰ کا ہاتھ
جب اُن کا ہاتھ قادرِ مطلق کا ہاتھ ہے



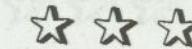
مقام اُن کے کتابُ اللہ میں مذکور ہوتے ہیں
حتمِ حق کی وہ تعمیر پر مامور ہوتے ہیں
جو پیغمبر بھی ابراہیم و اسماعیل جیسے ہوں
وہ حیدر کی ولادت گاہ کے مزدور ہوتے ہیں



نقشِ الفت قلبِ مومن پر بٹھانے کے لئے
خانہِ خالق کی بنیادیں اٹھانے کے لئے
آئے ہیں معمار اور مزدور بن کر دو نبی
میرے مولا کا زپہ خانہ بنانے کے لئے



منع نور کی آنکھوں کو زیارت ہو جائے
عبد کی دید میں خالق کی عبادت ہو جائے
روئے حیدر کو اگر دیکھے عقیدت سے کوئی
پورے قرآن کی، دم بھر میں، تلاوت ہو جائے



گرد سے آلوہہ چشم و قلب کا آئینہ ہے
روح ہے بیمار اور تاریک اس کا سینہ ہے
جس کی نظریں حیدری انوار سے محروم ہیں
اس کی آنکھیں کتنی ہی بینا ہوں وہ نابینا ہے



حرمتِ فکر کی جس سے تجھے تحریک ملی
اُس کی ہی تیرے لبِ نحس پہ تنفسیک ملی
اُس کو کہتا ہے کہ قادر نہیں امداد پہ وہ
جس کے دروازہ سے ایماں کی تجھے بھیک ملی



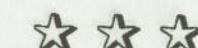
اُن کا یہی ہمیشہ سے انداز کار ہے
صرف اک اسی طریقہ پہ دار و مدار ہے
پہلے ہی وہ گھٹاتے نہ تھے شانِ مرتفعی
اب بھی منافقوں کا یہی کاروبار ہے



جو مناسب ہے وہی بات سنادیتے ہیں
قصہ صورتِ حالات سنادیتے ہیں
جو سمجھتے نہیں حیدر کو سزاوارِ درود
ہم اُن افراد کو صلوٰات سنادیتے ہیں



حقیقت ہو گئی ہوتی فنا افسانہ رہ جاتا
گلستانِ شریعت کی جگہ ویرانہ رہ جاتا
بتوں سے پاک گر کرتے نہ اُس کو حیدر صدر
خدا کا گھر یونہی بت خانے کا بُت خانہ رہ جاتا



روح میں روشنی علم اتر جاتی ہے
از سرِ نو میری تقدیر سنور جاتی ہے
یا علیٰ جیسے ہی آتا ہے میرے ہونٹوں پر
کعبہِ دل کی فضا نور سے بھر جاتی ہے



بعدِ ادب اُسے جھک کر سلام کرتا ہے
حرم سمجھتے ہوئے احترام کرتا ہے
وہی تو ہے میرے مولا کی جائے پیدائش
تو سجدہ جس کی طرف، صبح و شام کرتا ہے



ہرگز سخنِ حق اسے باور نہیں ہوتا
وہ شخص کبھی عاشقِ داور نہیں ہوتا
ہوتا نہیں جو غرقِ محبت میں علیٰ کی
وہ بحرِ حقیقت کا شناور نہیں ہوتا



از سرِ نوِ نامِ مولائے جماں لیتا ہوا
لذتِ کیفیتِ عزمِ جواں لیتا ہوا
میں تو افسر روزِ محشر بھی اٹھوں گا قبر سے
یا علیٰ کہتا ہوا انگڑائیاں لیتا ہوا



اک مرکزِ شاستہ نگائی ہوں میں
اور رہنمای صدق کا راہی ہوں میں
کیوں شیرِ خدا کی نہ کروں میں تقليد
اللہ کے لشکر کا سپاہی ہوں میں



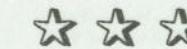
حیثیت سے دشمنِ حق کی پکارا جائے گا
آخری درجہ میں دوزخ کے اتارا جائے گا
باز آجا بعضِ حیدر سے وگرنہ بے خبر
حشر کے میداں میں تو بے موت مارا جائے



حاضر ہیں دل و دیدہ و جاں بیچنے قبلہ
اور آنے میں تاخیر نہ اب بیکھنے قبلہ
وہ ذات فقطِ حیدرِ صدر کی ہے جس سے
خود کعبہ کے مجھ کو بنا دیکھنے قبلہ



جو سب سے حسین ہے وہ ہدف تو دیکھیں
اک فرد کا مخصوص شرف تو دیکھیں
ہے چاندِ امامت کا نکلنے والا
قبلہ ذرا قلیل کی طرف تو دیکھیں



بدخواہ نمائندہ خالق نظر آیا
اور قول پیغمبر کے مطابق نظر آیا
جس کو بھی ہوا مدحت حیدر میں تائل
مجھ کو وہ مسلمان منافق نظر آیا

☆☆☆

کیا بتائیں یہ کسی کو کہ کہاں تک پہنچے
جس جگہ ہم کو پہنچنا تھا وہاں تک پہنچے
اپنی روداو سفر مختصر اتنی ہے
درِ حیدر سے چلے باب جناں تک پہنچے

☆☆☆

اس سے از خود سخن آرائی کیا کرتی ہیں
اور تمنائے شناسائی کیا کرتی ہیں
جادہ حبِ علی پر جو قدم رکھتا ہے
حکمتیں اس کی پذیرائی کیا کرتی ہیں

☆☆☆

مستقل راہِ وفا میں جو بڑھا کرتے ہیں
بس وہی لوگ نگاہوں پر چڑھا کرتے ہیں
چھوڑ حیدر کرار ہے قرآن غافل
اس کو دیکھا نہیں کرتے ہیں پڑھا کرتے ہیں

☆☆☆

ترے خیال کی اک تو فتح صورت ہے
پھر اس پر دل میں نہال بعض ہے کدورت ہے
علیٰ سے عشق ہو کیسے تجھے کہ اس کے لئے
بڑے شعور بڑے ظرف کی ضرورت ہے

☆☆☆

عصیاں کے مرض کا کوئی چارہ نہیں ہوتا
بخشش کا کوئی اور سارہ نہیں ہوتا
ہے عشقِ علیٰ دین کی بنیادی ضرورت
مؤمن کا بغیر اس کے گزارہ نہیں ہوتا

☆☆☆

وی کے پا کے اشارے برتے رہتے ہیں
 کتابِ حُسن کے پارے برتے رہتے ہیں
 علیٰ کے نور کا جس دل میں ہے گزر، اُس میں
 ہمیشہ چاند ستارے برتے رہتے ہیں

☆☆☆

تجھیوں سے وہ دامن کو اپنے بھرتا ہے
 بطورِ خاص سنورتا ہے اور تکھرتا ہے
 نظر میں جس کی رہے آب و تابِ رُوئے علیٰ
 وہ دل ہمیشہ شاعروں سے غسل کرتا ہے

☆☆☆

عامِ میں منفرد مرے مولا کی ذات ہے
 جانِ جہان حُسن ہے روح صفات ہے
 مولائے کائنات کی ہے اُک وہ شخصیت
 جو ساری کائنات کی کُل کائنات ہے

☆☆☆

نہ سلطنت کی نہ افواج کی ضرورت ہے
 نہ تخت کی نہ کسی تاج کی ضرورت ہے
 براءَ معرفتِ ربِّہ بلند علیٰ
 شعورِ صاحبِ معراج کی ضرورت ہے

☆☆☆

بڑھ کے اظہار کی شدت سے یہ خاموشی ہے
 روح فرزانگی ہے جانِ خود کوشی ہے
 نہیں غافل کے لیے محیتِ عشق علیٰ
 صاحبِ ہوش کی قسمت میں یہ مدھوشی ہے

☆☆☆

خود کی روشنی دن رات ہوتی رہتی ہے
 نمودِ صحیحِ کملات ہوتی رہتی ہے
 دلِ مُحبِ علیٰ میں خدا کی رحمت سے
 ہمیشہ نور کی برست ہوتی رہتی ہے

☆☆☆

میزانِ مودۃ میں جذبات کو تلوں گا
پرش ہو ہزار اسدم ہرگز نہیں بولوں گا
جب تک نہ یقین ہو گا دیدار کا مولا کے
میں گوشہ مرقد میں آنکھیں نہیں کھولوں گا

☆☆☆

بروزِ حرثِ محبوں کو شاد رکھئے گا
یقین ہے کہ ہمیں با مراد رکھئے گا
اگرچہ تک میں دشمن ہیں یا علیٰ لیکن
ہم آپ کو نہیں بھولے ہیں، یاد رکھئے گا

☆☆☆

کبھی ان کے دلوں تک ناشکیبلائی نہیں آتی
اُنہیں چھپل صفوں کی رزم آرائی نہیں آتی
علیٰ کے ماننے والے کبھی پیچھے نہیں ہٹتے
جو فونِ شیرِ حق ہے اُس کو پسپائی نہیں آتی

☆☆☆

ہر چیز اسی روح کی قلب نظر آئی
جس رخ سے بھی دیکھا یہی غالب نظر آئی
ہم کو تو ہر اک شعبہ دینِ نبوی میں
شانِ علیٰ ابنِ ابی طالب نظر آئی

☆☆☆

علمِ اہلِ عقل کے دل سے اتر سلتا نہیں
جس کو خود زندہ رکھے خالق، وہ مر سکتا نہیں
نورِ حیدرِ مٹ نہیں سکتا کسی تدبیر سے
کوئی دشمن روشنی کو قتل کر سکتا نہیں

☆☆☆

اہلیتِ انسان میں حق بینی کی بے حد چاہیے
اس کے دل میں وسعتِ چرخِ زبر جد چاہیے
شیرِ یزاداں کی حقیقی معرفت کے واسطے
علمِ خالق چاہیے قلبِ محمد چاہیے

☆☆☆

وہ ہرگز ہر کس و ناکس کے شیدائی نہیں ہوتے
ملاقاتِ رذائل کے تمنائی نہیں ہوتے
بھکتی ہی نہیں اُن کے قدم راہِ محبت میں
جو مشتاقانِ حیدر ہیں وہ ہرجائی نہیں ہوتے

☆☆☆

توحید کے شعور سے عاری نہیں ہوں میں
یعنی شکارِ ذلت و خواری نہیں ہوں میں
کعبہ کا بت شکنِ مرزا مددوحِ خاص ہے
اضnamِ مصلحت کا پچاری نہیں ہوں میں

☆☆☆

کرتا ہے تیری سفارشِ ترا خواجہ آجا
میری آنکوشِ محبت میں سما جا آ جا
مجھ کو آتا ہوا دیکھا تو پکارا رضوان
جانے کب سے ترا مشتق ہوں آجا آجا

☆☆☆

شانِ حیدر کی زمانے سے مٹا سکتی نہیں
رفعتِ افلاک کو نیچا دکھا سکتی نہیں
آندھیاں آتی رہیں، اٹھتی رہیں، چلتی رہیں
وہ علومِ حق کے سورج کو بجھا سکتی نہیں

☆☆☆

تھے خوفِ دل میں سب سرِ محشر لئے ہوئے
میں تھا خیالِ ساقی کوثر لئے ہوئے
آنکھوں کو میری چونے آئے ملائکہ
پہنچا جو میں تصورِ حیدر لئے ہوئے

☆☆☆

کیا اُس کی آبِ ساقی کوثر کے سامنے
کیا شانِ حُسن نفسِ پیغمبر کے سامنے
ممکن نہیں کہ کر سکے وہ اتنا حوصلہ
چاند اور آئے چڑھے حیدر کے سامنے

☆☆☆

خود مصحفِ رحمٰن پڑھا کرتا تھا
 اور سورۃُ الانسان پڑھا کرتا تھا
 قرآن کو تو پڑھتے تھے بصد شوق علیٰ
 اور آپ کو قرآن پڑھا کرتا تھا



وہ پھول کی خوبی ہے یہ منہ بند کلی ہے
 یہ راز وہ افشا یہ خفی ہے وہ جلی ہے
 اک علمِ الٰہی کے ہیں دو مختلف انداز
 گرچپ ہو تو قرآن ہے جو بولے تو علیٰ ہے



اُسے پکڑنے کا ہر سمت شور ہوتا ہے
 مخالفت کا زمانے کی زور ہوتا ہے
 درِ علوم سے ہٹ کر نہ جا قریبِ علوم
 نقب لگا کے جو جائے وہ چور ہوتا ہے



سبھ کے خود کو بڑا خوش لقب لگاتا ہے
 یمار و پیش و نیمین و عقب لگاتا ہے
 جو شخص چھوڑ کے در داخلِ مدینہ ہو
 وہ شہرِ علم خدا میں نقب لگاتا ہے



منفرد شان کا انسان نظر آتا ہے
 اک نمائندہ رحمٰن نظر آتا ہے
 دیکھتا ہے سرِ منبر جو کوئی حیدر کو
 باتیں کرتا ہوا قرآن نظر آتا ہے



اقرار نمائندہ ڈاور نہیں کرتا
 وہ حق کے بیانات کو باور نہیں کرتا
 ہوتا نہیں گزارِ ارم اس پر تصدق
 دل روئے علیٰ پر جو نچحاور نہیں کرتا



حاصل اُسے ہر عز و شرف ہوتا ہے
معبدوں بھی خود اُس کی طرف ہوتا ہے
ہوتا ہے وہی خواجہ ارباب نظر
جو بندہ درگاہِ نجف ہوتا ہے



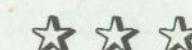
ہے اختلافِ حق سے، بصیرت کو کیا ہوا
تیرے خلوص، تیری عقیدت کو کیا ہوا
شک کر رہا ہے آپ کی مشکلِ کشائی میں
اے شیعہ علیٰ تیری غیرت کو کیا ہوا



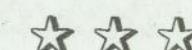
بطریقِ خاص جگانے نصیب آئے گی
پیامِ شوق کی بن کر نقیب آئے گی
قدم بڑھائے گا جتنا کوئی نجف کی طرف
بہشت اتنی ہی اُس کے قریب آئے گی



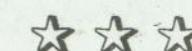
اس میں مضمونِ امتحانِ جذبہِ ایمان ہے
سچھے کچھ فیصلہ حاصل اگر عران ہے
ہے کتابِ حق علیٰ کے روپروں بتائیے
کون ہے ان میں سے قاری کون سا قرآن ہے؟



مذاہی جگار میں چیدہ نظر آیا
اور قائلِ اوصافِ حمیدہ نظر آیا
یہ ٹھوسِ حقیقت ہے کہ جب اس میں کیا غور
قرآن بھی حیدر کا قصیدہ نظر آیا



خلافِ عقل ہر اک اس کا حرف ہوتا ہے
تو وقت سارا تکڈر میں صرف ہوتا ہے
علیٰ کی مدح کو برداشت کر نہیں سکتا
ہر ایسا آدمی جو تنگ طرف ہوتا ہے



رتبہ بہت بلند ہے پہلے امام کا
نائب ہے وہ رسولِ فلک احتشام کا
جس کا یہ آفتاب بھی ہے اک خفیف جز
وہ نور ہے علیٰ علیہ السلام کا



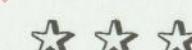
ہاتھ تیرے جو دل صدق شناس آجائے
موت کے بعد کی ہستی تجھے راس آجائے
عشقِ حیدر سے اگر دور نہ رکھے دل کو
چل کے خود گلشنِ جنت ترے پاس آجائے



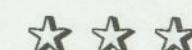
تحا بہر تقع زور جو تھا دامیں ہاتھ کا
دل کہہ بھل تھا معجزہ دکھلائیں ہاتھ کا
خیر کے دور کا توڑنا صرف اللہ ہاتھ سے
ایک کھیل تھا علیٰ کے لئے بائیں ہاتھ کا



مپھومِ ان کا ایک ہے گو ہیں پیام دو
لبریز ایک مے سے ہیں گرچہ ہیں جام دو
فردوس بھی ہے ٹھیک نجف بھی درست ہے
یہ ایک ہی مقام ہے جس کے ہیں نام دو



محب کی منتظر پیغم وفا کی انجمن رہتی
طلبِ گارِ علاج گردش چرخ کہن رہتی
علیٰ بھی اہل دنیا کی طرح ہوتے اگر افسر
تو میتِ احمدُ مرسل کی بے گور و کفن رہتی



ہر سمت ابرِ رحمت معبدوں چھا گیا
منظر بنا کچھ ایسا جو دل میں سما گیا
دشتِ نجف کی خاک پر رکھے جوہنی قدم
محسوس یہ ہوا کہ میں جنت میں آگیا



مرکوز دو عالم کا شرف دیکھ رہا ہوں
معلوم ہے کچھ کس کی طرف دیکھ رہا ہوں
لیتے ہیں فرشتے مری نظروں کی بلامیں
میں سوئے شہنشاہِ نجف دیکھ رہا ہوں



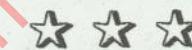
رنگ اپنا بزمِ حق میں جاتا نہیں کوئی
میری طرحِ ثواب کماتا نہیں کوئی
دل ہو چکا فدائے جمال ابو تراب
اب دوسرا نظر میں سماتا نہیں کوئی



منسوب علیؑ سے ہو تو اعلیٰ ہو جائے
اور بول ترا دہر میں بالا ہو جائے
تو نورِ علیؑ ہے جو کرے کب فیوض
ظلمت کدھ دل میں اجالا ہو جائے



والله کبھی یونہی نہیں رکھی ہے
پیشانی بعد حُسن یقین رکھی ہے
اسرار کے چڑھ سے اٹھے ہیں پردے
جب بھی درِ حیدر پ جیں رکھی ہے



کب کوئی صمرا خدا نخواستہ مل جائے گا
گلستانِ معرفت آراستہ مل جائے گا
ہے محمدؐ کی طلب تو بابِ حکمت پر پنج
شہر میں جانے کا تجھ کو راستہ مل جائے گا



گھر کو چھوڑ کے کیوں جانبِ خذف دیکھوں
میں کس غرض سے کوئی روئے بے شرف دیکھوں
رخِ امیر کے دیدار سے نہیں فرصت
جو دل بھرے تو کسی دوسری طرف دیکھوں



دُور اس سے کوئی رتبہ عالیٰ نہیں رہتا
 ہو جاتا ہے زردار سوائی نہیں رہتا
 لبریز ہو دل جس کا مئے حب علیٰ سے
 اس شخص کا دامن کبھی خالی نہیں رہتا



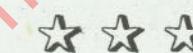
عبور حُسن طلب کا وہ جادہ کرتا ہے
 حصولِ علم کا پختہ ارادہ کرتا ہے
 علیٰ کے باب مقدس پر سجدہ ریز ہو جو
 نبی سے صرف وہی استفادہ کرتا ہے



واقف ہو ترا قلب بھی آدابِ علم سے
 پھر تو بھی مستفیض ہو اربابِ علم سے
 تیرے بھی ہاتھ آئے خزانہ علوم کا
 جائے جو شہرِ علم میں تو بابِ علم سے



کہتا ہے کون منزلِ انوار آئے گی
 ہر اک قدم پر وادیٰ پُرخار آئے گی
 جو سوئے شہر جائے گا دروازہ چھوڑ کر
 ہر بار اُس کے سامنے دیوار آئے گی



جو روحِ چمن ہے وہ کلیٰ دیکھ رہا ہوں
 گل دستیٰ اوصافِ ولی دیکھ رہا ہوں
 دامنِ مرزا گھینچیں نہ ابھی اور مناظر
 میں حُسنِ کملاتِ علیٰ دیکھ رہا ہوں



طلبِ خدا سے جو توفیقِ خیر کرتے ہیں
 وہ چاک چاک گریبانِ غیر کرتے ہیں
 ہے جن کو دانش و بیتش کی احتیاج بہت
 وہ شہرِ علم کی جی بھر کے سیر کرتے ہیں



یک بیک قافلےِ فصلِ بہار آتا ہے
 چینِ فکر کے غنچوں پر نکھار آتا ہے
 اُس کا الفاظ میں انہیار نہیں ہو سکتا
 یا علیٰ کہنے سے جو دل کو قرار آتا ہے



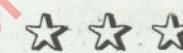
ہے جس کا تو خواہاں وہ اُجالا مل جائے
 میری طرح اک رتبہ اعلیٰ مل جائے
 بن جائے اگر دل سے غلام حیدر
 پھر تجھ کو بھی جنت کا قبلہ مل جائے



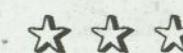
باطل سے اُس کے دل کی جدائی نہیں ہوئی
 اور حق کی سمت راہ نمائی نہیں ہوئی
 بابِ امیر کا جو نہیں بن سکا فقیر
 ذاتِ نبی تک اُس کی رسائی نہیں ہوئی



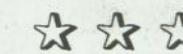
کسی لمحے نہیں رکتی ہمہ اوقات ہوتی ہے
 مسلسل، مستقل، شام و سحر، دن رات ہوتی ہے
 رہے مصروف جو حضرت علیٰ کے عشق میں آفر
 خدا کے نور کی اُس قلب پر برسات ہوتی ہے



کشادہ دل میں شہرِ علم کا دروازہ ہو جائے
 تری عزت کا بڑ و بحر میں آوازہ ہو جائے
 بھکنا چھوڑ دے مذہب کے چوراہے پر تو فوراً
 علیٰ کے مرتبہ کا گر تجھے اندازہ ہو جائے



احوالِ معرفت کا تری دل خراش ہے
 اور شیشہ تجسسِ حق پاش پاش ہے
 رکھ دے جبینِ شوق درِ شہرِ علم پر
 تجھ کو اگر خزانۂ حق کی تلاش ہے



خلوص سے جو غلام ابو تراب بنا
 چراغِ رہ گزر بزم خاک و آب بنا
 حقیر ذرہ تھا وہ بھی جو کر کے سجدہ شوق
 در علوم سے اٹھا تو آفتاب بنا



حال اس کا سدا دھر میں خستہ رہتا
 مینہ اس پہ اندھروں کا برستا رہتا
 پاتا نہ اگر فیض رخ حیدر سے
 سورج بھی اُجالوں کو ترستا رہتا



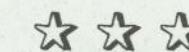
حیدرال ہیں زبانیں تو لگت دنگ ہوئی ہے
 اور سامنے میزان کے پاسنگ ہوئی ہے
 ہیں معنی اوصاف علیٰ اتنے توانا
 الفاظ کی خود ان پہ قبا تنگ ہوئی ہے



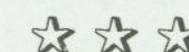
مرد غلام اُس کو اسے ہر پسند ہے
 اُس کو خذف عزیز اسے دُر پسند ہے
 دشمن کی اور علیٰ کے محب کی ہے یہ شناخت
 بزدل پسند وہ یہ بہادر پسند ہے



ملاں دُور رہے اور سُور آجائے
 جو تیرے پاس نہیں وہ شور آجائے
 علیٰ کے عشق کا دل میں چراغ روشن کر
 جو چاہتا ہے کہ چہرے پہ نور آجائے



تو ہی فقط اس باب میں محروم نہیں
 واضح یہ ہر اک ذہن پہ مفہوم نہیں
 کیا مرتبہ حیدر کو دیا ہے حق نے
 یہ تیرے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں



ترک فوراً جہل و کج ہنی کا جادہ تجویج
اور مضموم کسبِ حکمت کا ارادہ تجویج
صحتِ افکار کی گر واقعی ہے احتیاج
علم کے در پر پنج کر استفادہ تجویج



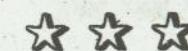
نہ کسل مند نہ عاجز نہ سست ہوتا ہے
وہ چاق ہوتا ہے چوبند و چست ہوتا ہے
رہے مریض جو عشقِ علیٰ کا اے افرار
وہی تو ذہن ہے جو تندرست ہوتا ہے



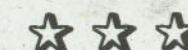
اس قدر خوبی تقدیر نہیں ہو سکتی
اتنی بے ساختہ تحریر نہیں ہو سکتی
مطلع ذہن پر آبھرا ہے علیٰ کا چڑہ
اس سے بہتر کوئی تصویر نہیں ہو سکتی



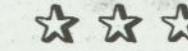
باطل کبھی سچائی میں ضم ہو نہیں سکتا
مغضوب پر خالق کا کرم ہو نہیں سکتا
جو حلقةِ احبابِ علیٰ سے ہُوا خارج
وہ داخلِ گلزارِ ارم ہو نہیں سکتا



جو شخص جتنا با خبر و حق پرست ہے
اُتنا ہی وہ محبتِ حیدر میں مست ہے
اس قیمتی اشانہ پر نازال نہ ہو تو کیوں
سلامانِ آخرت کا یہی بندوبست ہے



نہیں ہے اس میں کوئی شک، ضرور ملتا ہے
اے خزانۂ فکر و شعور ملتا ہے
جو بابِ شہرِ معارف پر رکھ دے اپنی جبیں
قدم قدم پر آئے میل نور ملتا ہے



إن کی تھوڑی سی چمک آن میں جو ضم فرمائی
منفردِ انجمِ نورِ بہم فرمائی
یا علیٰ اتنے جو روشن ہیں مہر و نجوم
ہے یہ سب آپ کے قدموں کی کرم فرمائی

☆☆☆

منفرد کیوں نہ ہو عالم میں ولی کی صورت
تاب و تب اس میں ہے نورِ ازلی کی صورت
علمِ معبدوں کو اظہار کی خواہش ہوئی جب
آگیا سامنے بن کر وہ علیٰ کی صورت

☆☆☆

وہی بخشا گیا جس شخص نے چاہی توبہ
دے گئی اک شرفِ لا متناہی توبہ
یا علیٰ کہنے سے ہو جاؤں میں تائب افرار
غلطی مجھ سے یہ سرزد ہو، الہی توبہ

☆☆☆

بلکہ گو بھی مسلمان بھی کہلاتے ہیں
خیر سے عارفِ قرآن بھی کہلاتے ہیں
یا علیٰ کہنے کے منکر ہیں جانبِ واعظ
اور پھر صاحبِ ایمان بھی کہلاتے ہیں

☆☆☆

زمانے بھر سے جدا صبح و شام رکھتا ہوں
بڑے عجیب در و سقف و بام رکھتا ہوں
علیٰ کے عشق کی خوشبو ہے میرے ہر جانب
میں اب بھی خلید بریں میں قیام رکھتا ہوں

☆☆☆

ہم مرتبہ اوپر تلے سامان رکھا ہو
اک دوسرے پہ مصحفِ رحمٰن رکھا ہو
کعبہ میں علیٰ دوشِ محمد پہ ہیں ایسے
قرآن پہ جس طرح سے قرآن رکھا ہو

☆☆☆

جو خفی تھا وہ ملا آج جلی کی صورت
تھا جو مصحف نظر آیا وہ ولی کی صورت
نُطق سے خود کو ہم آغوش جو پیا افسر
دیکھتا رہ گیا قرآن علیؐ کی صورت



جس کو بھی تھوڑا بہت ذوقِ نوشت و خواند ہے
آج پھیکا اُس کی نظروں میں فلک کا چاند ہے
وہ چمک ہے فاطمہ بنتِ اسد کے چاند میں
چاند کا تو ذکر کیا سورج بھی جس سے ماند ہے



ہمت فزا و پُر اثر و شاندار ہے
واقف مگر وہی ہے جو ایمان دار ہے
بزدل جو ہو اسے بھی بناتا ہے شیر دل
کچھ اس قدر یہ لفظِ علیؐ جاندار ہے



حقیقت یہ سمجھی اہل نوشت و خواند کہتے ہیں
ریخ حیدر سے ہر تابندگی کو ماند کہتے ہیں
مرے مولا کی گرد راہ کا وہ بھی ہے ایک ذرہ
جسے اہل زمین اپنی زبان میں چاند کہتے ہیں



وہ جس کو چاہے یہ مجھر نمائی دیتا ہے
جانِ حُسن کی فرمازوائی دیتا ہے
نگاہ ہو تو علیؐ ولی کے چہرے میں
خدا کے نور کا جلوہ دکھائی دیتا ہے



رات کو لے کے تجلیٰ سحر آئی ہیں
ایک انسان کی صورت میں نظر آئی ہیں
یہ علیؐ آئے ہیں یا آج کتابیں چاروں
عرشِ اعظم سے بیک وقت اتر آئی ہیں



نشہ بادو جدائ اُسے چڑھ جاتا ہے
درسِ مردانگی یک لخت وہ پڑھ جاتا ہے
یا علیٰ شیرِ خدا جو بھی کہے اے افر
دفتاً حوصلہ اُس شخص کا بڑھ جاتا ہے



ہبیاں چونکہ ہوا عادل و رحمٰن اللہ
سب پر کرتا ہے امامت کی عیاں شان اللہ
خانہ حق میں علیٰ دوش نبی پر ہیں بلند
منظیرِ نور علیٰ نور ہے، سبحان اللہ



دیدار کا حیدر کے تمنائی نہ کہنا
شیدائی تو لائی تمہائی نہ کہنا
محشر میں مجھے ڈھونڈتا از خود مرے نزدیک
رضوان جو نہ آجائے تو مولائی نہ کہنا



سورج ہے جیسے صرف اُجالوں کے واسطے
پاکیزہ قلب پاک خیالوں کے واسطے
ایسے ہی باعِ خلد کو حق نے کیا ہے غلط
مولانا علیٰ کے چاہنے والوں کے واسطے



امیرِ مملکتِ نام و نگ مت کہنا
مناقین سے مصروفِ بُنگ مت کہنا
بروزِ حرثِ مرے واسطے درِ جنت
کھلے نہ خود تو علیٰ کا ملگ مت کہنا



عیوب و نقش سے بالکل ہے چونکہ پاک اللہ
مقصرین کے جھونکے گا منہ میں خاکِ اللہ
ولیٰ حق کا لگایا جو آپ نے بغیر
تو میرے دل کا کنوں بکھل گیا، جزاکِ اللہ



لے کر یا ہے جس کو
کہاں لے کر کیا ہے
کہ اس کی وجہ سے
کوئی بھائی خوش

کوئی بھائی کی وجہ سے
کہاں گئے ہے میر
کوئی بھائی کی وجہ سے
کہاں گئے ہے میر

کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر

کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر

کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر

کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر
کہاں گئے ہے میر

وہ جس کے دل میں خضوع و خشوع ہوتا ہے
اسے شعورِ بحود و رکوع ہوتا ہے
غروب جس میں نہ ہو ماہتابِ عشقِ علیٰ
اسی دماغ میں سورج طلوع ہوتا ہے



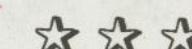
گر طلبِ تجھ سے کرے خالق باری قیمت
دے گا کس طرح تو آدمی ہو کہ ساری قیمت
یا علیٰ کہنے کو ہلاکا نہ سمجھ ورنہ تجھے
حرث میں دینی پڑے گی بڑی بھاری قیمت



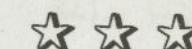
محروم^{وہ} معانیِ قرآن سے رہا
بالکل جدا پیغمبرِ ذیثان سے رہا
جس نے سنی نہ غور سے ایمانِ کل کی بات
بے بہرہ وہ حقیقتِ ایمان سے رہا



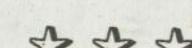
کیا شے ہے حقیقت کی کہانی، نہیں سمجھا
اسلام کا مفہوم نہانی نہیں سمجھا
جس نے شہزاد اس سے عقیدت نہیں رکھی
ایمان کے وہ شخص معانی نہیں سمجھا



جس نے نجف کی خاک پر سجدہ ادا کیا
اس کو خدا نے داخلِ شہر بقا کیا
جو مر مٹا وصیِ محمدؐ کے حسن پر
اُس نے قضا کو اپنی پرورد قضا کیا



حکمت کا قریب اس کے مدینہ نہیں آتا
اور ہاتھِ حقائق کا خزینہ نہیں آتا
مرتا نہیں جو حسنِ شہنشاہِ نجف پر
اُس شخص کو جینے کا قریب نہیں آتا



اُونچی ہے میری فکر بہت آسمان سے
مضمون مجھ کو ملتے ہیں حکمت کی کان سے
مدح ابو تراب سے فرصت مجھے نہیں
شکرِ خدا ادا میں کروں کس زبان سے

☆☆☆

عرشِ علا پہ جن کے قدم کی کند ہے
شخصیتِ علیٰ انہیں دل سے پند ہے
دوشِ بنی پہ دیکھ کے بولے ملائکہ
رتبہ ابوتراب کا کتنا بلند ہے

☆☆☆

منکرِ اسیرِ کشکش چون و چند ہے
اور معرف کی چرخ سے آگے کند ہے
دیکھے گا وہ علیٰ کا نشانِ قدم وہیں
جس شخص کا خیال جہاں تک بلند ہے

☆☆☆

اُس کے لیئے فنا بھی پیام بقا ہوئی
یعنی جفا جو تھی وہ وفا آشنا ہوئی
دیوانہ علیٰ کو کبھی آسکی نہ موت
اس کی قضا جو تھی وہ ہمیشہ قضا ہوئی

☆☆☆

زمرہ میں وہ کُفار کے مرقوم رہا ہے
موجود بھی ہوتے ہوئے معذوم رہا ہے
رکھتا جو نہ تھا حبِ علیٰ کا زیرِ خالص
وہ دولتِ ایمان سے محروم رہا ہے

☆☆☆

اک گام پہ بھی رحمتِ یزاداں نہیں ملی
پل بھر بھی اُس کو نعمتِ قرآن نہیں ملی
عشقِ علیٰ کے ذوق سے محروم جو رہا
اس کو جہاں میں لذتِ ایماں نہیں ملی

☆☆☆

دل اُس کا ہے شریف ارادہ بلند ہے
باطل سے اس کو بعض ہے وہ حق پسند ہے
انوارِ روئے حیدرِ کرّار دیکھ کر
کھو بیٹھا ہے جو عقل وہی عتمدند ہے

☆☆☆

باطل کو کبھی حق یہ بڑائی نہیں دیتا
یہ ذوق یہ خوبی یہ بھلانی نہیں دیتا
او صاف علیٰ کیسے نظر آئیں عدو کو
نایبا کو خورشید دکھائی نہیں دیتا

☆☆☆

رخ باطل پر نظر ان کی جی ہوتی ہے
بھرِ اغیار میں پلکوں پر نمی ہوتی ہے
وہی ہوتے ہیں زیادہ مرے مولا کے خلاف
خون میں جن کے شرافت کی کمی ہوتی ہے

☆☆☆

جن پر جہاں میں باب نبوت کا بند ہے
إن کی ہر اک ادا اُنہیں بے حد پسند ہے
مُکھل کر بتاؤں کیا شیہ مرداں کی خوبیاں
اک بھر بے کراں ہے جو کوزے میں بند ہے

☆☆☆

سینے میں اُس کے حق کی محبت کا جوش ہے
اور اُس کے پاس گوشِ نصیحت نیوش ہے
پی کر شرابِ الفتِ مولائے کائنات
جس کو رہا نہ ہوش وہی اہل ہوش ہے

☆☆☆

ممکن تھے جتنے حُسن کے وہ سب نظارے ہیں
مولہ کی ذاتِ پاک میں او صاف سارے ہیں
کیا پوچھتے ہو حیدرِ صدر کی خوبیاں
اس کپکشانِ علم میں لاکھوں ستارے ہیں

☆☆☆

سینے میں جس کسی کے دلِ حق شناس ہے
اُس کو فضائے شہرِ مودت ہی راس ہے
رکھتا ہے بس خزانۂ عشقِ علیٰ وہی
قبضہ میں جس کے دولتِ ہوش و حواس ہے

☆☆☆

بالکل غلط کہ دین کا وہ غم گُسار ہے
یہ بھی نہیں درست کہ ایماندار ہے
جس کو علیٰ میں آئیں نظر چند خوبیاں
وہ بد نصیب بے خبری کا شکار ہے

☆☆☆

وہی راہِ وفا کا راہی ہے
اُس کی قسمت میں بکھلاہی ہے
جو امیرِ بُجف کی ہو ممنون
وہ فقیری بھی بادشاہی ہے

☆☆☆

نہ کیوں ضمیر ہو زندہ اگر جلانے علیٰ
زہ نصیب کہ صہبائے حق پلائے علیٰ
شرابِ خوش نظری کا رہا نہ وہ محتاج
نصیب ہو گئی جس کو منے والے علیٰ

☆☆☆

بہت عظیم امامت کا خانوادہ ہے
وہی کہے گا یہ جس کا بلند ارادہ ہے
ہوں چاہے دوسرے پلڑے میں دو چہاں پھر بھی
جو وزنِ عشقِ علیٰ میں ہے وہ زیادہ ہے

☆☆☆

پہاں جا بِ خاک میں ہر چند ہو گیا
آزادیِ اصول کا پابند ہو گیا
الحق اُس کا ہو گیا بلغِ بہشت سے
خاکِ رہِ نجف کا جو پیوند ہو گیا

☆☆☆

نگاہِ حق میں عجیب و غریب ہوتے ہیں
 عذابِ نار کے بالکل قریب ہوتے ہیں
 علیٰ کو رکھتے ہیں جو لوگ چھوٹے درجہ پر
 قسم خدا کی بڑے بد نصیب ہوتے ہیں

☆☆☆

ضد اُس سے کسی کو کسی صورت نہیں ہوتی
 دل میں کسی انساں کے کدوڑت نہیں ہوتی
 از خود نہ بڑھیں کیوں رخِ حیدر کے پرستار
 خوشبو کو سفارش کی ضرورت نہیں ہوتی

☆☆☆

قلب کو از سرِ نو عزم جواں ملتا ہے
 روح کو تغیریج تاب و توان ملتا ہے
 کیوں نہ ہر وقت کرے مدح شہنشاہِ نجف
 اس سے مومن کو قرارِ دل و جان ملتا ہے

☆☆☆

خریدوں موت میں کیونکر حیات کے بد لے
 قبول کیوں کروں دوزخ نجات کے بد لے
 یہ سبز بلغ دکھائے مجھے ہزار کوئی
 علیٰ کا عشق نہ دوں کائنات کے بد لے

☆☆☆

اُنہی سے رحمتِ خالق قریب ہوتی ہے
 خدا کی ذات اُنہی کی حبیب ہوتی ہے
 علیٰ کے عشق میں ہوتے وہی ہیں دیوانے
 جنہیں شعور کی دولت نصیب ہوتی ہے

☆☆☆

ولی کے عشق میں حالت بہت عجیب ہوئی
 تو اُن سے رحمتِ ربِ جہاں قریب ہوئی
 تخلیٰ رخِ حیدر پر مر مٹے جو لوگ
 اُنہی کو زندگی جاؤ داں نصیب ہوئی

☆☆☆

اُس کو بھی یہی رونقِ محفل نظر آیا
 کوئی پر ترجیح کے قابل نظر آیا
 بندہ تو کوئی شے ہی نہیں، مولا علیؐ کے
 مذاہوں میں اللہ بھی شامل نظر آیا



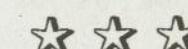
جب تذکرہ حسن لب جو نکل آیا
 بے ساختہ ذکرِ گل و خوبیو نکل آیا
 رخ جب بھی کیا دل نے کسی خوبی کی جانب
 تعریفِ یَدِ اللہ کا پلو نکل آیا



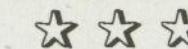
صاحبِ ذہن رسابے سرو سلام نکلا
 اُس کے لب پر گلیہ تنگی دام نکلا
 مدحِ حیدر میں ہے گرچہ ہزاروں قطعے
 دلِ افر کا مگر پھر بھی نہ ارمان نکلا



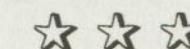
بروزِ حشرِ مصیبت کو دور کرنا ہے
 بجومِ یاس میں کارِ شعور کرنا ہے
 تو بحرِ الفتِ حیدر میں ڈوب جائے دوست
 جو پلِ صراط کو پل میں عبور کرنا ہے



وہ بتلائے عذابِ شدید ہوتا ہے
 جوابِ نعروہ حل من مزید ہوتا ہے
 عدو علیؐ کا پس مرگ ہی نہیں ناری
 وہ جیتے جی بھی جہنم رسید ہوتا ہے



بقا کا کرکے فراموش وہ اصول گیا
 جہاں فانی سے رنجیدہ و ملؤں گیا
 نہ یاد آئے علیؐ جس کو تا دم آخر
 وہ اولین فریضہ کو اپنے بھول گیا



ہو ٹھیک تو دے فائدہ ہر ایک گھڑی بات
 بن جائے ہمکتے ہوئے پھولوں کی لڑی بات
 کر دیتے ہیں حق آپ ادا مدح علیٰ کا؟
 کیا کہتے ہیں، 'کچھ سوچنے' منه چھوٹا، بڑی بات

☆☆☆

خالق سے مغفرت کا اشارہ نہیں ملا
 جنت کا دل فریب نظارہ نہیں ملا
 یوں جائے وہ گرگیا دوزخ کی آگ میں
 مولا علیٰ کا جس کو ہمارہ نہیں ملا

☆☆☆

ہے، تو آئینہ مگر زنگ نظر آتا ہے
 غرق حیرت میں ہے اور ڈنگ نظر آتا ہے
 علوی حُسن کی تشریع ہے کچھ اتنی وسیع
 دامن لفظ و بیان تنگ نظر آتا ہے

☆☆☆

تیر جفا کا خود کو نشانہ بنا لیا
 اپنی قضا کا آپ بہانہ بنا لیا
 جو شخص چل دیا درِ حیدر کو چھوڑ کر
 دوزخ میں اس نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا

☆☆☆

اس باب میں خالق نے لگائی ہے کڑی شرط
 ہر دل پر گنیہ کی طرح اُس نے جڑی شرط
 بخشش کے لیے خالق اکبر کی طرف سے
 ہے عشق شہنشاہِ نجف سب سے بڑی شرط

☆☆☆

انصاف کے جذبہ کو جگائے رکھنا
 باطل کو بہت دور بھگائے رکھنا
 دوزخ سے اگر خود کو بچانا ہے تمہیں
 دل حیدر صدر سے لگائے رکھنا

☆☆☆

پسند حسن شہ خاص و عام ہے مجھ کو
ولی کے عشق کی دُھن صبح و شام ہے مجھ کو
مخل ہزار ہوں ناکامیاں زمانے کی
پرستشِ رخ حیدر سے کام ہے مجھ کو

☆☆☆

وہ شے جو ہے خلافِ خود چاہتا ہے تو
شغلِ جفا زِ رُوئے حسد چاہتا ہے تو
تفویض جو کرے گا مخالف اُسی کا ہے
پھر اس پر مغفرت کی سند چاہتا ہے تو

☆☆☆

خیالِ گریش لیل و نہار کون کرے
خراب، لطف، بھلا، بار بار، کون کرے
جب آپکا ہے تصور میں بابِ شہرِ علوم
پھر اپنے سجدوں کو، اے دل، شمار کون کرے

☆☆☆

خواہشِ بادہ کَشی کچھ بھی جو باقی ہوگی
دلِ میکش میں ضرور الفت ساقی ہوگی
ذوقِ عرفانِ علیٰ اُتنا ہی ہوگا اُس کو
جتنی جس شخص میں شاستہ مذاقی ہوگی

☆☆☆

گر نامِ علیٰ وردِ زبان رہتا ہے
احساسِ ضعیفی کا کہاں رہتا ہے
حیدر سے ہو مضبوط تعلق جس کا
پیری میں بھی وہ فرد جوان رہتا ہے

☆☆☆

اُس کا مزاجِ کسبِ تیقینِ درست ہے
حاصل جو اُس کو ہے وہ تین درست ہے
سمجھے گا صرف رتبہ مولائے کائنات
وہ شخص جس کا ذہنی توازن درست ہے

☆☆☆

بُری عیوب سے جس کا ضمیر ہوتا ہے
وہی فدائے جناب امیر ہوتا ہے
علیٰ کے نور سے ہوتا ہے مستیر افرار
وہ باشور جو روشن ضمیر ہوتا ہے

☆☆☆

وہ عشق ہی نہیں حاصل ہے دوام نہ ہو
سحر وی ہے تعاقب میں جس کے شام نہ ہو
یہ چاہتا ہوں تصور میں لا کے باب علوم
اک ایسا سجدہ کروں جس کا اختتام نہ ہو

☆☆☆

نگہِ حق میں ترا اعتبار بڑھ جائے
تصرفات پر ہیں اختیار بڑھ جائے
علیٰ کے رتبہ میں کوئی کمی نہ کرائے دوست
جو چاہتا ہے کہ تیرا وقار بڑھ جائے

☆☆☆

نہ صرف یہ کہ وہ عزم صمیم رکھتا ہے
شعورِ رمزِ الف لام نیم رکھتا ہے
علیٰ کے حُسن کا ہوتا ہے دل سے دیوانہ
وہ خوش نصیب جو عقلِ سلیم رکھتا ہے

☆☆☆

ارم سے بڑھ کے گرائ قدر ہے والاۓ علیٰ
خوشا نصیب کہ دل میں مرے سماۓ علیٰ
نہ دوں کسی کو زیرِ کہکشاں کے بھی بدلتے
کہیں سے ہاتھ جو آ جائے خاک پائے علیٰ

☆☆☆

حصارِ آیہِ تطہیرِ کھینچ لیتا ہوں
تو اپنا خود خطِ تقدیرِ کھینچ لیتا ہوں
میں جب بھی چاہتا ہوں صفحہِ تصور پر
علیٰ کے حُسن کی تصویرِ کھینچ لیتا ہوں

☆☆☆

مقصود باغِ خلد برس کی جو دید ہے
پھر تجھ کو ایسی شے کی ضرورت شدید ہے
مولانا علیؐ کے عشق کو لے جا تو اپنے ساتھ
قفل درِ جناب کی یہ واحد کلید ہے

☆☆☆

مرکنے سے ہے غرض نہ روانی سے کام ہے
دریا کو رفعِ تشنہ دہانی سے کام ہے
دشمن ہو دوست ہو کوئی اپنا ہو یا ہو غیر
مولانا علیؐ کو فیضِ رسالی سے کام ہے

☆☆☆

جو ضوگن، بدن پر مرے "یا علیؐ مد"
اور نقش پیرہن پر مرے "یا علیؐ مد"
مل جائے تاکہ خود ہی نکیرن کو جواب
لکھ دینا تم کفن پر مرے "یا علیؐ مد"

☆☆☆

شرابِ صدقِ معِ جامِ نور ملتی ہے
خلوص ہو تو یہ نعمت ضرور ملتی ہے
خرد کی شرط ہے عرفانِ مرتضیٰ کے لئے
یہی وہ سے ہے جو بقدرِ شعور ملتی ہے

☆☆☆

یوں بزم کوئی دید کے قابل نہ ملے گی
عشاق میں ایسی تپشِ دل نہ ملے گی
کیا دیکھتا ہے انجمِ عشقِ علیؐ کو
اس شان کی کونیں میں محفل نہ ملے گی

☆☆☆

باطل سے لڑ کے خلد کا حق دار ہو گیا
فردوس کی جزا کا سزاوار ہو گیا
آزاد ہو گیا وہ جہنم کے خوف سے
جو عشقِ مرتضیٰ میں گرفتار ہو گیا

☆☆☆

کرم تمام و صی رسول پاک کا ہے
نتیجہ اُن کی توجہ کا انہام کا ہے
کب اتنی نور فشاں تھی جبینِ روح الائیں
یہ سب کر شمہ دیارِ نجف کی خاک کا ہے



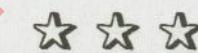
کہے یہ کون سرِ راہِ کہکشاں نہ ملا
غلط ہے یہ بھی کہ بالائے آسمان نہ ملا
وہ چاند تاروں کے چہرے ہوں یا جبینِ ملک
کرم گُسار غبارِ نجف کہاں نہ ملا



فضائے روح دل آویز ہوتی جاتی ہے
جو چیز ہے طربِ خیز ہوتی جاتی ہے
کرم گُسار ہے چونکہ شعاعِ نورِ علیٰ
چراغِ فکر کی کو تیز ہوتی جاتی ہے



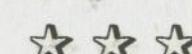
خدا کا شکر کہ یہ صورتِ قرار بنی
تصورات کی اک شکل پائیدار بنی
زہ نصیب کہ اس میں ملی مجھے بھی جگہ
علیٰ کے خاص غلاموں کی جو قطار بنی



جس کو محبتِ شہِ ابرار مل گئی
قدموں کو اس کے منزلِ انوار مل گئی
لٹ کر علیٰ کے عشق میں آئی ہے جس کو نیند
اُس کو خدا سے دولتِ بیدار مل گئی



عبور کر کے جو باغِ اصول جاؤں میں
تو سوئے منزلِ حُسن قبول جاؤں میں
یہ آرزو ہے کہ کہتا ہوں جن کو میں مولا
وہ یاد آئیں تو پھر خود کو بھول جاؤں میں



دماغ و دل میں حقائق کا راج چاہتا ہے
 جہاں حق سے وفا کا خراج چاہتا ہے
 مریضِ افت سرتاجِ اولیاء بن جا
 گر اپنی کم نظری کا علاج چاہتا ہے

☆☆☆

وہ چاہے صاحبِ اقليم و تاج و تخت ہوتا ہے
 مگر دل اُس کا پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے
 علیؑ کے عشق کی دولت نہیں ملتی جسے افرار
 وہی سب سے زیادہ دہر میں بدجنت ہوتا ہے

☆☆☆

کب ایسا کام کوئی ہوشیار کرتا ہے
 غلط جو راہ ہے وہ اختیار کرتا ہے
 وہ گنے بیٹھا ہے قطروں کو بحر کے گویا
 جو خوبیوں کو علیؑ کی شمار کرتا ہے

☆☆☆

رہ ہستی میں دانائی کے کاشانے نہیں ملتے
 جہاں حق سے فکر و فن کے نذرانے نہیں ملتے
 نہیں تسلیم کرتے جو علیؑ کو ساقی کوثر
 شرابِ معرفت کے آن کو پیانے نہیں ملتے

☆☆☆

وہ شیع خرافات کے پروانے نہیں ہیں
 آن لوگوں کے دل کعبے ہیں بت خانے نہیں ہیں
 جو ہوش گنوں بیٹھے ہیں رستے میں نجف کے
 وہ اہلِ خرد ہیں کوئی دیوانے نہیں ہیں

☆☆☆

نہیں کبھی خبر پیش و پیس نہیں ہوتی
 اور ان کی تکہ فلک دسترس نہیں ہوتی
 نہ ہوتا نور علیؑ نور چڑو جبریل
 نجف کی خاک جبیں سے جو مس نہیں ہوتی

☆☆☆

خُم اُس کے در پہ جبین نیاز کرتی ہے
اور اپنے آپ کو یوں سرفراز کرتی ہے
وہ قلب کھلتا ہے جس میں علیؑ کے عشق کا پھول
بھار خلدِ بریں اُس پہ ناز کرتی ہے

☆☆☆

جس پہ اللہ کا مخصوص کرم ہوتا ہے
بس وہی عارف مَولودِ حرم ہوتا ہے
جب رہ مدحتِ حیدر سے میں کرتا ہوں رُجوع
رنغتیں ہوتی ہیں اور میرا قدم ہوتا ہے

☆☆☆

وہ ہے گر آفتاب تو یہ مہتاب ہے
اُس کی کوئی مثال نہ اس کا جواب ہے
کیا پوچھتے ہو احمدؓ و حیدر کا مرتبہ
اک ان میں ہر علم ہے اک اُس کا باب ہے

☆☆☆

ثار اُسی پہ تو عقلِ سلیم بتی ہے
جو اُس پہ ہو وہی منزل عظیم ہوتی ہے
ہو جس کے دونوں سروں پر خدائے پاک کا گھر
وہی تو راہ ہے جو مستقیم ہوتی ہے

☆☆☆

میری ہی طرح وہ بھی سرافراز رہے ہیں
بالائے فلکِ زمزمه پرداز رہے ہیں
جب مدحتِ حیدر میں زیال کھولی ہے میں نے
جبریلِ امیں میرے ہم آواز رہے ہیں

☆☆☆

اُذھان پہ آفاق نئے کھول رہے ہیں
پیغم نئے انداز سے پر قول رہے ہیں
مدحت میں علیؑ کی تیری کاوش نہیں افر
یہ حضرتِ جبریلِ امیں بول رہے ہیں

☆☆☆

بڑے ادب سے حرم شرف میں آیا ہوں
 شریک ہو کے فرشتوں کی صفائی میں آیا ہوں
 شار خلد ہوئی ہے ہر اک قدم پر مرے
 میں سر کے بل جو دیارِ نجف میں آیا ہوں



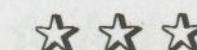
منے شکست کا ساغر پلا کے رکھ دوں گا
 میں خاک میں ترے ارماں ملا کے رکھ دوں گا
 جو مجھ کو روکا تو پھر "یا علی مدد" ہی سے میں
 درِ نفاق کی مچولیں ہلا کے رکھ دوں گا



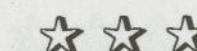
اہل حق کے لب پر تو صلی علی آجائے گا
 یاد ان کو منظرِ قالوا بلى آجائے گا
 جیسے ہی منہ سے مرے نکلے گا یا مولا علیٰ
 قلعہ باطل میں فوراً ززلہ آجائے گا



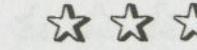
جو سب سے منفرد ہو وہ شہباز چاہیے
 طائر بھی کوئی صاحبِ اعجاز چاہیے
 یہ ہے فضائے علم علیٰ اس کے واسطے
 روحِ الائیں کی طاقت پرواز چاہیے



تجھیوں کو نئی کائنات دیتا ہوں
 اور اک جدید نظامِ حیات دیتا ہوں
 جیسیں پہ جب بھی سجاتا ہوں خاکِ راہِ نجف
 میں آفتاں درخشاں کو مات دیتا ہوں



مدحِ ولی میں عدل کا اثبات چاہیے
 جس بات میں ہو وزن وہی بات چاہیے
 شلایاں بابِ علم نہیں ہے مرا تجود
 اس کے لیے جیسیں سماوات چاہیے



لیے ساتھ میں روحِ ایمان جاؤں
سوئے باغِ جنتِ بصدِ شان جاؤں
علیٰ ولیِ دل بیی چاہتا ہے
تری ہر ادا پہ میں قربان جاؤں

☆☆☆

تیرے ہمراہ ترا دل جو مسلمان ہو جائے
اہلِ اسلام سے تو صاحبِ ایمان ہو جائے
عشقِ حیدر کا جو چمکے ترے دل میں سورج
بزمِ افکار میں یک لخت چراغاں ہو جائے

☆☆☆

جان فدا نائبِ سلطانِ اُمّم پر کر دے
دل نچحاور شہزاداں کے قدم پر کر دے
پوری ہو جائے گی عمرِ ابدی کی خواہش
خود کو قربان تو مولودِ حرم پر کر دے

☆☆☆

تیری جانب سے کرم کی جو گزارش ہو جائے
تجھ پہ خاصانِ الٰہی کی نوازش ہو جائے
لوگا لے تو اگر نورِ علیٰ سے اے دوست
تیرے افکار پہ انوار کی باش ہو جائے

☆☆☆

حیمِ رفتِ حیدر کا جب در باز کرتا ہوں
تو اپنی خوبی تقدیر پہ میں ناز کرتا ہوں
اُنہی کے پاس مجھ کو ڈھونڈ لیں اہلِ ولا اُفر
میں جبریلِ امیں کے ساتھ ہی پرواز کرتا ہوں

☆☆☆

میں بابر علم پہ مرنے کا شوق رکھتا ہوں
خدا کا شکر کہ پاکیزہ ذوق رکھتا ہوں
وہ جس کے عشق کی قلبِ ملک میں ہے زنجیر
گلے میں اس کی غلامی کا طوق رکھتا ہوں

☆☆☆

اگر شعورِ مودت کا تجھ کو ٹھیک رہے
تو مستقل تجھے ملتی کرم کی بھیک رہے
علیٰ علیٰ کی صدا کر دے سنگ کو پانی
زبان کے ساتھ اگر روح بھی شریک رہے

☆☆☆

ہے جو بے عقل تو دولت کا پچاری بن جا
ورنہ اور اک کا راک چشمہ جاری بن جا
تاج اور تخت کی خواہش کے لگا کر ٹھوکر
تو درِ شرِ معارف کا بھکاری بن جا

☆☆☆

جیسے روں ہوں نور کے دھارے ہزارہا
رقصان ہوں علم و فن کے شرارے ہزارہا
حیدر میں خوبیاں ہیں کچھ اس طرح جیسے ہوں
دامن میں کمکشان کے ستارے ہزارہا

☆☆☆

پسند اُن کو بھی اوصاف بس حمیدہ ہیں
وہ مجھ سے بڑھ کے خردمند و سن رسیدہ ہیں
علیٰ کو اپنا ولی وہ بھی کرتے ہیں تسلیم
فرشتے جتنے ہیں سب میرے ہم عقیدہ ہیں

☆☆☆

اک مکال میں جیسے ہو اہلِ سخن کی انجمان
اور ہو آراستہ اربابِ فن کی انجمان
حیدر صدر کو دیکھیں خوبیوں کے رخ سے آپ
فرد کا تو فرد ہے اور انجمان کی انجمان

☆☆☆

کارِ تحریک کو تعمیر بنا دیتے ہیں
دم میں بگڑی ہوئی تقدیر بنا دیتے ہیں
خاکِ بے مایہ کو مولائے دو عالم کے غلام
ٹھوکریں مار کے اکسیر بنا دیتے ہیں

☆☆☆

سر کے بل رہ گزرِ عشق میں چل کر رکھ دے
یا علیٰ کہہ کے درِ علم پہ تو سر رکھ دے
یہ سلیقہ جو میر ہو تو پھر جب چاہے
دشمنِ حق کی رگِ جاں پہ تو نشر رکھ دے

☆☆☆

عشقِ معصوم کے جذبات جو پیدا ہو جائیں
اہلِ افلاک تری ذات پہ شیدا ہو جائیں
ربط ہو خاص جو حیدر سے تو یکدم تجھ پر
عرش اور فرش کے اسرار ہویدا ہو جائیں

☆☆☆

طعنہ زن لب بھی تو محرومِ تکلم ہو جائے
مستقل طور پر دُور اس سے تبسم ہو جائے
صدقِ دل سے تو پکارے شہزاداں کو اگر
بپا اغیار کی محفل میں تلاطم ہو جائے

☆☆☆

کسی لمحے نہیں دن رات عطا کرتے ہیں
لطفِ بے پیاس کی سوغات عطا کرتے ہیں
تم سمجھتے ہو جنہیں کوچھِ حیدر کے فقیر
وہ شہنشاہوں کو خیرات عطا کرتے ہیں

☆☆☆

جو تاجدارِ ولایت پہ جان دینے لگے
تو خود بُلا تجھے بڑھ کر امان دینے لگے
پڑھے نمازِ محبت علیٰ کی دل سے اگر
رُواں دُواں تیرے تن کا اذان دینے لگے

☆☆☆

کب کسی پست گزرگاہ پہ رک جاتا ہوں
اونچ پر صورتِ ارواحِ مُسبک جاتا ہوں
خود کو پاتا ہوں حقیقت میں سرِ باغِ بہشت
درِ حیدر پہ تصور میں جو جھک جاتا ہوں

☆☆☆

روح کو لطفِ عقیدت بخدا آ جائے
دونوں باتیں جو ہوں پوری تو مزا آ جائے
ایک تو سجدہ میر ہو در حیدر کا
دوسرے سر کو جھکاتے ہی قضا آ جائے

☆☆☆

جو ہے رسول کا وہی اس کا خمیر ہے
یہ بھی اُنہی کی طرح کا روشن ضمیر ہے
جھکنے پہ بھی علیؑ کی نہ کم ہوں گی رفتیں
یہ ہے وزیر ایسا جو خود بھی امیر ہے

☆☆☆

سنوارتا ہوا اپنا نصیب جاتا ہوں
تو جریل کا بن کر رقب جاتا ہوں
دکھائی دیتی ہے نزدیک اُنی ہی جنت
در علیؑ کے میں جتنا قریب جاتا ہوں

☆☆☆

موت بھی آئی تو پیغام بقا ہو جائے گی
جو سزا ہے وہ مرے حق میں جزا ہو جائے گی
عشقِ حیدر پر نہ دے مجھ کو قضا کی دھمکیاں
یہ نماز ایسی نہیں ہے جو قضا ہو جائے گی

☆☆☆

زیست کی کشتی بھنور سے سوئے ساحل جائے گی
روح کو چین آئے گا دل کی کلی کھل جائے گی
شاہِ مرداں کی محبت میں اگر مارا گیا
حد سے بڑھ کر جان کی قیمت مجھے مل جائے گی

☆☆☆

تھر تھرائے ہوئے سب اُن کے در و بام رہیں
اور وہ خود خائف و لرزال سحر و شام رہیں
یا علیؑ کرنے کا گر تجھ کو سلیقہ آ جائے
نام سے ترے عدد لرزہ براندام رہیں

☆☆☆

لئے جلو میں حسین کائنات جاتی ہے
دکھاتی، منظرِ حسنِ حیات جاتی ہے
جنال میں جائیں گے ہم اس طرح علی کے ساتھ
کسی امیر کی جیسے برات جاتی ہے

☆☆☆

ہمکنار اُسِ مشنک سے قبلہ کا نافہ ہو گیا
جس کی قدر افزائی سے عاجز قیافہ ہو گیا
پیدا ہونے سے وہاں شانِ علیٰ تو کیا بڑھی
بلکہ خود کعبہ کی عزت میں اضافہ ہو گیا

☆☆☆

جو نہ پایا ہو کسی نے وہ شرف پایا ہے
حق سے اک فخر بزرگانِ سلف پایا ہے
جس کی قیمت کے تعین سے ہیں عقلیں عاجز
صلف کعبہ نے وہ دُرِ نجف پایا ہے

☆☆☆

اُس کے لیے کلامِ خدا میں وعید ہے
اور منتظر اسی کا عذاب شدید ہے
رکھتا ہے اپنے دل میں جو بغرضِ ابوتراب
اُس شخص کی جہان میں مٹی پلید ہے

☆☆☆

شفا کی خاک سے تم آئیہ تطیر لکھ دینا
یہی ہے بس مرا سرnamہ تقدیر لکھ دینا
نہ لکھنا لوحِ تربت ہی پہ بس دیوانہ حیدر
کفن پر بھی مرے یارو یہی تحریر لکھ دینا

☆☆☆

جو لازوال ہو حاصل میں وہ کمال کروں
حقیقوں سے مُمزین رخِ خیال کروں
ہے میری اول و آخر بس اک یہی خواہش
کہ بابِ علم پہ سجدہ میں انتقال کروں

☆☆☆

علیٰ سے عشق ہے اور ان کے دشمن سے کدورت ہے
تو یہ اے دوست تیری مغفرت کی خاص صورت ہے
ہر اک منزل پر اس پونجی کو رکھیو خانہ دل میں
رہ حق کے مسافر کی یہ بنیادی ضرورت ہے

☆☆☆

اربابِ حق آگاہ میں ممتاز ہوا ہوں
پہنچا ہوں سرِ عرش وہ شہباز ہوا ہوں
کچھ شک نہیں اس میں کہ مُیداللہ کے در پر
میں جتنا جھکا اتنا سر افراز ہوا ہوں

☆☆☆

گرچہ وہ پاس مرے بن کے رقبہ آتا ہے
اور ہمراہ لیے حُسن عجیب آتا ہے
جس قدر جھلتا ہوں میں بابِ علومِ حق پر
اتنا ہی چرخِ بریں میرے قریب آتا ہے

☆☆☆

مولہ علیٰ کی دل سے اگر آرزو کرے
یہ شوق روزِ حشر تجھے سُرخرو کرے
پھر تو نہ جتنو کرے باغِ بہشت کی
باغِ بہشت آپ تری جتنو کرے

☆☆☆

خود کو عفان کی منزل سے گزارے جاؤں
دل میں چڑھتے ہوئے سورج کو اتارے جاؤں
شوک گر کوئی مجھے ہے تو یہی ہے افسر
اپنے مولہ کو مسلسل میں پکارے جاؤں

☆☆☆

کوئی خاطی جو راہِ مکتبِ معصوم لیتا ہے
تو لطفِ معرفت اُس کا دلِ محروم لیتا ہے
جو بابِ شرِ حکمت پر جھکاتا ہے جیسیں اپنی
جانِ علم پیشانی کو اُس کی چوم لیتا ہے

☆☆☆

تو علاج اپنے مرض کا کوئی شافی کر لے
حاصل اربابِ شریعت سے معافی کر لے
دل میں حیدر کو بسا حد سے زیادہ اے دوست
ہو سکے جتنی گناہوں کی تلافی کر لے

☆☆☆

جهانِ جبر و استبداد سے روپوش ہو جائے
بھولاکر ہوش کو اپنے مجسم ہوش ہو جائے
وہ کتنا صاحبِ تقدیر ہے جو یا علیٰ کہہ کر
زمانے میں ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائے

☆☆☆

نہ فقط فہمِ حقیقت کی مهارت پائی
بلکہ اللہ سے ایماں کی حرارت پائی
جس نے آباد کیا عشقِ علیٰ سے دل کو
اُس نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت پائی

☆☆☆

بیلِ حق میں ہستی کا اگر افق ہو جائے
نگاہوں میں قیامِ رفتہ آفاق ہو جائے
سفینہ پار لگ جائے ہماری زندگانی کا
علیٰ کے عشق میں حاصل جو استغراق ہو جائے

☆☆☆

ہے بحرِ نور قلبِ قلندر لئے ہوئے
ذرہ ہے روشنی کا سمندر لئے ہوئے
انوارِ مرتضی سے توسل جو ہے تو میں
اک کمکشاں ہوں سینے کے اندر لئے ہوئے

☆☆☆

آخری وقتِ مرا بزمِ شرف میں آئے
خاک ہونے کو گھر اپنے صدف میں آئے
عمر تو میری کئی عشقِ علیٰ میں افر
کیا ہی اچھا ہو اگر موتِ نجف میں آئے

☆☆☆

ساحل سے ہے غرض نہ سفینے سے کام ہے
مرنے کی آرزو ہے نہ جیتنے سے کام ہے
رکھے ہوئے ہیں۔ بادہ حبّتِ علیٰ کے جام
اور ان کے مستقل مجھے پینے سے کام ہے

☆☆☆

بزمِ رضائے رب میں وہی باریاب ہے
حاصل اُسی کو حد سے زیادہ ثواب ہے
اوج ابوتراب کے کامل شعور میں
نکام جو بشر ہے وہی کامیاب ہے

☆☆☆

شگفتہ باغِ ولایت کا پھول سمجھے ہیں
انہیں وفا کا مجسم اصول سمجھے ہیں
سمجھ سکا نہ کوئی انکا مرتبہ افسر
علیٰ کو صرف خدا و رسول سمجھے ہیں

☆☆☆

اپنے ہی ہوش کو مدهوش نہیں کر سکتے
شماعِ عرفان کو خاموش نہیں کر سکتے
بھول سکتے نہیں ہم حیدر صدر کو کبھی
محسنِ حق کو فراموش نہیں کر سکتے

☆☆☆

دل میں جو عشقِ بندہ مولا صفات ہے
ہر شے پر حکمان قلندر کی ذات ہے
محوس مجھ کو ہوتا ہے اکثر خدا گواہ
جیسے یہ کائنات مری کائنات ہے

☆☆☆

وہ روندتے ہوئے حکمت کے پھول جاتے ہیں
خرد کے توڑ کے زریں اصول جاتے ہیں
علیٰ کے حسن کو وہ یاد رکھ نہیں سکتے
جو لوگ اپنی حقیقت کو بھول جاتے ہیں

☆☆☆

ایک بادہ نوش مرکز انوار ہو گیا
 سب بے خبر رہے وہ خبردار ہو گیا
 پی کر شراب الفت مولائے کائنات
 بے ہوش جو ہوا وہی ہشیار ہو گیا



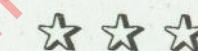
کاندھے پہ بس کے بارے مئے مشک بو رہا
 یعنی شراب عشق علی کا سیو رہا
 ہاتھ آئی صرف اُس کے ہی باغ ارم کیے
 یعنی بروزِ حرث وہی سُرخرو رہا



درِ علوم و معارف کے پاس بُجھتی ہے
 نا کے قص شکر و سپاس بُجھتی ہے
 جو اس جہان میں جویاۓ حق ہیں ان کی فقط
 شراب الفت حیدر سے پیاس بُجھتی ہے



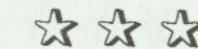
جو محظوظِ آلِ پاک ہوتا ہے
 اُسی کا دامنِ امید چاک ہوتا ہے
 شہید ہو نہیں سکتا کبھی عدوے علی
 وہ اپنے ہاتھ سے خود ہی ہلاک ہوتا ہے



جو روح پاک ہے وہی اس کی کتنی ہے
 مومن کو اپنی جان سے بڑھ کر عزیز ہے
 اربابِ حق سے چھپتی نہیں بعدِ مرگ بھی
 یہ عشقِ مرتضیٰ بڑی انمول چیز ہے



دل کی دھڑکن کو بیشه تیز رہنا چاہیے
 عشق کا دریا تلاطم خیز رہنا چاہیے
 بادہ حبِ علیٰ سے اپنا ساغر ہر گھری
 باوجودِ سے کشی لبریز رہنا چاہیے



جو کوئی انساں ہے اور اسلام کا فرزند ہے
اس کے استقبال کا باغِ جناب پابند ہے
اور تو سب لوگ دنیا میں ہیں خواہش مندُ خلد
جو علیٰ والے ہیں ان کی خُلد خواہش مند ہے



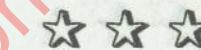
خدا شناسی و حق آشنائی کہتے ہیں
ولیٰ کے ذوق کی جلوہ نمائی کہتے ہیں
وہ ہے ولیٰ محمدؐ کی رفتار کردار
زبانِ حق میں جسے پارسائی کہتے ہیں



ہمکنارِ فتحِ اس کی جنگ ہو سکتی نہ تھی
دیکھ کر اس کو یہ دنیا دنگ ہو سکتی نہ تھی
اس نے چوئے ہیں کفِ پائے علیٰ درنہ حضور
یہ دھنک اتنی کبھی خوش رنگ ہو سکتی نہ تھی



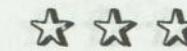
زندگی سے انتقامِ دامنِ محروم لیں
لذتِ کیفیتِ خوش گانیِ معصوم لیں
اُن لبوں کی خوش نصیبی کی نہیں ہے انتبا
جو علیٰ مرتضیٰ کے نقش پا کو چوم لیں



حق شناسی کی تجھے اک ادا مل جائے گی
گر کرے گا غور تو شلنِ خدا مل جائے گی
ابتدائے زندگی میں میرے مولا کی تجھے
الفِ معبود کی ہر انتہا مل جائے گی



گرمیِ ذوقِ نظارہ سرد ہو کر رہ گئی
شاخ جو سرسبز تھی وہ زرد ہو کر رہ گئی
تحا کفِ پائے علیٰ کا نقش اتنا پُرکشش
دل کشی باغِ جنت گرد ہو کر رہ گئی



اُس نے بخشش کی خبر مجھ کو بے قلبِ شاد دی
دھنعتاً مَدَحْ حیدر کو خن کی داو دی
عرصہِ محشر میں میرے پوچھنے سے پپتھر
خازنِ جنت نے مجھ کو خود مبارک دی



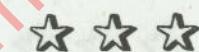
جتو میں اُس کی کب شرمندگی مل جائے گی
ہاں نئے انداز کی تابندی مل جائے گی
فلسفہ ہے بس میرے مولا کی الفت کا یہی
جو مرے گا ان پہ اس کو زندگی مل جائے گی



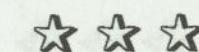
با ادب سختی ہوئی بار بھاری جائے گی
شخصیتِ عنزت سے اک اک باری باری جائے گی
جشن کا ہوگا سماں آمد پہ اُن کی خلد میں
شان سے رندانِ حیدر کی سواری جائے گی



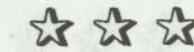
ہر چند ثانِ رخِ معصوم رہی ہے
خوشِ رنگی کی معراج سے محروم رہی ہے
ہے نقشِ کف پا مرے مولا کا یقیناً
جُھک کر جسے یہ قوسِ قزح چوم رہی ہے



منکشف تر رمزِ بود و هست ہوتی جائے گی
مستقل ہشیارِ چشمِ مست ہوتی جائے گی
رفعتِ کروارِ حیدر پر کریں گے جتنا غور
آسمانوں کی بلندی پست ہوتی جائے گی



ہاتھ اُس کے علم و حکمت کا خزینہ آگیا
زندہ رہنے کا زمانے میں قرینہ آگیا
شخصیت کا حیدرِ صدر کی ہے ادنیٰ یہ فیض
جس نے ان پر جان دے دی اس کو جینا آگیا



نہ تیرے کان میں اہلِ بُغَا کا شور آئے
نہ زیر کرنے تجھے کوئی شاہ زور آئے
علیٰ کا بندہ بے دام بن جو ہے خواہش
کہ ہاتھ میں ترے عالم کی بگ ڈور آئے



مغفرت کی وہ مجھے لا کے سند تک دے گا
اپنے مولا کے پرستار کو بے شک دے گا
میں نہیں جاؤں گا لینے درِ جنت کی کلید
آکے رضوان میرے دروازہ پر دستک دے گا



پہلے قدموں میں محبت کی نگاہیں ڈال دیں
بعد اس کے حکمت و دانش کی راہیں ڈال دیں
بابِ شرِ آگی پر جیسے ہی رکھی جیں
علم نے فوراً مری گردن میں باہیں ڈال دیں



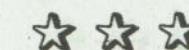
ہے غلط بالکل کہ وہ آبِ فضا کا عکس ہے
اور نہ وہ آئینہ ارض و سما کا عکس ہے
جس کو سب قوسِ قزح کے نام سے کرتے ہیں یاد
وہ میرے مولا کے دامانِ عبا کا عکس ہے



بیان کرتا ہوا مرتضیٰ کی شانِ جھکا
گیا رکوع میں اور صورتِ کمانِ جھکا
درِ علومِ الہی پر بارہا افسر
برائے سجدہ تعظیمِ آسمانِ جھکا



اس کی تجلیات کا وہ رنگ بھی نہیں
وہ طور وہ طریقہ نہیں ڈھنگ بھی نہیں
یہ کیا کرے گا مولا علیٰ کا مقابلہ
سورج تو ان کے نور کا پاسنگ بھی نہیں



منفردِ انجمن آرائی نظر آتی ہے
 ایک ایک حور تماشائی نظر آتی ہے
 میں سرِ دشتِ نجف آگیا جب تو مجھ کو
 باغِ فردوس کی رعنائی نظر آتی ہے



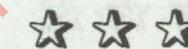
قابلِ رشکِ بصیرت وہ بصارت کر لے
 پیدا تھیصِ محسن میں مہارت کر لے
 جو یہ چاہے کہ پڑھیں اس کی نگاہیں بھی نماز
 وہ رخِ حیدرِ صدر کی زیارت کر لے



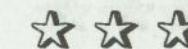
یک لخت جس طرح گلِ حُسن عمل کھلے
 بے ساختِ بروئے ہمہ بر محل کھلے
 خُوشبو سے اُس بشر کی معطر ہے میرا دل
 آمد سے جس کی کعبے کے دل کا کنوں کھلے



پے حصولِ سکون و قرار کھینچا ہے
 وفا کا نقشِ بصد اعتبار کھینچا ہے
 ستائے کس طرح دشمن کہ اپنے چاروں طرف
 علیٰ کے نام کا میں نے حصار کھینچا ہے



گردوں کو ادب سے نگرانِ دیکھ رہا ہوں
 خم بلکہ جیں دو جمالِ دیکھ رہا ہوں
 چوکھٹ ہے علیٰ کی یہ یقیناً جو یہاں میں
 جبریل کے سجدوں کے نشاں دیکھ رہا ہوں



حقیقت آشنا دل کی کملانی ہوتی جاتی ہے
 بقا انجام اُن کی عمرِ فالی ہوتی جاتی ہے
 جو انساں مرتے جاتے ہیں علیٰ کی راہِ الفت میں
 فد اُن پر حیاتِ جاودا نی ہوتی جاتی ہے



آنگوش میں جو بندہ یزداں صفات ہے
قبضہ میں گویا مملکتِ شش جہات ہے
بیتِ خدا کے دل کی کلی کیوں کھلے نہ آج
پاس اُس کے کائنات کی کل کائنات ہے

☆☆☆

مت، راہِ اشتیاق میں قدموں کو نست کر
بیدار رکھ دماغ کو اور دل کو چست کر
مولودِ کعبہ جو ہے اُسے مان کر امام
اپنی نمازِ عشق کا قبلہ درست کر

☆☆☆

علیٰ کا نام مجھے جان سے بھی پیارا ہے
غروب ہونے سکے جو یہ وہ ستارہ ہے
چھڑا سکے گا کوئی مجھ سے کس طرح یہ نام
کہ مجھ کو اس کے لیے موت بھی گوارہ ہے

☆☆☆

پڑھ کر دُرودِ کم نظری کو بھگایا ہے
سوئے ہوئے شعور کو اپنے جگایا ہے
پہاں حقیقتِ مجھے آئیں نہ کیوں نظر
خاکِ نجف کا آنکھوں میں سُرسہ لگایا ہے

☆☆☆

شوق کے ہاتھوں پریشان ہوا جاتا ہے
اور تصدقِ علیٰ الاعلان ہوا جاتا ہے
اس قدر بھائی ہے رنگینِ صحرائے نجف
بان غریب نہ کریں ہوا جاتا ہے

☆☆☆

ہو گئی حسنِ حقیقت کی کمالی روشن
نسبتاً اور بھی راہِ ہمہ دانی روشن
جلوہِ روئے علیٰ دل میں سمایا جتنا
ہو گئے اُتنے ہی قرآن کے معانی روشن

☆☆☆

گو منفرد امیر تھے اور خوش نصیب تھے
وہ اس جہاں میں فقر کے لیکن نقیب تھے
عمر اپنی پوری نانِ جویں پر گزار دی
مولہ ہمارے کتنے عجیب و غریب تھے

☆☆☆

بعد فهم و سکون و صبر و اطمینان دیتا ہوں
میں اپنے روئے ایماں کو نزالی شان دیتا ہوں
یہی تو ہے ثبوتِ زندگی جاوداں میرا
کہ میں حسنِ علیٰ مرتضیٰ پر جان دیتا ہوں

☆☆☆

خون سے پُر اپنے ستم گر کے پیالے کر دوں
اور وفاداروں میں تقسیم اجائے کر دوں
ہے یہ ارمائ کہ رگِ جاں کو علیٰ کی خاطر
دوڑ کر خجھر قاتل کے حوالے کر دوں

☆☆☆

مُلک پاکیزگی فکر کی شاہی مل جائے
اور شاہی بھی تجھے لا متناہی مل جائے
آنکھ میں خاکِ نجف کا جو لگائے سرمه
تجھ کو بھی نعمتِ شائستہ نگائی مل جائے

☆☆☆

اور ہے احوال کی خوبیِ زُبُونی اور ہے
ظاہری شان اور حُسنِ اندرولی اور ہے
اور ہیں افکار کی پستی کے افسانہ نویس
اور خطیبِ منبرِ اوجِ سُلُونی اور ہے

☆☆☆

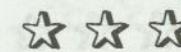
روئے تحریب کا دلدادہ نہیں ہو سکتا
اس قدر وہ ورق سادہ نہیں ہو سکتا
ترک کرنے کے لیے عشقِ علیٰ کو مومن
کسی قیمت پر بھی آمادہ نہیں ہو سکتا

☆☆☆

اگر اس نور سے معمور وہ اک بار ہو جائے
تو دنیا کے لیے صد مطلع انوار ہو جائے
ہو صحت یا بِ گلی طور پر روح عمل تیری
علیٰ کے عشق میں گر دل ترا بیمار ہو جائے



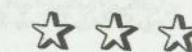
نظرِ حُسن میں اک حُسن جلی ہوتا ہے
اُس کا تو تابعِ معمل بھی وَلی ہوتا ہے
پورے ایمان کی مل جاتی ہے اُس سے دولت
حق نما کتنا یہ اک لفظِ علیٰ ہوتا ہے



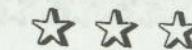
جس کا دل عاشقِ سلطانِ اُمّہ ہوتا ہے
وہی وارفتِ مولودِ حرم ہوتا ہے
بالغُوم اس کو ہی ملتی ہے مئے حبِ علیٰ
جس پر اللہ کا مخصوص کرم ہوتا ہے



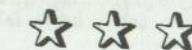
اعجاز نہ ہو جس میں وہ قرآن نہیں ہوتا
معیوب نہایتہِ یزداں نہیں ہوتا
ہوتی نہیں جس کو شہرِ مرداں سے محبت
وہ شخص کبھی صاحبِ ایمان نہیں ہوتا



رتبہِ حیدرِ صدر کو وہی جانتا ہے
وہی دنیا میں انہیں حق کا ولی مانتا ہے
ہو گئی معرفتِ احمدِ مرسل جس کو
بس وہی ذاتِ یادِ اللہ کو پچانتا ہے



تو جو فرمودہِ معبدو پر عامل ہو جائے
الفتنِ حیدرِ کردار کا حامل ہو جائے
حقِ شناسی کا تجھے فیض ملے پھر اتنا
کہ تو عارف ہی نہیں عارفِ کامل ہو جائے



کیا کوئی سمجھے گا اس کو کہ کہاں رہتا ہوں
ہے جمال نور کی برسات وہاں رہتا ہوں
اس کو اربابِ وفا کہتے ہیں صحرائے نجف
آسمان جس کی زمیں ہے میں وہاں رہتا ہوں

☆☆☆

اس کی آنکھوں کو حقیقت میں بصارت مل گئی
سینہِ مردہ کو ایماں کی حرارت مل گئی
جس کے دل میں آبیٰ حُبِ علیٰ مرتضیٰ
یوں سمجھئے اس کو جنت کی بشارت مل گئی

☆☆☆

میزانِ حق میں عیب و ہنر تو تا ہوا
زندہ حقائق کے گر روتا ہوا
دیکھا علیٰ کو جس نے بھی مصروفِ گفتگو
قرآنِ اُس کو آیا نظر بولتا ہوا

☆☆☆

کرو گر غور تو حُسنِ معافی اُس میں سارا ہے
یہ اندازِ نظرِ اہلِ خرد کو دل سے پیارا ہے
علیٰ کو شیرِ حق کہنا خردمندوں کی نظروں میں
بڑا موزوں، نہایت خوبصورت استعارہ ہے

☆☆☆

مرتبہ ایک تجھے ارفع و اعلیٰ مل جائے
رشک جس پر کرے سورج وہ اجلال مل جائے
لکھ دے تحریرِ غلامی تو ولیٰ حق کو
گر یہ خواہش ہے کہ جنت کا قبلہ مل جائے

☆☆☆

ہمیشہ حُسنِ عقیدت سے کام لیتا ہوں
شرابِ الفتِ حیدر کا جام لیتا ہوں
رہ عمل میں قدم جب بھی ڈگنگاتا ہے
علیٰ کے دامنِ اقدس کو تحام لیتا ہوں

☆☆☆

علیٰ کے ہجر میں جو محو یاس رہتا ہے
وہ دور ہوتے ہوئے ان کے پاس رہتا ہے
شکفتگیِ رارم ہے اُسی کی قسمت میں
جو دل فراقِ نجف میں اداس رہتا ہے

☆☆☆

کسی لطیف شجر کا شر نہیں ہوتا
اور اپنی اصل سے وہ باخبر نہیں ہوتا
جو اپنے دل میں رکھے دشمنیِ شاہِ نجف
اُس آدمی کا نسب معتبر نہیں ہوتا

☆☆☆

دین، پناہی، حق رسی، صدق آشنائی، مل گئی
مشیں احمد، خلق کی فرمانروائی مل گئی
خوبیاں اتنی ملیں حیدر کو جب اللہ سے
پھر تعجب کیا اگر مشکل کشائی مل گئی

☆☆☆

جیسے دُرودِ اسم رسولِ خدا کے ساتھ
مربوط ہے یہ نامِ شہزادی کے ساتھ
آتا نہیں یہاں کسی فردِ بشر کا نام
لفظِ علیٰ ہی چلتا ہے مشکل کشا کے ساتھ

☆☆☆

جس قدر در کا تھی اُتنی بڑائی مل گئی
گویا ہفت اقلیم کی فرمانروائی مل گئی
ہو گیا دنیا کی ہر اک چیز سے میں بے نیاز
عشقِ حیدر کیا ملا ساری خدائی مل گئی

☆☆☆

آلِ نبی و فخرِ صحابہ آئے
حسینِ خوش اطوار کے بیا آئے
اترے جو علی اُس میں تو بولا کعبہ
صد شکر مرے قبلہ و کعبہ آئے

☆☆☆

پلیاں کبھی کوئی سمندر نہیں ہوتا
 بے عشق بُیداللہ قلندر نہیں ہوتا
 رکھتا نہیں جو الفتِ حیدر کا خزانہ
 وہ شخص نصیبے کا سکندر نہیں ہوتا

☆☆☆

قیمت کی احتیاج نہ بیانہ چاہیے
 ہاں جذبہ خلوص کا نذرانہ چاہیے
 بہر شرابِ عشقِ علیٰ ولی فقط
 قلبِ وفا شناس کا پیانہ چاہیے

☆☆☆

جس میں ہوں سارے محسن وہ ولی ہوتا ہے
 حاملِ نذرتِ اوصافِ جلی ہوتا ہے
 حسن کے ایک بھی رخ سے نہیں ہوتا محروم
 خوبیاں جس میں ہوں ساری وہ علی ہوتا ہے

☆☆☆

والی اُسے کہتے ہیں ولی کہتے ہیں
 مجموع آیاتِ جلی کہتے ہیں
 کہتے نہیں ہم لوگ علیٰ کو اللہ
 اللہ کو البتہ علیٰ کہتے ہیں

☆☆☆

اُسے شعور فزوں از قیاس ہوتا ہے
 جو لازمی ہے وہ فن اُس کے پاس ہوتا ہے
 وہی سمجھتا ہے دُرِّ نجف کی قیمت و قدر
 جو اس جہان میں گوہر شناس ہوتا ہے

☆☆☆

کم ظرف کوئی مرد قلندر نہیں ہوتا
 تنگی کا گزر بحر کے اندر نہیں ہوتا
 کیوں قلب نہ ہو عاشقِ حیدر کا کشادہ
 وسعت نہ ہو جس میں وہ سمندر نہیں ہوتا

☆☆☆

جو فرضِ منصبی ہے خوب اسے پہچان کر لئے
اور اپنی جان کی بازی لگانے جان کر لئے
لگے جب کفر کے فتوے تو جو حیدر کے تھے عاشق
روہ عشقِ ولی میں اور سینہ تان کر لئے



آفاق کے محدود نظارے نہیں ہوتے
محدود بھی نور کے دھارے نہیں ہوتے
حیدر کے محسان کا ہو کس طرح احاطہ
جو گھن لئے جائیں وہ ستارے نہیں ہوتے



چشمِ حق میں اک مقامِ عارفانہ مل گیا
ختمِ جو ہوتا نہیں وہ آب و دانہ مل گیا
دولتِ عشقِ علی قبضہ میں جس کے آگئی
سب خزانوں سے بڑا اس کو خزانہ مل گیا



فضا جذبات کو کچھ اور دل آویز ملتی ہے
نظر جو شاخ آتی ہے وہی گلریز ملتی ہے
علیٰ کے عشق پر لگتا ہے جب بھی کفر کا فتوی
میرے رخشِ وفا کو اور بھی مہیز ملتی ہے



من جائے وہ غذاۓ جنم جو غیر ہو
احباب کے غائب میں جنت کی سیر ہو
دہقی ہے میرے لب پر ہیشہ بھی وعا
یا ربِ علی کے چاہنے والوں کی نیز ہو



اب طلاقِ دل میں شوق کی صورت نہیں رہی
اچھی لگے جو دل کو وہ صورت نہیں رہی
حبتِ علیٰ کے بعد کسی چیز کی مجھے
چ پوچھئے تو کوئی ضرورت نہیں رہی



اُس کو ساری دولتِ حق آشنائی مل گئی
خوش نگاہی، پاک بازی، پارسائی مل گئی
جس نے دنیا ترک کر دی بابِ حکمت کے لئے
اس کو زندانِ جہالت سے رہائی مل گئی



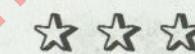
بندہِ مخصوصِ حق ہیں منفرد انساں ہیں
محشرِ خاموش ہیں اور بولتے قرآن ہیں
حیدر صدر بقول حضرت ختم الرسل
سر سے لے کے پیر تک ایمان ہی ایمان ہیں



وہاں تاریکیٰ پیغم کا بسیرا دیکھا
اور بچے علمیٰ کو ڈالے ہوئے ڈیرا دیکھا
رہی جس دل کی فضا حُبِ علیٰ سے خالی
اُس میں ہر سمت گھٹا ٹوپ اندھیرا دیکھا



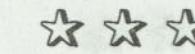
شاستگیٰ فکر سر بزم چاہیے
اور رزگہ میں حوصلہ رزم چاہیے
تیغِ انگنی کے واسطے چ تو یہ ہے کہ بس
شیرِ خدا سا مردِ اولیٰ العزم چاہیے



اک طرح دشمن کی بیماری کا چارہ کر گئیں
اور یہ اللہ کی جانب بھی اشارہ کر گئیں
جنگ کرنے جو بھی آیا سامنے فوراً اسے
بولتے قرآن کی ضربیں پارہ کر گئیں



عداوت سے وہ درس حوصلہ افزائی لیتے ہیں
تو ویرانوں سے کارِ انجم آرائی لیتے ہیں
محبت پر علیٰ کی جب کوئی مطعون کرتا ہے
مرے جذبے نے انداز سے انگڑائی لیتے ہیں



حقيقتاً جسے حق سے شعور ملتا ہے
 اُسے کمالِ بصیرت ضرور ملتا ہے
 چراغِ حب علی جس کے دل میں روشن ہو
 قدمِ قدم پر اُسے سیلِ نور ملتا ہے
 ☆☆☆

عبد میں معبد کی جب رونمائی ہو گئی
 عام پھر کیفیتِ حق آشنا ہو گئی
 سلفتے آئے علی تو کور چشموں کے سوا
 ان کی صورت پر فدا ہماری خدائی ہو گئی
 ☆☆☆

تو جو رفت سے ہو مربوط تو اعلیٰ ہو جائے
 تجھ کو جی معرفتِ عالم بالا ہو جائے
 اُس میں گر آئے نکلِ حُتبِ علی کا سورج
 گوشہ گوشہ میں تیرے دل کے اجالا ہو جائے
 ☆☆☆

تغیر آشنا افلان کا احوال ہو جائے
 نکل آئے تو پستی سے بلندِ اقبال ہو جائے
 فراست سے اگر لے کام تو میری طرح تو بھی
 علی کے عشق کی دولت سے ملامل ہو جائے
 ☆☆☆

مشهد اُس شخص کی حق آشنا ہو گئی
 ہر عمل میں اُس کے پیدا پارسلانی ہو گئی
 دور اس سے ہو گئیں کردار کی سب خامیاں
 جس کی بابِ شرِ حکمت تک رسائی ہو گئی
 ☆☆☆

آہی کا طرزِ تھفر تو عاقلانہ ہے
 ویس تو معرفت و علم کا تھکانہ ہے
 ہے جس دماغ میں روشن چراغِ حُتبِ علی
 اُسی میں ندرتِ افکار کا خزانہ ہے
 ☆☆☆

اپنا ہو کہ بیگانہ دیوانہ کے فرزانہ
کھتا نہ کوئی اُس کو توحید کا کاشانہ
حیدر کا زچہ خانہ بتا نہ اگر افر
”رہ جاتا یونہی کعبہ بت خانے کا بت خانہ“

☆☆☆

قدم قدم پہ اُسے خلد سے قریب کرے
ہر ایک صاحبِ اوراک کا رقیب کرے
اُسی کا حق ہے جو کملائے مردِ خوش قسمت
خدا علیؐ کی محبت جسے نصیب کرے

☆☆☆

دین میں اس کو نمایاں سحر و شام رکھا
خاص اعزاز سے دنیا میں سرِ عام رکھا
شکلِ انساں میں ایمان ہوا جب ظاہر
اس کا خود قادرِ مطلق نے علیؐ نام رکھا

☆☆☆

لب پہ جب نام شہنشاہِ حنین آتا ہے
نورِ حق دل میں بصدِ زینت و زین آتا ہے
اُس کا الفاظ میں اظہار نہیں ہو سکتا
یا علیؐ کرنے سے جو روح کو چین آتا ہے

☆☆☆

یادِ مجھ کو پھر روشن اپنی پرانی آگئی
اک نئی دریائے الفت میں روانی آگئی
دفعتاً تازہ ہوا حبِ علیؐ کا ولولہ
کفر کے فتوؤں سے ایمان پر جوانی آگئی

☆☆☆

بیٹا ابو طالب کا حسین کا بیبا ہے
ہے آلِ محمد کی اور فخرِ صحابہ ہے
حیدر جسے کہتے ہیں گر غور کرو تو وہ
قبلہ کا تو قبلہ ہے اور کعبہ کا کعبہ ہے

☆☆☆

جو تو دل سے غلامِ حیدر کرّار ہو جائے
 تیری تقدیرِ خفتہ یک بیک بیدار ہو جائے
 اُسی کو صحتِ افکار ملتی ہے فقط ہدم
 علیٰ کے عشق میں جو آدمی بیمار ہو جائے



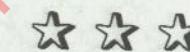
درِ حق سے سندِ ناصیہ فرسانی لی
 لبِ جریل سے دادِ سخن آرائی لی
 بن گئی قوسِ قزح مدحِ علیٰ کی فوراً
 جذبہ دل نے مرے جیسے ہی انگڑائی لی



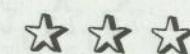
مردہ دل کے لیے پیغامِ حیات آتا ہے
 لئے ہمراہ عزائم کی برات آتا ہے
 یا علیٰ کہنا ہی اک ایسا عمل ہے جس سے
 ڈمگاتے ہوئے قدموں میں ثبات آتا ہے



ذہن اُس شخص کا بیمار ہے ناکارہ ہے
 کلمہ گو۔ سسی، پر جمل کا وہ مارا ہے
 جو درِ علم کو رکھتا نہیں منظورِ نظر
 مذہبی طور پر وہ آدمی آوارہ ہے



یونہی یہ مععرضِ بے شعور جائز ہے
 کہ جس طرح سے شرابِ طہور جائز ہے
 اگرچہ دوسری باتوں میں ہے وہ ناجائز
 علیٰ کے عشق میں لیکن غور جائز ہے



جو ان کا دوست ہے وہ صاحبِ اوراک ہوتا ہے
 جو دشمن ہے وہ از روئے خرد نیاک ہوتا ہے
 علیٰ کے بغض کا آغاز جس کے دل میں ہو افسر
 ہر ایسے شخص کا انجام عبرت ناک ہوتا ہے



ہمیشہ دولتِ ایمان سے ہمکنار رہا
 محبتِ شہ مروان میں بے قرار رہا
 بدل سکے نہ مظالم ہمارے دل کی فضا
 علیٰ کے عشق کا موسم سدا بھار رہا



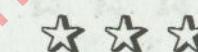
یہ قولِ حق شبِ ہجرت سنائی دیتا ہے
 اور ایک دعوتِ حق آشنائی دیتا ہے
 وہی ہے نائبِ احمد جو کافروں تک کو
 تمام رات پیغمبرِ دکھانی دیتا ہے



بیِ عام سے پیغمبرِ جلیل بنے
 وجودِ حق کی بڑی مستند دلیل بنے
 یونہی نہیں ہوئے اتنے عظیم ابراہیم
 بنایا مولدِ حیدر تو وہ خلیل بنے



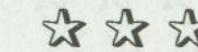
منے عرفان سے جو پُر ہے وہ پیانہ بنایا ہے
 خدائے لَمَ يَلِدِ کا خاص کاشانہ بنایا ہے
 ملے غُلت کا تمغہ کیوں نہ ابراہیم کو افسر
 انہوں نے میرے مولا کا زچہ خانہ بنایا ہے



کوئے شرِ نبوی مصر کا بازار بنے
 مالکِ ارض و سما اُس کا پرستار بنے
 شبِ ہجرت ہے فقط خوابِ علیٰ کی تعبیر
 یعنی وہ سونا خدا جس کا خریدار بنے



اس کا قائل جو بھی ہے اُس کی نرالی شان ہے
 اس میں مضرِ زندگی ہے زندگی کی آن ہے
 اے عزیزِ من میں اس نعرہ کو کیسے چھوڑ دوں
 یا علیٰ کہنا تو میرے دین کی پچان ہے



خوف سے ہر اک قدم ظالم کا بھاری ہو گیا
اس لیے کہ موت کا فرمان جاری ہو گیا
ہبیتِ شیرِ الٰہی دیکھتے کے ساتھ ہی
پیکرِ مرحب پہ اک لرزہ سا طاری ہو گیا



ہے جو بالکل منفرد وہ بادشاہی مل گئی
راستِ بازانِ جہاں کی بکھلاہی مل گئی
کیا یہ کم خوبی ہے کہ حیدر کو بعدِ مصطفیٰ
خاندانِ اولیاء کی سربراہی مل گئی



وہ بے نیاز جس کو بھی یہ فخر و ناز دے
کر دے بلند رتبہ مقامِ فراز دے
چاہے جسے بنا دے علیٰ کا غلامِ خاص
مختارِ کُل ہے وہ جسے چاہے نواز دے



پل بھر میں انتہائی بلندی پہ چڑھ گئی
اور ہر قدم پہ سورہ وَالْفَتْح پڑھ گئی
خندق کے روز شیرِ الٰہی کی ایک ضرب
رتبه میں دو جہاں کی عبادت سے بڑھ گئی



یہ ہی نہیں کہ زینتِ میدانِ حرب تھی
دھومِ اُس کے مرتبہ کی سر شرق و غرب تھی
جو دو جہاں کی جملہ عبادت سے ہو سوا
خندق میں وہ علیٰ کی فقط ایک ضرب تھی



معترفِ توحید کا وہ بندہ یزاداں نہیں
منکرِ اسلام ہے اور قائلِ قرآن نہیں
ہیں سرپا جب علیٰ ایمان تو ظاہر ہے پھر
جس کے یہ صاحب نہیں وہ صاحبِ ایمان نہیں



یہ کبھی بیزار و نفرت خیز ہوتا ہی نہیں
خیر کا عادی ہے شر انگیز ہوتا ہی نہیں
میرے دل میں حُبِ حیدر کی ہے گنجائش بہت
یہ وہ پیانہ ہے جو لبریز ہوتا ہی نہیں



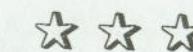
حاصل اُسے مدارجِ ایمان ہی نہیں
اُس پر عیاں حقیقتِ قرآن ہی نہیں
ایمانِ کُل سے جس کا تعلق نہیں کوئی
وہ آشناَ لذتِ ایمان ہی نہیں



جمالت آشنا ذہنوں پر وہ قربان ہوتا ہے
اُسکے سرمایہ باطل عزیز از جان ہوتا ہے
علیٰ کے مرتبہ کا ہو نہیں سکتا کبھی قائل
وہ جس کی فکر میں تندیب کا فقدان ہوتا ہے



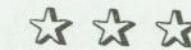
میدانِ حرب و ضرب کا واحد وہ مرد ہے
ہیبت سے اُس کی، چہرہ خورشید زرد ہے
حیدر کی ایک ضرب ہے وہ جس کے سامنے^{*}
مجموعِ عبادتِ کونین گرد ہے



جانبِ دوزخ روں ہر ایک مردِ بد ہوا
تفقِ حیدر سے دو ٹکڑے دشمنِ احمد ہوا
حیدری ضربت کے ہیں ادنیٰ سے یہ سارے شکار
مرحب و عنتر ہوئے، عمر و ابن عبدِ وود ہوا



ونفتاً برباد عزّتُ أُنَّ کی ساری ہو گئی
کافری آمادهٗ سجدہ گزاری ہو گئی
کیوں نہ ہوں کعبہ کے بت گر کر زمیں پر سجدہ ریز
ہیبتِ شیرِ خدا جو أُنَّ پر طاری ہو گئی



تیرے باعثِ صاحبِ اجلال و صولت ہو گیا
 مالکِ عزٰز و وقار و حُسن و دولت ہو گیا
 بن کے مولد ان کا حیدر سے کما کعبہ نے یہ
 قبلہ کو نین میں تیری بدولت ہو گیا

☆☆☆

وہی کیا چیز ہے قرآن کے کہتے ہیں
 کون مومن ہے مسلمان کے کہتے ہیں
 ہر کل ایمان سے نہیں آپ کا جب ربط کوئی
 آپ کیا جانیں کہ ایمان کے کہتے ہیں

☆☆☆

حیثیت میری جو تھی بہتر سے بہتر ہو گئی
 اونج وہ مجھ کو ملا کہ تیری ہمسر ہو گئی
 اُترے کعبہ میں علیٰ تو چرخ سے بولی زمیں
 مرتبہ میں آج میں تیرے برابر ہو گئی

☆☆☆

جو تجھ کو حاملِ فکر و شعور رہنا ہے
 جبیں جھکائے نبی کے حضور رہنا ہے
 تو شخصیت سے علی کی قریب تر ہو جا
 اگر عذابِ الہی سے دور رہنا ہے

☆☆☆

ہر ذرہ نجم بن گیا وہ کہشان بنی
 نورانیت کی ہوش ربا داستان بنی
 تیرہ رجب کو نکلا جو کعبہ کی اُٹ سے
 اُس چاند کی چمک سے زمیں آسمان بنی

☆☆☆

رونقِ محفل بنا اور جانِ محفل ہو گیا
 واقعی ہر حیثیت سے اب میں کامل ہو گیا
 گود میں پاکر علیٰ کو بولا یہ کعبہ کو آج
 خود کو میں قبلہ کملوانے کے قابل ہو گیا

☆☆☆

کوئی ہے عراقی ہے کہ شامی لکھ دے
دے کر علم حق کو سلامی لکھ دے
حریتِ افکار ملے تجھ کو ابھی
حیدر کو اگر خط غلامی لکھ دے

☆☆☆

کام اپنے کرم ہی سے فقط بیجھے گا
یعنی ہمیں مایوس نہیں کیجھے گا
مولانا یہ یقین ہے کہ سرِ محشر آپ
فردوس کا پروانہ ہمیں دیکھئے گا

☆☆☆

نظر کے سامنے گر منزل بلند آئے
تو کیوں نہ جوش میں عرفان کا سمند آئے
جب اُس کا دیکھنا معبود کی عبادت ہے
علیٰ کا چہہ ہمیں کیوں نہ پھر پسند آئے

☆☆☆

گر نظر آئے کوئی نفسِ پیغمبر لائے
اپنے کاندھوں پر نہیں سر پر بھاکر لائے
رفعتِ علم و عمل میں ندرتِ گفتار میں
ہے اگر کوئی تو حیدر کے برابر لائے

☆☆☆

اک مکمل ضابطہِ مددِ مقابل ہو گیا
جب تو پشمردہ رخِ اربابِ باطل ہو گیا
خانہِ معبود میں حیدر تو کیا پیدا ہوئے
صورتِ انسان میں قرآن نازل ہو گیا

☆☆☆

محبوب تھی جو شے وہی دراصل آگئی
کعبہ کے کان میں خبرِ وصل آگئی
وارد ہوئے علیٰ ولی اس میں دعطاً
فصلِ بہار آج بلا فصل آگئی

☆☆☆

قرارِ روح و دل و جسم و جاں ملنے نہ ملے
کسی بھی سمت سے کوئی اماں ملنے نہ ملے
نجف کی خاک کا ذرہ ہوں مجھ کو کیا پروادہ
دیارِ خلد میں کوئی مکان ملنے نہ ملے

☆☆☆

میانِ منزلِ روزِ جزا بھگتی ہے
پڑے گی جو بھی بحکمِ قضا بھگتی ہے
ہمیں تو ملنا ہے اجرِ محبتِ حیدر
عدد کو اپنے کئے کی سزا بھگتی ہے

☆☆☆

کھلا کے زمانے سے خوش اسلوب گیا ہوں
اور ہو کے خدا والوں میں محسوب گیا ہوں
کوثر کا کنارہ مرے ہاتھ آئے نہ کیونکر
ہیں عشقِ یُداللہ میں جو ڈوب گیا ہوں

☆☆☆

عالم میں تھے سرپا تجھل رسولِ پاک
ایمان و آگی کا تمول رسولِ پاک
اور اس جہانِ زیست میں از فرق تا قدم
مولائے کائنات تھے بالکل رسولِ پاک

☆☆☆

حقیقت جو ہے وہ بالکل نہیں اس سے جدا گلتی
ہے بس اہلِ وفا کو اس میں ہی شانِ وفا گلتی
نبی نے جس کو فرمایا وہی ہے جانشیں اُن کا
کہیں گے ہم یہی، پوچھو جو تم، ہم سے خدا گلتی

☆☆☆

تو خود کو سمجھتا ہے جو خوش ذوق پن لے
با جذبِ اخلاص و بصدِ شوق پن لے
مل جائے تجھے نعمت آزادی افکار
حیدر کی غلامی کا اگر طوق پن لے

☆☆☆

بلا سے، شاخ کوئی اب بہے نہ بہے
اور اس میں پھول طرب کا کھلے کھلے نہ کھلے
شرابِ حُبِّ علیٰ پی چکے سب اہلِ ولا
اب اُن کو بادہ کوثر ملے ملے نہ ملے

☆☆☆

وہ لطف و سعیت بحرِ علوم لیتے ہیں
پھر اُس کی حق سے جزا بالعموم لیتے ہیں
منے ارم کی انیں آرزو نہیں رہتی
علیٰ کے نقشِ قدم کو جو چوم لیتے ہیں

☆☆☆

جو پنج تباوں تو ربِ علیٰ ہی حافظ ہے
جمال میں ملک روز جزا ہی حافظ ہے
عدوے مصحفِ ناطق ہے گر کوئی حافظ
تو اس کے علم و عمل کا خدا ہی حافظ ہے

☆☆☆

مولہ کے ہر منگ پہ اس کی نگاہ ہے
وہ حقِ عاشقانِ ولایت پناہ ہے
جنت ہے جس کا نام عزیزانِ محترم
حیدر کے وہ غلاموں کی تفریغ گاہ ہے

☆☆☆

جو بات کہہ رہا ہوں میں نتیجہ شعور ہے
بنے ہیں جس سے مرتضیٰ وہ کبریا کا نور ہے
ہے اس قدر خبر مجھے اور اتنا جانتا ہوں میں
علیٰ تو ہوں نہ ہوں خدا، خدا علیٰ ضرور ہے

☆☆☆

صورتِ مجھے تسلیم کی دکھائی دی ہے
آواز بھی ہاتھ کی سنائی دی ہے
بنتا نظر آیا ہے مجھے کام اپنا
جب نام کی حیدر کے دہائی دی ہے

☆☆☆

اس کے علاوہ کب کوئی تدبیر چاہیے
بس ایک ہی یہ خوبی تقدیر چاہیے
جنت میں داخلہ کے لیے اے عزیز من
مولانا علیؑ کے ہاتھ کی تحریر چاہیے

☆☆☆

خوشا نصیب کہ اہل ولا سمجھتے ہیں
مقام و مرتبہ مرتضی سمجھتے ہیں
جو پیچے میں عشق علیؑ کے جام اے دوست
وہ رند بادہ کوثر کو کیا سمجھتے ہیں

☆☆☆

جو کچھ رہی ہے حق کی انا کر رہا ہوں میں
باطل کے حامیوں کو فنا کر رہا ہوں میں
دھڑکن منافقین کے دل کی نہ کیوں ہو بند
مولانا علیؑ کی کھل کے شفاء کر رہا ہوں میں

☆☆☆

گرچہ رہ رو پہ بہت وقت کٹھن آتا ہے
اور ہر لمحہ لئے رنج و محن آتا ہے
سیدھی جاتی ہے مگر رگذرِ عشق علیؑ
اس کے آخر ہی میں جنت کا چمن آتا ہے

☆☆☆

نمایاں یا علیؑ اپنا جمال رکھے گا
ہماری سمت رخ بے مثال رکھے گا
بروزِ حشر نہ رہ جائیں دید سے محروم
ہم آپؑ کے ہیں ہمارا خیال رکھے گا

☆☆☆

منِ جانب حق کوئی نوشۂ نہیں رکھتا
اور دے جو گواہی وہ فرشۂ نہیں رکھتا
وہ کفرِ مکمل ہی کا ہوگا کوئی شیدا
ایمانِ مجسم سے جو رشتۂ نہیں رکھتا

☆☆☆

فروزاں اپنے کرم کا سراج رکھئے گا
ہمارے فرق پہ جنت کا تاج رکھئے گا
ہر ایک دوست کو پہنچا کے خلد میں مولا
تمام چاہئے والوں کی لاج رکھئے گا

☆☆☆

وہی تو جامِ مئے خوشنگوار پیتا ہے
اور اپنے جامہِ عز و شرف کو سیتا ہے
نہ پوچھو بازیِ ایمان جیتی ہے کس نے
علیٰ پہ مرتا تھا جو آدمی وہ جیتا ہے

☆☆☆

بلند جو ہوں وہ پستی سے مُس نہیں رکھتے
جو گل ہوں وہ طلبِ خار و خس نہیں رکھتے
سوا ہو تختِ سلیمان سے بوریا جن کا
وہ اقتدار کی دل میں ہوس نہیں رکھتے

☆☆☆

پنچتی کا راز طشت از بام ہو کر رہ گیا
قلعہ غنیم شکستہ جام ہو کر رہ گیا
شیر یزدگار نے کیا جب اس پہ حملہ یک بیک
باب خیر لرزہ برانداز ہو کر رہ گیا

☆☆☆

وصف سارے میرے مولا کے رقم ہو جائیں
منتشر جتنے ہیں اجزا وہ بہم ہو جائیں
کئے جاؤں گا فضائل میں علیٰ کے تحریر
چاہے یہ دونوں میرے ہاتھ قلم ہو جائیں

☆☆☆

صف آئینہ ایمان کئے جاؤں میں
جمع سرمایہ عرفان کئے جاؤں میں
یا علیٰ اب تو مری ایک ہی خواہش ہے فقط
دل و جاں آپ پہ قربان کئے جاؤں میں

☆☆☆

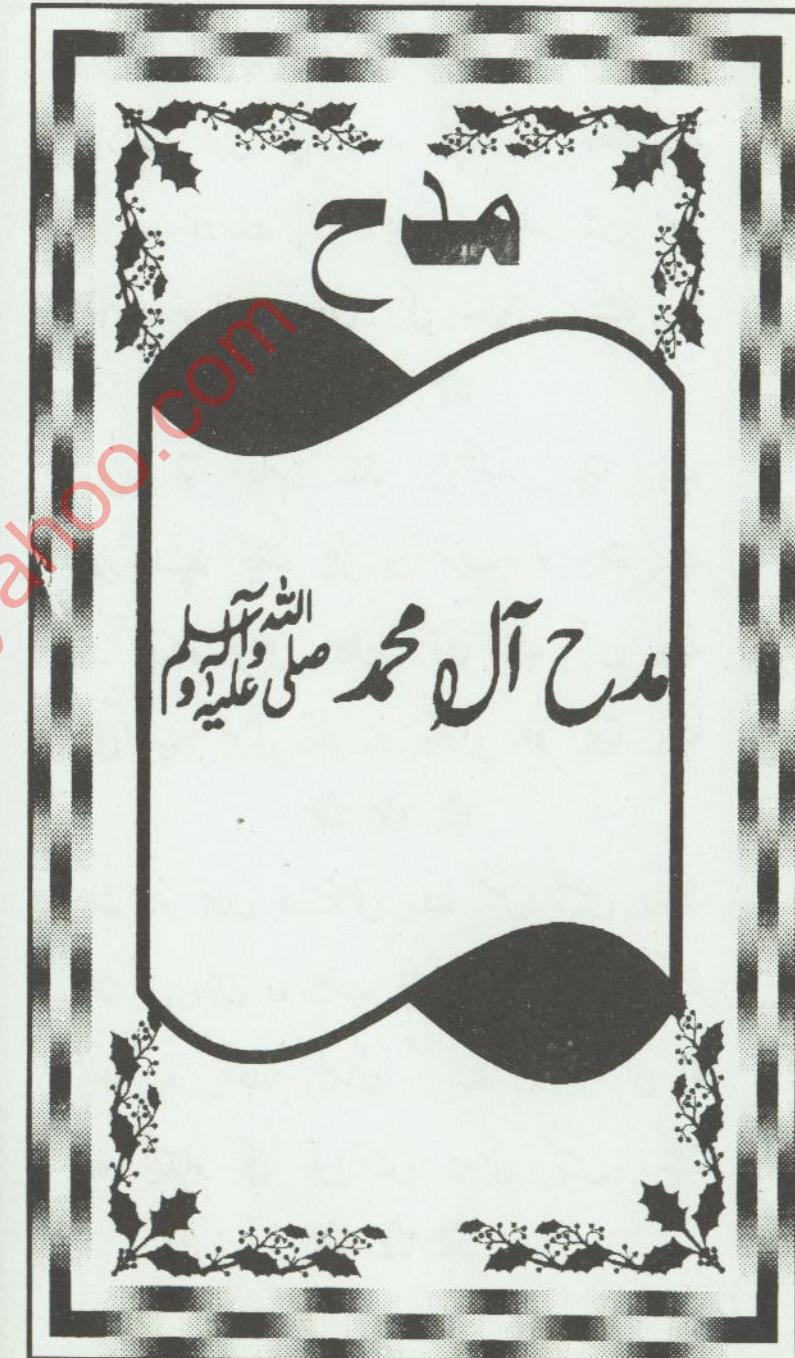
باطل اگر ہے آپ کو مرغوب جائے
بن کر جہاں سے بندہ معتوب جائے
مت بیٹھئے سفینہ آلِ رسول میں
ہے ڈوبنے کا شوق تو پھر ڈوب جائے



جو کام آئے ہر اک منزل پہ وہ سوغات ملتی ہے
بلا چون و چرا، شام و سحر، دن رات ملتی ہے
درِ آلِ محمد سے بعد لطف و کرم اَفر
زمانے کو شعورِ خیر کی خیرات ملتی ہے



حق کے معیار پہ جو فرد تھا پورا اترا
برِ خلافِ روشنِ ملتِ شوری اترا
مدحتِ پنجتنِ پاک میں جب تو اَفر
عرش سے لے کے ملکِ دُھر کا سورہ اترا



انی کے زیرِ نگیں ہر دیار لگتا ہے
وہ ان کا عمد ہے جو استوار لگتا ہے
بچائیں گے تجھے طوفان سے اہل بیت رسول
انی کا ہے وہ سفینہ جو پار لگتا ہے



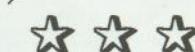
وہ دور کر کے سب اپنے عیوب جاتا ہے
کہ سوئے منزل فتح قلوب جاتا ہے
اُسی کی ناؤ تو لگتی ہے جا کے ساحل پر
جو عشقِ آلِ محمد میں ڈوب جاتا ہے



خس اذہان کی کچھ ہمت افزائی نہیں ہوتی
برائے منکر حق بزم آرائی نہیں ہوتی
در آلِ محمد پر جلی حروف میں لکھا ہے
یہاں نیاک ذہنوں کی پذیرائی نہیں ہوتی



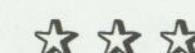
ادا فریضہ خدمت بہ شوق و ذوق کریں
پند دل سے اطاعت کا اُن کی طوق کریں
وہ اہل بیتِ محمد ہیں صرف اے افرَر
ملائکہ جنہیں جھک کر سلامِ شوق کریں



لکے میں بیٹھ جا کہ مدینے میں بیٹھ جا
شوقِ نجات لے کے تو سینے میں بیٹھ جا
بچنا ہے گر تلاطمِ میدانِ حرث سے
آلِ رسولِ حق کے سفینے میں بیٹھ جا



آل کا جس کے لیے آج ہم سایہ ہے
کل اسی کے لیے خالق کا کرم سایہ ہے
جس پہ سایہ ہے یہاں آلِ عبا کا افرَر
انبیاء کا وہی فردوس میں ہمسایہ ہے



اُس شخص سے حق ناخوش و آزدہ ہے
 قانونِ خدا اُس کا ستم خورده ہے
 کرتا نہیں جو آلِ محمد سے وفا
 زندہ بھی نظر آئے تو وہ مردہ ہے

☆☆☆

نہ صرف ذہن سے رفعِ شکوہ کرتے ہیں
 عطا گدا کو شکوہ ملک کرتے ہیں
 ہیں اہلِ بیت وہ محسن جو دشمنوں تک سے
 خود ان کے ظرف سے بڑھ کر سلوک کرتے ہیں

☆☆☆

مت جھوٹے رہبروں کا قبیلہ بنائیے
 اک مرکزِ صفاتِ جمیلہ بنائیے
 دربارِ کبیریا میں رسائی کا گر ہے شوق
 آلِ نبی کو اپنا وسیلہ بنائیے

☆☆☆

حق شناسانِ درِ خاصہ باری نکلے
 اپنے احوال پر کرتے ہوئے زاری نکلے
 جن کو سب لوگ سمجھتے تھے فرشتے افسر
 وہ درِ آلِ محمد کے بھکاری نکلے

☆☆☆

اُس کو روشنِ حق کسی پہلو نہیں آتی
 انصاف کی ہاتھِ اس کے ترازو نہیں آتی
 جو داخلِ گزارِ مودت نہیں ہوتا
 اُس شخص سے ایمان کی خوبی نہیں آتی

☆☆☆

ثناء میں ان کی مکمل جو بیت ہو جائے
 نثارِ خلدِ مشیتِ سمیت ہو جائے
 بلائیں لے ترے رخ کی جہاں عمرِ ابد
 جو تو فدائے غمِ اہل بیت ہو جائے

☆☆☆

خدا شناس جو ہو وہ دماغ ملتا ہے
 ہر ایک گام پر روشن چراغ ملتا ہے
 ہیں اہل بیتِ محمد ہی رہنمائے جمال
 انہی سے منزلِ حق کا سراغ ملتا ہے

☆☆☆

انوار نہ ہوتے خس و خاشک نہ ہوتے
 ہوتی نہ زیں اور یہ افلاک نہ ہوتے
 ملتے نہ کہیں شش جست عالم امکال
 دنیا میں اگر پنجتن پاک نہ ہوتے

☆☆☆

جو ساتھ دے پیس وہ خزینہ نہ ملے گا
 لطف و کرم شاہِ مدینہ نہ ملے گا
 کشتی سے نہ کر آلِ محمد کی کنارہ
 پھر تجھ کو کوئی ایسا سفینہ نہ ملے گا

☆☆☆

آفاقِ جہاں ہمہ دانی نہیں ملتے
 قرآن کے اسرار نہیں نہیں ملتے
 جو آلِ محمد سے گریزاں رہیں ان کو
 الفاظ تو ملتے ہیں معافی نہیں ملتے

☆☆☆

گروہِ اہلِ حق میں ہو کے وہ محسوب جاتا ہے
 جمال سے بن کے حق کا بندہ محبوب جاتا ہے
 یہ بحرِ بے کنارِ عشقِ اہلِ بیت ہے افسر
 وہی بس پار لگتا ہے جو اس میں ڈوب جاتا ہے

☆☆☆

آدمی کے پاس چاندی ہو نہ سونا چاہیے
 اور نہ سونے کے لیے اُس کو بچھونا چاہیے
 زندگی کے مرحلہ میں ساتھ ہو کچھ یا نہ ہو
 ہاتھ میں دامانِ اہل بیت ہونا چاہیے

☆☆☆

پُر سکون یہ روش گردشِ حالات کہاں
یہ تیقن کی فضائیں یہ عنایات کہاں
یوں تو اس بحرِ جہاں میں ہیں سفینے لاکھوں
کشتیِ آلِ محمد کی مگر بات کہاں



سرِ جھکائے درِ آل پر آئیے
نعمتِ خلدِ معبدوں سے پائیے
اور منظور گر یہ نہیں ہے تو پھر
آپِ دوزخ میں تشریف بے جائیے



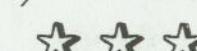
نعمت ہو جس پر کوئی یہ وہ مائدہ نہیں
اس میں کوئی اصول نہیں قاعدہ نہیں
بے حُبِّ آلِ بَيْتِ جہاں میں تمام عمر
پڑھتے رہو نماز کوئی فائدہ نہیں



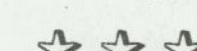
بشر کی مغفرت کا اُس میں پوشیدہ اشارہ ہے
وہ بخشش کا بہت مضبوط و متخکم سوارہ ہے
جو اہلِ بَيْتِ احمد ہیں وہ ہیں اک ایسی کشتی جو
سفینہ کا سفینہ ہے کنارے کا کنارہ ہے



علوم جس طرح محفوظ ہیں مدینہ میں
جو اہرات ہیں سارے اسی خزینہ میں
سوارِ کشتیِ آلِ نبی نہیں ہم ہی
جناب نوحؐ بھی ہیں خود اسی سفینے میں



حُمِّمِ قربتِ پروردگار میں پہنچا
نبی ہیں سارے جہاں اُس دیار میں پہنچا
نصیب جس کو ہوا قربِ اہلِ بَيْتِ نبی
وہی تو رحمتِ حق کے جوار میں پہنچا



خُن بنا ہے تو اہلِ خُن کے صدقے میں
چُن کھلا ہے بہارِ چُن کے صدقے میں
ہے ایک یہ بھی تو سرکارِ دو جہاں کی حدیث
کہ شش جہات بنے پنجُن کے صدقے میں



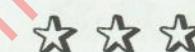
خود میں بھی صفت کوئی جمیلہ نہیں رکھتا
اور جس کی ہو بخشش وہ قبیلہ نہیں رکھتا
محروم رہے گا چُنِ خلدِ بریں سے
جو آلِ محمدؐ کا وسیلہ نہیں رکھتا



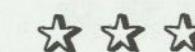
وہ برمِ اہلِ خرد کا جلیس ہوتا ہے
عقیدہ اُس کا نہایت نفیس ہوتا ہے
ولائے آل کی دولت ملے جسے وہ شخص
غیریب ہوتے ہوئے بھی رئیس ہوتا ہے



زمیں پہ عرش سے پیغامِ کردگار اُترا
علوم و حکمت و دانش کا شاہکار اترا
کلامِ حق کی ہیں تجسم چودہ معصومین
اب آپ سوچ لیں قرآن کتنی بار اترا



نصیبِ ازل سے اسے منزلتِ جلیلہ ہے
 جدا تمام زمانہ سے یہ قبیلہ ہے
جو دم زدن میں ملا دے خدا سے بندہ کو
نبی کی آل ہی وہ منفرد وسیلہ ہے



کبھی یہ رب تو کبھی کرب و بلا پنچا ہوں
اور کبھی نزدِ در عقدہ کُشا پنچا ہوں
الفتِ آل کے جاوے پہ چلا ہوں جب بھی
دم زدن میں درِ فردوس پہ جا پنچا ہوں



پہاں اسی میں خیر کی کل کائنات ہے
یعنی ہزار باؤں کی یہ ایک بات ہے
دامان آلِ احمدؐ محترم تھام کر
جس راہ پر چلو وہی راہ نجات ہے

☆☆☆

جبیں کا اُس کی نوشته دکھائی دیتا ہے
تو جبریل سے رشتہ دکھائی دیتا ہے
جو اہل بیتؐ محمدؐ کا خاص خادم ہو
مجھے وہ شخص فرشتہ دکھائی دیتا ہے

☆☆☆

ہوں قدم ان کے جہاں اُس کو فلک کہتے ہیں
بات یہ اللہ سماوات تک کہتے ہیں
عام خدام جو ہیں آل کے وہ ہیں قدسی
خادم خاص جو ہیں ان کو ملک کہتے ہیں

☆☆☆

بغض پنجتن پاک و اہل بیت ملے
رضائے خالق ارض و سما سمیت ملے
جو مدح آلِ محمدؐ میں تو کہے اشعار
ہر ایک بیت پر جنت میں مجھ کو بیت ملے

☆☆☆

یوں حامل صفاتِ جمیلہ نہیں کوئی
اتنا بلند بام قبیلہ نہیں کوئی
خالق کی معرفت کے لیے اس جہاں میں
جز اہل بیت پاک و سیلہ نہیں کوئی

☆☆☆

ہر دل کے لیے جلوہ نمائی نہیں ہوتی
ہر شیشے کی قست میں صفائی نہیں ہوتی
یہ بارگہؐ معرفت آلؐ نبی ہے
یاں ہر کس و ناکس کی رسائی نہیں ہوتی

☆☆☆

جو ہے عزیز وہی شے وصول کرتا ہے
عمل مطابقِ روح اصول کرتا ہے
جو عشقِ آلِ محمد میں ڈوب کر ہوں ادا
خدا بس ایسی نمازیں قبول کرتا ہے

☆☆☆

جو مرتضوی اور حسینی حسنی ہے
اس بزمِ جمال میں وہی قسمت کا دھنی ہے
بارہ ہیں امام اس کے تو معصوم ہیں چودہ
پھر اس پر یہ خوبی ہے کہ وہ پنځتنی ہے

☆☆☆

سد سد مرغوب جس کو عقل کا بطلان ہوتا ہے
وہی تو دشمن پیغمبرِ ذی شان ہوتا ہے
کبھی آلِ محمد سے محبت کر نہیں سکتا
کہ وہ منجمہ ذریتِ شیطان ہوتا ہے

☆☆☆

خم سرِ تسلیم پیشِ حکم داور کر دیا
اور خود کو ہمسرِ خورشید خاور کر دیا
کیسا وہ بالغ نظر ہے جس نے اہل بیت کی
رشکِ قرآن صورتوں پر دل پنجحاور کر دیا

☆☆☆

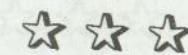
جو تیری موت ہے وہ بھی حیات بن جائے
تو مستحقِ فلاح و نجات بن جائے
جو کر لے حفظ تو قرآنِ عشقِ آل نبی
بگڑ چکی ہے جو تیری وہ بات بن جائے

☆☆☆

جو کیا ہے ظاہری اسلام نے، آ جائے گا
ہر منافق کا گریبان تھانے آ جائے گا
جس نے چھپ کر بھی کیا ہے آلِ احمد پر ستم
وہ بروزِ حرث کھل کر سامنے آ جائے گا

☆☆☆

جو حقیقت پر ہو می وہ کہانی چاہیے
ختم جو ہرگز نہ ہو وہ زندگانی چاہیے
عمر اپنی عشقِ اہل بیت میں کیجئے بُر
آپ کو گر زندگی جاوہنی چاہیے



ہر ایک مرکزِ اوراک و استفادہ ہے
جمالِ ذوق کا پیکر ہے نورِ زادہ ہے
حسنٰ حسینٰ ہی جیسے ہیں اس میں سارے امام
حسین کتنا امامت کا خانوادہ ہے



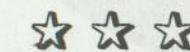
بصدِ یقین و بلا شک و ریب جانتا ہے
ہر ایک چیز کا وہ حُسن و عیب جانتا ہے
امام کھولے نہ کیوں کائنات کے اسرار
خدا کے فضل سے وہ علم غیر جانتا ہے



منون ہیں فروع بھی اُس کے اصول بھی
روحیں بھی فیضِ یاب ہوتی ہیں عقول بھی
میرا ہر ایک امام زمانے میں علم کا
گلزار بھی ہے، شاخ بھی، خوبصورت بھی، پھول بھی



وہ جس کا درِ علم پڑیا نہیں ہوتا
دُور اُس کے مقدار کا اندر ہیرا نہیں ہوتا
جس پر نہ پڑیں مرِ امامت کی شعاعیں
اس ذہن کی قسمت میں سورپا نہیں ہوتا



گردش میں مئے عشق کے پیانے رہیں گے
لب پر طلبِ حُسن کے افسانے رہیں گے
ہو لاکھ کوئی شیع امامت کا مخالف
پروانے تو پروانے ہیں پروانے رہیں گے



خدا کا شکر میرے لب پر اقرارِ امامت ہے
اس اقرارِ امامت سے مرا ایمانِ سلامت ہے
سبک اس کو سمجھتے ہیں بہت افراد، حالانکہ
یہ انساں کے صحیح الفکر ہونے کی علامت ہے



ان جیسی نہیں ہے کسی انسان کی صورت
بے مثل ہیں یہ سورہ رحمٰن کی صورت
زہرؓ کے کسی چاند کا کریجھے دیدار
دیکھی نہ ہو گر آپ نے قرآن کی صورت



جو بھی تھے ازروئے دنیا پیارے پیارے واسطے
اُنکی خاطر رُد کئے ہم نے وہ سارے واسطے
صدقِ دل سے کی ارم کے شاہزادوں سے وفا
ہم ہیں جنت کے لیے جنت ہمارے واسطے



تازہ بردارِ امامین نظر آتے ہیں
عبدِ شزادی کوئی نظر آتے ہیں
لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب ہیں فرشتے اُفر
مجھ کو تو خاومِ حسین نظر آتے ہیں



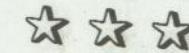
جسمِ ناری جو ہے اک طرح سے نوری ہو جائے
اور پھر خوبیِ انجام ضروری ہو جائے
تو اگر خلد کے شہزادوں کا بن جائے غلام
مغفرت کی جو تمنا ہے وہ پوری ہو جائے



فرزند منفرد ہیں علیٰ و بقول کے
ہیں پاسبان نظام فروع و اصول کے
اک کردگارِ امن ہے اک داودِ جہاد
معجز نما ہیں دونوں نواسے رسول کے



پسند و ششِ جہالت کی دھول فرمائیں
جنابِ شوق سے خونِ اصول فرمائیں
نہیں ہے عشق جو جنت کے شاہزادوں سے
تو پھر عذابِ جنم قبول فرمائیں



ہیں ان کے دونوں پر دو جہاں کی زینت و زین
بہارِ علم کے پیکر ہیں مثلِ شاہِ حسین
کتابِ عرش سے زہراؓ کی گود میں اتری
کبھی بصورتِ شبرہ کبھی بشقِ حسین

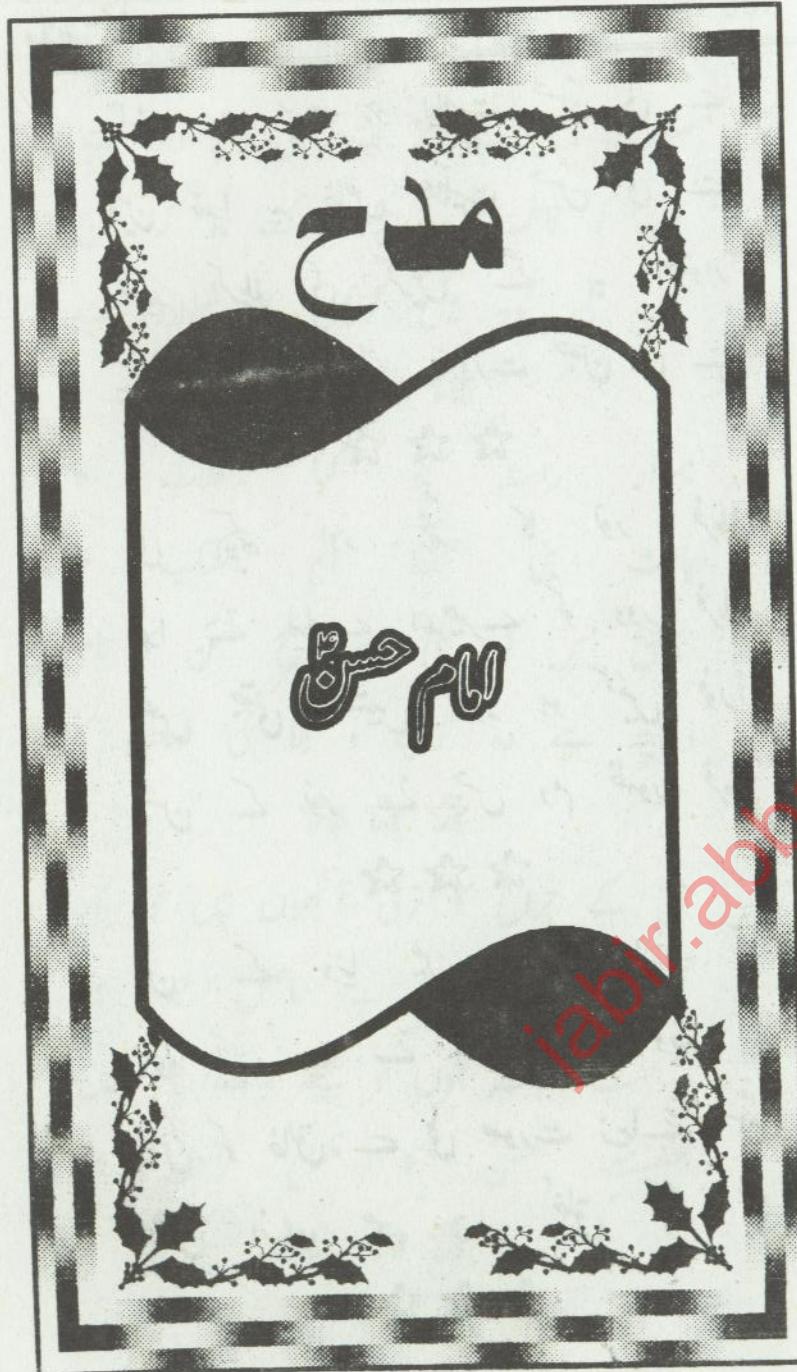
☆ ☆ ☆

چونکہ تھی پیشِ نظر حق کی حمایت اتری
اور دھلاتی ہوئی راہِ ہدایت اتری
ہیں وہ بس احمد و زہراؓ و علیؓ و حسینؓ
جن کی تعریف میں تطیر کی آیت اتری

☆ ☆ ☆

تمیز کر کے خوبی و زشتی میں بیٹھ جا
پلوئے رہروانِ بہشتی میں بیٹھ جا
ایسا نہ ہو کہ گھیر لے طوفانِ کوئی تجھے
جلدی سے اہلِ بیت کی رکشتنی میں بیٹھ جا

☆ ☆ ☆



گرچہ انداز حیات اُس کا بہت سادہ ہے
صورت ایسی ہے کہ اللہ بھی دل دادہ ہے
آپ کو فاطمہ زہرا یہ مبارک ہو کہ آج
آپ کی گود میں کوئین کا شزادہ ہے

☆☆☆

ہموار راستہ جو کیا انقلاب کا
باعث بنی تحفظِ اُمّ الکتاب کا
تاریخ جس کو دیتی ہے صلحِ حسن کا نام
دیباچہ ہے وہ کرب و بلا کی کتاب کا

☆☆☆

حق کے چراغ کا تری آنکھوں میں نور ہو
تحقیق کے تقاضوں پر حاصل عبور ہو
یہ سب صفات ہوں تو تجھے جا کے پھر کیسیں
شخصیتِ حسن کا مکمل شعور ہو

☆☆☆

تابندہ ہے بہت جو امامتِ حسن کی ہے
دینِ خدا پر خاص عنایتِ حسن کی ہے
تمہید کریلا کی کریں گے یہ استوار
پہلے حسین سے بھی ضرورتِ حسن کی ہے

☆☆☆

جلی کچھ اور محمد کا نور فرمایا
خدا نے سارے اندھیرے کو دور فرمایا
تھیں جتنی ظلمتیں کافور ہو گئیں فوراً
حسن کے نور نے جس دم ظہور فرمایا

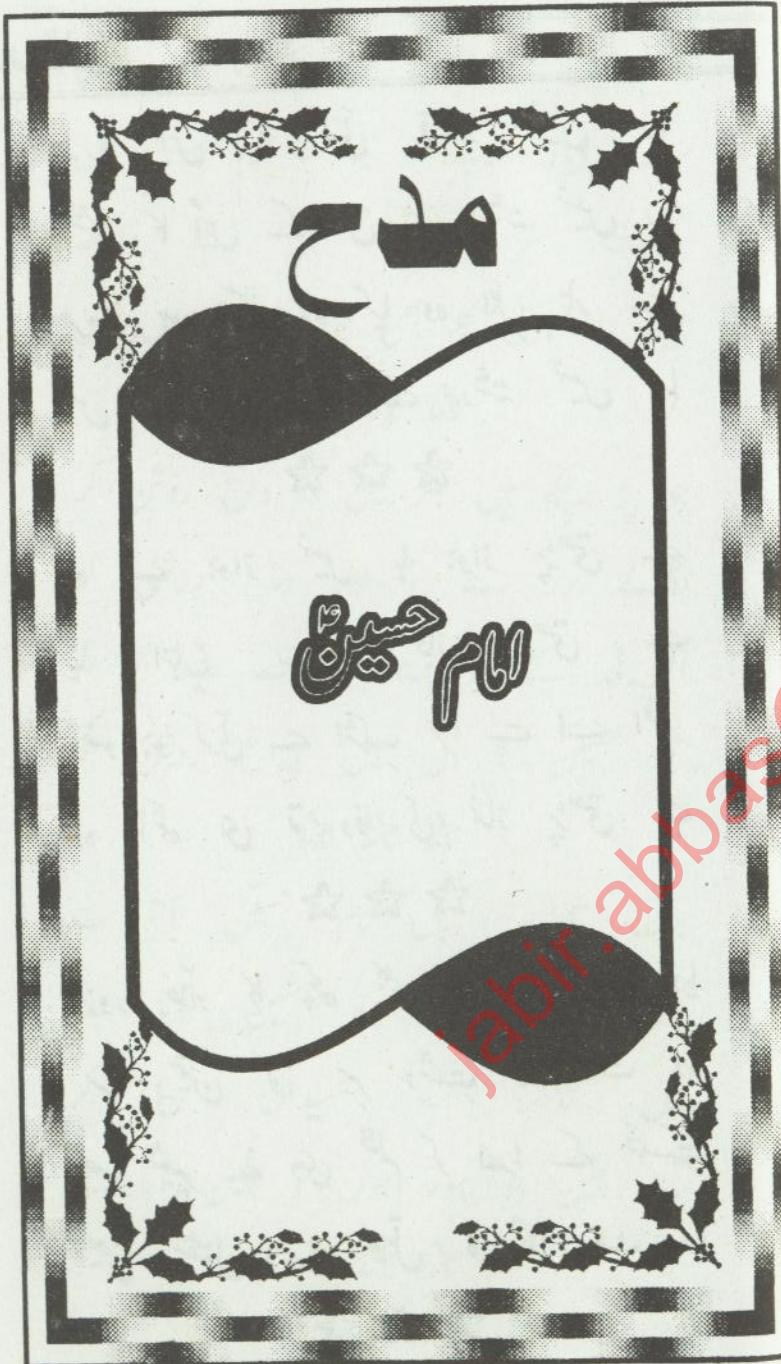
☆☆☆

بن کے دنیا میں نمائندہِ رائیڈ آیا
خودِ اب وجد نے کہا فخرِ اب وجد آیا
اس کو خالق سے ملی صورتِ زیبائے حسن
شکلِ انسان میں جب خلقِ محمد آیا

☆☆☆

دشمنِ جاں سے بھی یہ صلح پر آمادہ ہے
پیکرِ ضبط ہے اور صبر کا دلدادہ ہے
منفرد کیوں نہ ہو شانِ حسن بزر قبا
یہ امام ایسا ہے جو امن کا شہزادہ ہے

☆ ☆ ☆



ور دِ زیاں ہے صل علی جا رہا ہوں میں
سوئے دیارِ کرب و بلا جا رہا ہوں میں
کیفیتِ سفر سے مسلسل ہے واسطے
بپیٹھا ہوا ہوں پھر بھی چلا جا رہا ہوں میں

☆☆☆

جو پڑ چکے ہیں جگر میں وہ داغ روشن کر
لگائے نور سے لو اور داغ روشن کر
اگر لحد کے اندر ہرے کا خوف ہے تجھ کو
غمِ حسین کا دل میں چراغ روشن کر

☆☆☆

جب تما ہے زیاں نامِ حسین آتا ہے
ہمراہ لیے شیون و شین آتا ہے
میں تذکرہ شاہ شہیداں سن کر
بے چین جو ہوتا ہوں تو چین آتا ہے

☆☆☆

ہمدرد اُس کا کوئی فرشتہ نہیں رہا
بخشش کا اُس کے حق میں نوشته نہیں رہا
مربوط ہو کے رہ گیا وہ اہلِ نار سے
جس کا غمِ حسین سے رشتہ نہیں رہا

☆☆☆

وہ بے جواز نہیں با جواز پڑھتی ہے
بہ اتباعِ رسولِ حجاز پڑھتی ہے
وضو جو کرتی ہے اشکِ عزا سے اے افراد
وہ آنکھ ہی تو وفا کی نماز پڑھتی ہے

☆☆☆

زورِ جلاد کا کچھ بھی نہ چلا کاٹ دیا
سرِ دشمن کو، سرِ دشتِ بلا کاٹ دیا
صبرِ شیر نے دی ظلم کو اعدا کے شکست
یعنی مقتول نے قاتل کا گلا کاٹ دیا

☆☆☆

وہی ندائے فروع و اصول ہوتا ہے
اُسے مقامِ شہادت قبول ہوتا ہے
اُسی کو سچی مسرت ملی ہے دنیا میں
غمِ حسین میں جو دل ملوں ہوتا ہے

☆☆☆

چین سے لمحہ کمال کوئی بھلا کشنا ہے
ہو کے محصورِ بیانِ بلا کشنا ہے
ہے بہت پیرویِ شاہِ شہیداں مشکل
اس میں ہر گام پر خبر سے گلا کشنا ہے

☆☆☆

بصدِ غوص و بصدِ امتیاز اٹھاتے تھے
بہ پشتِ خویشِ میانِ نماز اٹھاتے تھے
مٹا کے خود کو بچالیا خدا کا اُس نے دیں
جبھی تو نانا نواسے کے ناز اٹھاتے تھے

☆☆☆

نگہِ حق میں ترا مرتبہ اعلیٰ ہو جائے
اور حوالے ترے جنت کا قبلہ ہو جائے
ہو اگر خاکِ شفا پر ترا کامل ایمان
تیری بیماری کا دم بھر میں ازالہ ہو جائے

☆☆☆

معلوم بھی ہے تجھ کو کہ کیا چاہتا ہے تو
پیانہِ شرابِ بقا چاہتا ہے تو
دل میں بالےِ مالکِ خاکِ شفا کا درد
گر واقعی مرض سے شفا چاہتا ہے تو

☆☆☆

اُس کی نظروں میں بُری بزمِ عزا ہوتی ہے
یہ وہ خدمت ہے جو محرومِ جزا ہوتی ہے
وہی بن جاتا ہے شنزادہ جنت کا عدد
جس کی قسمت میں جنم کی سزا ہوتی ہے

☆☆☆

ایماندار ایسی کہ ایماں نواز ہے
خود حق ہے اور حق کے لیے کارساز ہے
اُس کو فقط نمازی سمجھنا نہیں درست
شبیر پاک باز مجسم نماز ہے

☆☆☆

لے کے جو بعض شہ کرب و بلا جاتا ہے
اک بُرے رخ کو سمجھ کر وہ بھلا جاتا ہے
کچھ روی چونکہ دکھاتا ہے سر راہ حیات
اس لیے سیدھا جنم میں چلا جاتا ہے

☆☆☆

دنشتا خالی میں آنکھوں کے سبو کرتا ہوں
پیش خونا بھر گئے گلو کرتا ہوں
بعد میں پڑھتا ہوں میں مدحت حیدر کی نماز
پہلے اشک غم سرور سے وضو کرتا ہوں

☆☆☆

کر کے نظر انداز بُرا اور بھلا جا
خواہش جو نہیں دل میں تو مت کرب و بلا جا
تو شوق سے اغیار کی بستی میں قدم رکھ
جانا ہے اگر تجھ کو جنم میں چلا جا

☆☆☆

یہ جو بہارِ گلشنِ دینِ رسول ہے
اور آب و رنگِ باغِ فروع و اصول ہے
انصار کی نگاہ سے دیکھے اگر کوئی
یہ سب حسین پاک کے قدموں کی دھول ہے

☆☆☆

یہ جو الیات کے چڑھے نور ہے
اور معرفت کی بزم میں کیف و سُرور ہے
قرآنِ پاک و سیدِ لولاک کی قسم
یہ کربلا کے نور کا سارا ظہور ہے

☆☆☆

پاکر تجھے علوم کی سرتاج ہو گئی
حاصل اب اُس کے شعبے کو معراج ہو گئی
محتاج تو نہیں رہا تاریخ کا حسین
تاریخ تیرے ذکر کی محتاج ہو گئی

☆☆☆

رخ ترا صورتِ خورشیدِ دمکتا ہے حسین•
بزمِ کونین میں تو واحد و یکتا ہے حسین•
اس قدر وجہ تحریر ہے ترا عزمِ صمیم
جو نبی ہے تجھے حیرت سے وہ تکتا ہے حسین•

☆☆☆

پوشیدہ حجاں میں سوریا نہ رہے گا
اطراف میں تاریکی کا ڈیرا نہ رہے گا
مظلوم سے ٹکراتے ہی مٹ جائے گی شاہی
نکلے گا جو سورج، تو اندھیرا نہ رہے گا

☆☆☆

اس بات پر نہ صرف میرا اعتقاد ہے
بلکہ یہ قول واضح رب العباد ہے
اسلام جس کو کہتا ہے بلغِ بہشت وہ
شبیر کی خریدی ہوئی جائیداد ہے

☆☆☆

جو بطنِ معانی تھا وہ پیدا نہیں ہوتا
اور طالبِ حق اس پر یوں شیدا نہیں ہوتا
ہوتی نہ اگر کرب و بلا بزمِ جہاں میں
قیانی کا مفہوم ہویدا نہیں ہوتا

☆☆☆

مجلس میں جس کو دولتِ شغلِ بکار ملی
بیمار کریلا سے اسی کو دوا ملی
جو حامیِ یزید بناء ہو گیا ہلاک
اُس کو شفا ملی جسے خاکِ شفا ملی

☆☆☆

ملتا کیس سکون نہ حق کی پاہ کو
پال کرتا کفر شریعت کی راہ کو
خونِ حسین پاک ایک ایسا حصار ہے
جس نے پناہ دی ہے رسالت پناہ کو



حیران کس لیے نہ ہو عرشِ بریں کا چاند
ہے آسمان کے چاند سے بہتر زمین کا چاند
یہ رب کی سرزین پر شکلِ حسین میں
آیا ہے تیری کو نظر چودھویں کا چاند



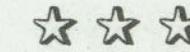
MAMODALY ALIBAY SONDARJEE
Marchandises Generales
Quincailleries
TSARALALANA-ANTANANARIVO

SOMASOC
ANTANANARIVO
(MADAGASCAR)

خلوصِ عشق کا اظہار بر ملا کر دے
سپردِ خبر و تقدیم و تبر گلا کر دے
حسینیت کا یہی ہے مطالبہ تجوہ سے
جمالِ دمشق ملے اس کو کربلا کر دے



منتخب میں نے کیا حق کا شناسا ساتی
ہے میرا مالکِ کوثر کا نواسہ ساتی
کر گیا دین کو سیراب ہو سے اپنے
کس قدر فیضِ رسال ہے مرا پیاسا ساتی



آئے اس شان سے سر اپنا کٹانے والے
رہ گئے ششدروں حیران زمانے والے
کربلا سے یہی آتی ہے مسلسل آواز
اس طرح دیں کو بچاتے ہیں بچانے والے



ہزار کرتی اثر پھر بھی بے اثر رہتی
 بہ اعتبارِ معانی وہ مختصر رہتی
 نہ دیکھ لیتی جو کروارِ حضرتِ عباسٰ۔
 محبت اپنی حقیقت سے بے خبر رہتی

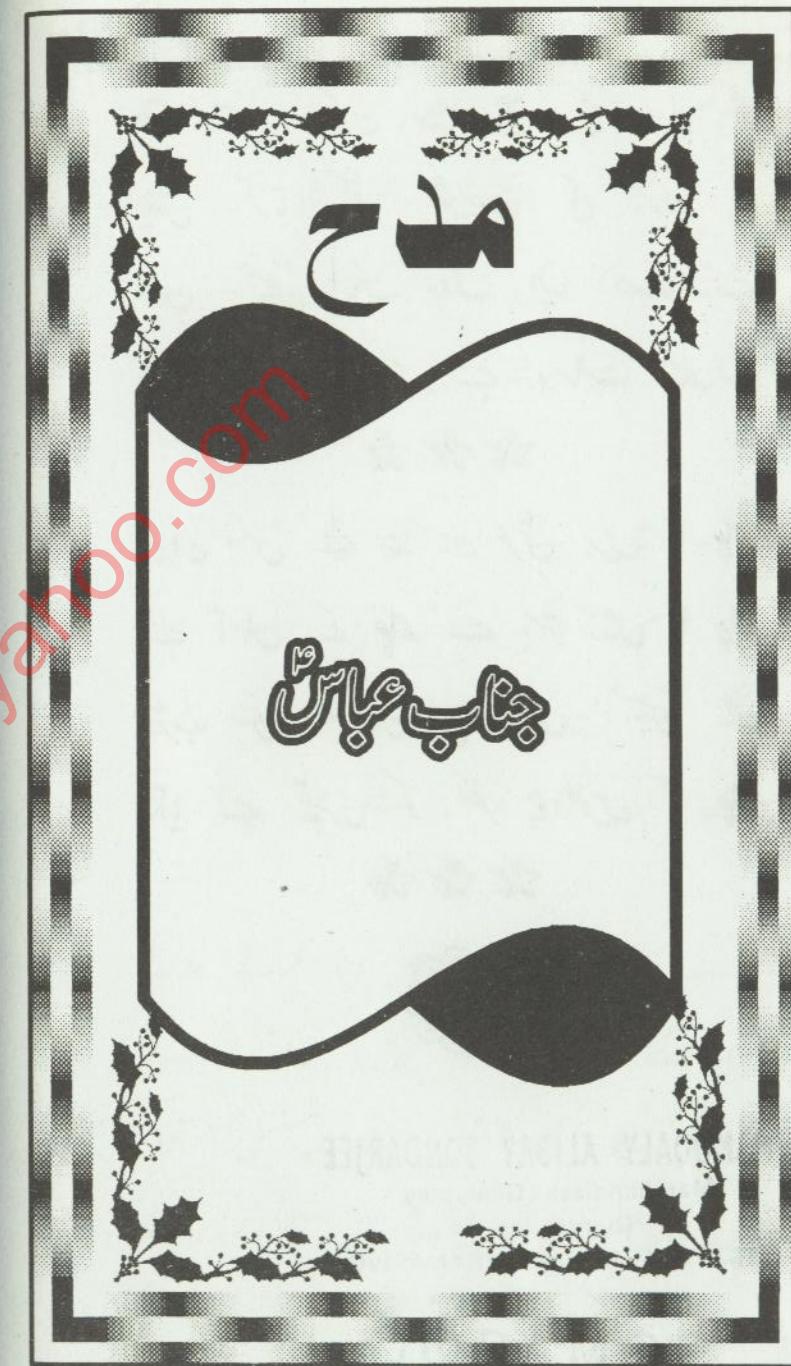
☆ ☆ ☆

آنکھوں سے گلی اشکوں کے سلوں کی بھڑی ہے
 اور جوڑے ہوئے ہاتھ بقا ساتھ کھڑی ہے
 لاج اس کی رکھی حضرتِ عباسٰ نے جس جا
 مدت سے محبت وہاں سجدہ میں پڑی ہے

☆ ☆ ☆

کل تھے قرارِ قلبِ امامت بنے ہوئے
 جانِ اذان و روحِ اقامت بنے ہوئے
 اور آج لوحِ عصر پر عباسٰ نامدار
 تابندہ ہیں وفا کی علامت بنے ہوئے

☆ ☆ ☆



دیکھ آئے کوئی ساری خدائی نہیں ملتا
 فرد ایسا پڑے جلوہ نہائی نہیں ملتا
 اس کے لیے درکار ہے شبیر کی تقدیر
 ہر فرد کو عباس۔ سا بھائی نہیں ملتا



باد صد سلیقہ ہمہ دانی عطا کیے
 موضوع نطق و شعلہ بیانی عطا کئے
 آفاقِ مختصر ہیں محبت کے سامنے
 غازی نے وہ وسیع معانی عطا کیے



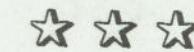
علیؑ کو فخرِ نوحؐ و آدمؐ و الیاسؐ کہتے ہیں
 حسنؒ کو تاجدارِ امن سب حساس کہتے ہیں
 حسینؑ ابن علیؑ ہے نامِ معراجِ شہادت کا
 کمالِ ارتقاءِ عشق کو عباس۔ کہتے ہیں



گرچہ اُس کا حسن جانِ عالم احساس ہے
 اور بڑی خوش رنگ شے یہ آسمان کے پاس ہے
 پھر بھی اس قوسِ قزح کے ہم نہیں ہیں معرف
 اس سے بڑھ کر پرکشش تو جذبہ عباس۔ ہے



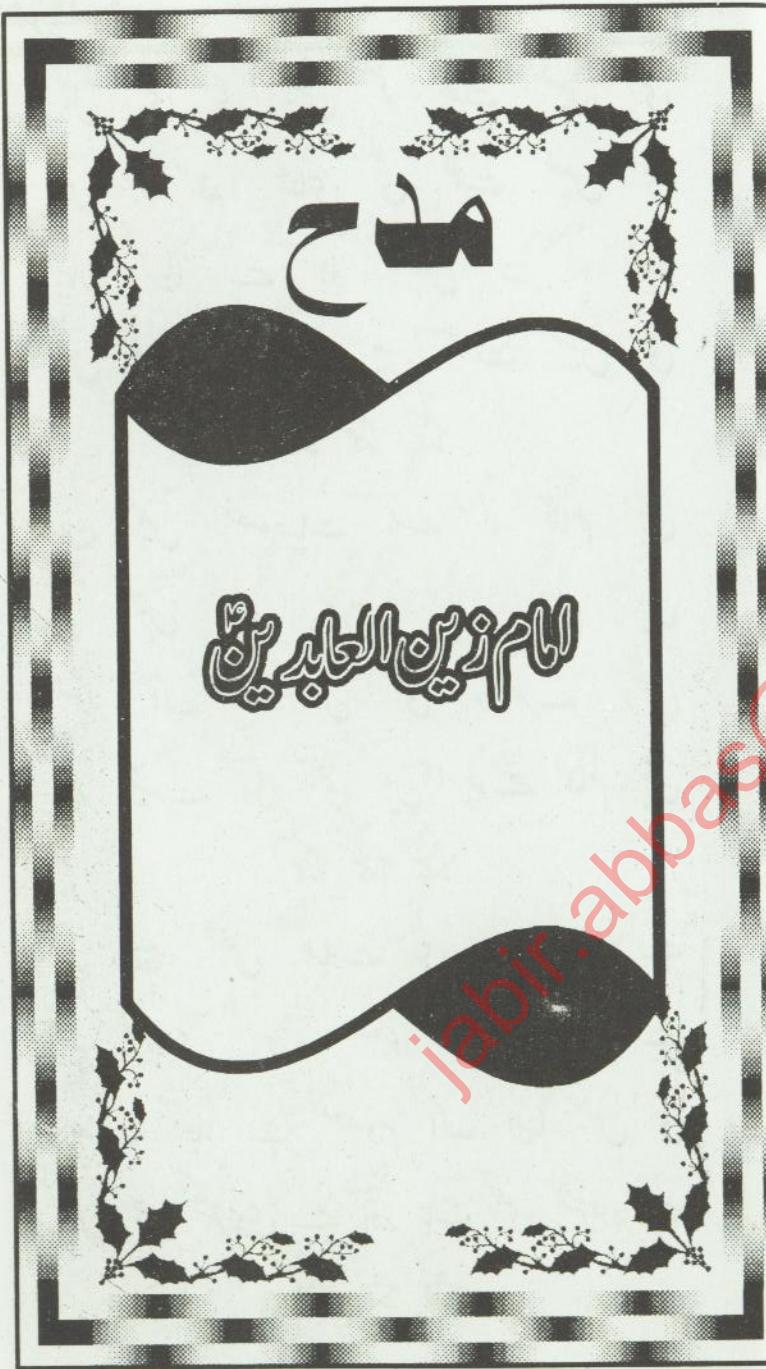
بعض انداز و اوج و سرفرازی زیب دیتا ہے
 برائے اہتمامِ چارہ سازی زیب دیتا ہے
 کسی بھی نام کے ہمراہ وہ اچھا نہیں لگتا
 فقط عباس۔ ہی کو لفظِ غازی زیب دیتا ہے



بیانِ شوق کی تفسیر ہو نہیں سکتی
 حدیثِ عشق کی تحریر ہو نہیں سکتی
 خلوصِ حضرتِ عباس۔ کی زمانے میں
 کسی بھی لفظ سے تعبیر ہو نہیں سکتی



صدقِ دل سے سندِ حُسنِ دوامی دی ہے
لکھ کے اک طرح کی تحریرِ غلامی دی ہے
علمِ حضرتِ عبّاس کو روزِ عاشور
با ادب ہو کے فرشتوں نے سلامی دی ہے
☆☆☆



jabir.abbas@yahoo.com

درسِ وحدانیتِ ذاتِ خدا دیتا ہے
 دولتِ معرفتِ ملکِ بقا دیتا ہے
 ایسا معصوم ہے یہ شام کے زندگی کا اسیر
 جو جفا سبھے کے بھی تعلیمِ وفا دیتا ہے

☆☆☆

بھارِ خلد میں کرتے ہوئے شمولِ کھلے
 مہکِ اٹھی وہاں خوشبو، گلِ اصول کھلے
 تھے خارِ ظلم کے، عابد کی رہ گزر میں جمال
 ہر اُس مقام پر حقانیت کے پھول کھلے

☆☆☆

جس کا دل آل شہنشاہِ عرب پر آیا
 بس وہی چلتا ہوا راہِ ادب پر آیا
 روح کو ہو گئی معراجِ عبادت حاصل
 نامِ سجادِ حزیں جیسے ہی لب پر آیا

☆☆☆

آلِ نبی کی جس کو محبت نہیں ملی
 اُس کو خدا شناسی کی نعمت نہیں ملی
 بیمارِ کربلا سے جو مخلص نہ ہو سکا
 اُس ذہن کو جہان میں صحت نہیں ملی

☆☆☆

ان میں خصوصیات بہت لا کلام ہیں
 یہ ہیں بلند مرتبہ عالیٰ مقام ہیں
 سجادِ اک تو آلِ نبی دوسرے وصی
 پھر تیرے ولی بھی ہیں، چوتھے امام ہیں

☆☆☆

یہ فقط شغلِ عبادت ہی کا دلدادہ ہے
 ہر گھڑی سجدہِ معبدوں پر آمادہ ہے
 صرف سجاد ہے معصوم اک ایسا جس کی
 مال بھی شزادی ہے اور باپ بھی شزادہ ہے

☆☆☆

کر کے دیوارِ تشدُّد کو جو وہ شق آئی
دلربائی کی ادا سوئے رخ حق آئی
دیکھی جب عابدِ بیار کی فکری صحت
حق کے مرچھائے ہوئے چڑھ پر رونق آئی

☆☆☆

قبضہ میں اُس کے دہر کی گل کارگاہ ہے
شہزادہِ رسول ہے شاہوں کا شاہ ہے
زندانِ شام میں نظر آتا ہے جو اسیر
اقلیمِ حریت کا وہی سربراہ ہے

☆☆☆

مضبوط قصرِ صدق کی بنیاد کر گئے
بریاد جو تھا حق اسے آباد کر گئے
کرب و بلا میں سیدِ سجاد ناتوان
خود قید ہو کے دین کو آزاد کر گئے

☆☆☆

باعثِ افتخارِ امامت بنی
وجہِ تابندگیِ رسالت بنی
صرفِ سجاد کی ہے وہ ایک شخصیت
جو عبادت گزاروں کی زینت بنی

☆☆☆

سر تا بقدمِ حق کی خلاف نظر آئی
تہذیب و تمدن کی لطف نظر آئی
سجاد میں دیکھا کرے کچھ بھی نگہِ ظلم
حق کو تو شرافت ہی شرافت نظر آئی

☆☆☆

ذرہ ذرہ کو وہاں مر بداماں پایا
موجہ نورِ دل افروز کو جولاس پایا
گزرے ہیں عابدِ بیار جماں سے بھی وہاں
صحتِ فکر کے سورج کو درختان پایا

☆☆☆

چل کے وہ مھفل انوار میں آ جاتے ہیں
 خطہ رفت کردار میں آ جاتے ہیں
 جن کو درکار ہو افکار کی صحت افر
 سایہ عابد یمار میں آ جاتے ہیں



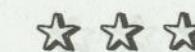
رخِ حکمت کو جلا، روح کو قوت بخشی
 صدق کی ڈوبی ہوئی نبض کی طاقت بخشی
 یہی کہتا ہے ہر اک مرد حکیم و دانا
 دین کو عابد یمار نے صحت بخشی



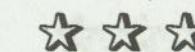
بڑھ کر ہر اک قدم پہ نیا وار کر گئی
 باطل کے چارہ ساز کو لاچار کر گئی
 اک ناؤں مریض کے قدموں کی تھی وہ چاپ
 قصرِ یزیدیت کو جو مسماں کر گئی



تعیر سرفوشی کا ایوان کر گئے
 عالم میں عام دولت عرفان کر گئے
 زندانِ شام کے جو تھے قیدی وہ بر ملا
 حرثتِ ضمیر کا اعلان کر گئے



بہرِ اربابِ نظرِ ذوقِ نظر لائے ہیں
 مشعلِ دیں کے لیے خونِ جگر لائے ہیں
 جس سے ہو جائے گی سب شام کی ظلمت کا فور
 ساتھ اپنے نبی زادے وہ سحر لائے ہیں



جمال میں نائبِ سلطانِ مشرقین بنے
 امیرِ لشکرِ شاہنشہِ حنین بنے
 حسینِ جب نہ رہے رزمِ گاہِ ہستی میں
 جانبِ سیدِ سجادِ خودِ حسین بنے



علم جو ہو وہ پیرو جاہل نہیں ہوتا
 ظلمت میں اجالا کبھی شامل نہیں ہوتا
 عابد کی جو ہے قید وہ اک کارِ عبث ہے
 سورج کبھی پاندہ سلاسل نہیں ہوتا

☆☆☆

جو ان کا مخالف تھا وہی صید ہوا ہے
 اور حق کو مٹانے سے وہ ناپید ہوا ہے
 جاہل ہے سمجھتا ہے جو سجادہ کو قیدی
 آزادی کا سورج بھی کبھی قید ہوا ہے

☆☆☆

کونین میں بے مثل ہیں ساجد عابد
 اور صبر کے میداں کے مجاهد عابد
 بولی جو زمیں کس کو کہوں زین العابد
 گردوں سے صدا آئی کہ عابد عابد

☆☆☆

آزادی حیات کا عنوال بنا دیا
 سرچشمہ شریعت و عرفان بنا دیا
 اک ناؤاں اسیر نے زندان شام کو
 تدریسِ حریت کا دلستان بنا دیا

☆☆☆

رہ عمل میں، نہ شاہنشہ خین خن
 نہ مصطفیٰ نہ حسن اور نہ خود حسین بنے
 سوائے سید سجاد اور کوئی نہیں
 جو عابدین زمانہ کی زیب و زین بنے

☆☆☆

بھلا کبھی کوئی تنویر گوشہ گیر ہوئی
 خجل جہان میں بیداری ضمیر ہوئی
 کرے گا قید کوئی کیا امام دوراں کو
 کبھی سنا ہے کوئی روشنی اسیر ہوئی

☆☆☆

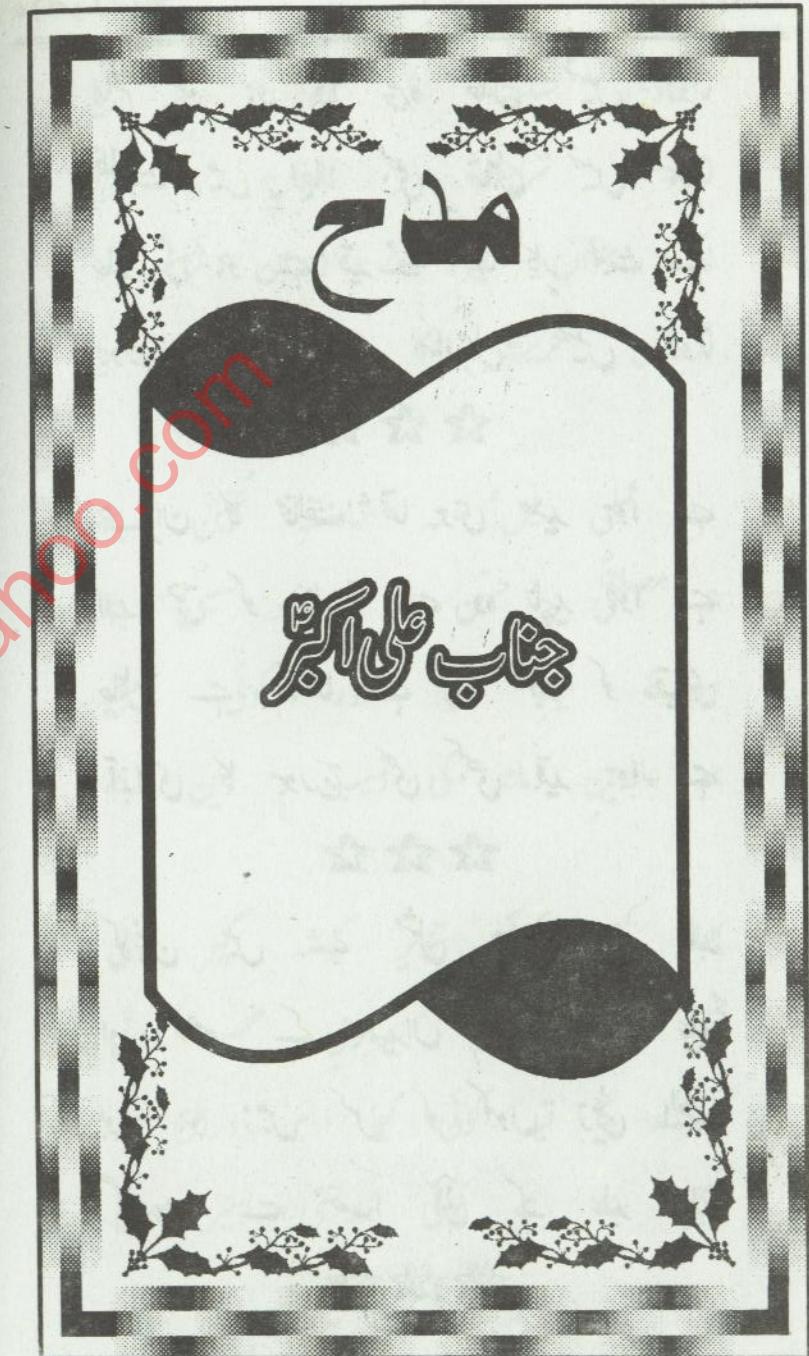
خود دینے شریعت کو سارہ آئے
 دکھلنے معارف کا نظارہ آئے
 اکبر نہیں عالم میں یہ، بزر اصلاح
 پیغمبر اسلام دوبارہ آئے



ایمان سرپا ہیں تجسمِ عدالت ہیں
 پیکر ہیں تجل کے تصویرِ جلالت ہیں
 شیر کے ہاتھوں پہ اکبر نہیں یہ افسر
 آنکوشِ امامت میں سرکارِ رسالت ہیں



حد نہیں جس کی بلندی کی وہ امبر ہوتے
 صورتِ راہبیرِ مالکِ قنبر ہوتے
 کیا بتاؤں علی اکبر کے محان افسر
 ہوتا ہمراہ صیفہ تو پیغمبر ہوتے



قابلِ رشکِ بصیرت خود بصارت ہو گئی
دفتاً تحریر ذو معنی عبارت ہو گئی
حضرتِ شبیر خود حیران ہیں اس بات پر
دیکھا تھا بیٹے کو نانا کی زیارت ہو گئی

☆ ☆ ☆

حسین روئے شگفتہ ہے پھول کی صورت
جبیں کشادہ ہے بابِ قول کی صورت
وہ آ کے چہرہ اکبرؒ کو دیکھ لے اُفر
نہ جس نے دیکھی ہو اب تک رسول کی صورت

☆ ☆ ☆

دونوں ہی گلستانِ ولایت کے پھول ہیں
سرتا بہ پا نظام فروع و اصول ہیں
صورت پہ انحصار اگر فیصلہ کا ہو
عباس ہیں امام تو اکبر رسول ہیں

☆ ☆ ☆



سنور کے مثلِ عروس آج خود حیات آئی
خوشی سے کرتی ہوئی رقص، کائنات آئی
جلو میں اپنے لیے دو جہاں کا شنزادہ
سحر کا نور لٹاثی شب برات آئی

☆☆☆

نصیب ہو اُسے کس طرح زندگی کی خیر
ہو کیوں جہاں میں بھلا ایسے آدمی کی خیر
امامِ عصر سے جس کا نہیں ہے ربطِ کوئی
ہے ٹھیک گروہ منائے گھڑی گھڑی کی خیر

☆☆☆

یاد جس فرد کو باطل کا فسانہ ہوگا
بس وہی منکر مولائے زمانہ ہوگا
دو جہاں میں کہیں ملنے کا نہیں اس کو قرار
ہاں اگر ہوگا تو دوزخ میں ٹھکانہ ہوگا

☆☆☆

جبیں جھکانے کی عادت ہر آن پڑ جائے
اور اُس کے ماتھے پر واضح نشان پڑ جائے
جو شخص جان ہے محفل کی گروہ آئے نظر
تو دو جہاں کی محفل میں جان پڑ جائے

☆☆☆

جھلکِ حقیقتِ کبریٰ کی اس میں پوری ہے
اور اس پر دالِ حدیثِ رسولِ نوری ہے
نبیٰ پاک و وجودِ خدا کے بعد ہدم
امامِ عصر کی بھی معرفت ضروری ہے

☆☆☆

کسی گوشہ میں کوئی شخصیت چیدہ ہے
اور پہاں کہیں نورِ دلِ غمیدہ ہے
جانِ محفل ہے کوئی کہتا ہے محفل کا وجود
پرده شاہد ہے کہ اس میں کوئی پوشیدہ ہے

☆☆☆

زندگی میری تفاخر سے عبارت ہو جائے
اپنے مقصد سے ہم آغوش بصارت ہو جائے
اے امامِ دو جہاں مرنے سے پہلے مجھ کو
کاش تیرے رخِ انور کی زیارت ہو جائے

☆☆☆

کمالِ عشق کا ہم کو مآلِ دکھلائیں
ہے جس پر ماضی بھی شیدا وہ حالِ دکھلائیں
ہمارے حُسنِ نظر میں نہیں ہے کوئی کمی
ہمیں بھی کاش وہ اپنا جمالِ دکھلائیں

☆☆☆

مئے بقا کے مسلسل وہ جام پیتے ہیں
اور اپنے دامنِ خواہش کے چاک سیتے ہیں
پڑھیں نمازِ کبھی اقتدا میں مهدیٰ کی
جنابِ عیسیٰ اسی آرزو میں جیتے ہیں

☆☆☆

پھر مجھے چاہے کسی وقت قضا آ جائے
حشر ہو جائے پا روزِ جزا آ جائے
جانشینِ شہ ابرارِ امامِ دو جہاں
آپ آ جائیں تو جینے کا مزہ آ جائے

☆☆☆

وہ اختیارِ بغاوت کا ڈھنگ کرتا ہے
کہ حق کے شیشے پر باراں سگ کرتا ہے
امامِ عصر سے جو شخص اختلاف کرے
خدا اور اس کے نبی سے وہ جنگ کرتا ہے

☆☆☆

بطریقِ حضرت شاہِ جاز پڑھ لیتے
بعدِ نیاز، بجہ قلبِ گداز پڑھ لیتے
وضو کئے ہوئے عیسیٰ کو اک زمانہ ہوا
وہ کاشِ مهدیٰ کے پیچھے نماز پڑھ لیتے

☆☆☆

بارگاہِ نائبِ آخر میں سر خم کیجئے
پیرویِ حکمِ سرکارِ دو عالم کیجئے
آپ ہیں بیٹھے وئے کس فکر میں اربابِ بزم
مهدیٰ۔ دوراں کا انٹھ کر خیر مقدم کیجئے



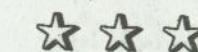
اپنے سے خواروں سے ہونے کو ملائی آیا
اور پلاتا ہوا سب کو منے باقی آیا
دونوں عالم پر کئے سایہِ دامانِ کرم
میرا والی میرا آقا میرا ساقی آیا



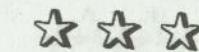
لے ہمراہ کوئی حُسنِ دوام آتا ہے
جو میرا جنے صادق تھا وہ کام آتا ہے
پڑھنی ہے اس کے ہی پیچھے بن مریم کو نماز
جس کا ماموم نبی ہے وہ امام آتا ہے



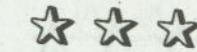
جانِ فدا کرنے کو تیار نظر آتے ہیں
رشکِ یوسف کے خریدار نظر آتے ہیں
جن کو کہتے ہیں سب افرادِ مسیحائے زماں
الفتِ مهدیٰ۔ کے بیمار نظر آتے ہیں



پیشواں کے لیے رحمتِ باری
روحِ کونین پنے سجدہ گزاری آئی
جیتنے جی کاش میرے کان میں آئے یہ صدا
قامِ آلِ محمد کی سواری آئی



جهانِ محبو بجود و رکوع ہوتا ہے
شعورِ حق کا زمانہ شروع ہوتا ہے
طويل عرصہ فرقہ کی راتِ ختم ہوئی
رخِ امام کا سورج طلوع ہوتا ہے



ناری کو باغِ خلد کا رای نہیں کہا
 تخریب کو نظامِ رفاهی نہیں کہا
 جا بیٹھے زیرِ سایہِ تبغ قضا مگر
 ظالم کو ہم نے ظلِ الہی نہیں کہا

☆☆☆

تغیرِ سیاست کی عمارت نہیں کرتے
 ایمان کے اوصاف کو غارت نہیں کرتے
 بے علم کی الفت کا ہو سودا ہمیں کیونکر
 ہم لوگ اصولوں کی تجارت نہیں کرتے

☆☆☆

اکے مرغوب چالاکی و عیاری نہیں ہوتی
 پسند ال سیاست کی عملداری نہیں ہوتی
 مریضوں کو کبھی رشکِ مسیحا وہ نہیں کہتا
 نفاقِ فکر کی مومن کو بیماری نہیں ہوتی

☆☆☆



بھولے سے بھی توہین دیانت نہیں کرتے
برباد کبھی اپنی ذہانت نہیں کرتے
رکھتے ہیں فقط آل محمد سے مودت
ہم لوگ امانت میں خیانت نہیں کرتے

☆☆☆

اقدام پر ہم اپنے تاسف نہیں کرتے
دے دیتے ہیں جاں منہ سے مگر اُف نہیں کرتے
رکھتے تو ہیں سر اپنا در علم پر ہم لوگ
پھر اُس کو اٹھائیں یہ تکلف نہیں کرتے

☆☆☆

خود کے کارکنوں کو میں چست کر دوں گا
تو نبضِ اللہ جہالت کو سُست کر دوں گا
قتم خدا کی دلائل کی تفعیل سے
دماغِ اہل جفا کا درست کر دوں گا

☆☆☆

اس راہ میں ہمت کبھی ہارا نہیں کرتے
اور بار بارِ سرِ دوش اتارا نہیں کرتے
تلیم کریں مرد گنگار کو ہادی
ہم یہ کسی قیمت پر گوارہ نہیں کرتے

☆☆☆

بے کار کمیں ناصیہ سائی نہیں کرتے
ناقص کی کبھی مدح سراہی نہیں کرتے
ہم لیتے ہیں ہر چیز امیر اور بخی سے
کوچہ میں فقیروں کے گدائی نہیں کرتے

☆☆☆

عقیل پسند ہم ہیں وہ دنیا پسند ہے
ظاہر ہے اس سے یہ کہ کسے کیا پسند ہے
خاصانِ کبیرا کو جو کرتا نہیں پسند ہے
وہ خود پسند شخص ہمیں ناپسند ہے

☆☆☆

جب علمِ دوستی مرا پہلا اصول ہے
اور مجھ کو صرف فکر کی صحت قبول ہے
کیوں جاؤں پھر مریضِ جمالت کی بزم میں
بیمار ذہنیت سے تعلقِ فضول ہے

☆☆☆

وہ دورِ ہم سے ہمارے عیوب کرتے ہیں
ادا فریضہ تبلیغِ خوب کرتے ہیں
ہو ربط کیسے ہمیں فاتحِ ممالک سے
کہ ہم ہیں ان کے جو فتحِ قلوب کرتے ہیں

☆☆☆

وہی سلطانِ حال و ماضی و آئندہ ہوتا ہے
وہی شرِ بقا کا منفرد باشندہ ہوتا ہے
نہ ہو کیوں زندہ جاویدِ عاشقِ اُن کے چہرہ کا
جر مر متا ہے حیدر پر وہی تو زندہ ہوتا ہے

☆☆☆

افرادِ جفا کیش کو غازی نہیں کہتے
اور ظلم کو انصافِ نوازی نہیں کہتے
جو سجدہِ شب و روز کرے اپنی آنا کو
ہم ایسے نمازی کو نمازی نہیں کہتے

☆☆☆

منی خلوصِ فکر پر جن کا نظام ہے
اپنی نظر میں اُن کا بڑا احترام ہے
پر جو قریبِ رہ کے بھی آئیں نظر بعید
ایسیوں کو دور ہی سے ہمارا سلام ہے

☆☆☆

طالب تھے جن کے شاہِ ام لا رہا ہوں میں
چیزیں وہ دونوں کر کے بھیں لا رہا ہوں میں
کیوں فکرِ مند آپ ہیں کیا واقعی حضور
کاغذ کے ساتھِ کوئی قلم لا رہا ہوں میں

☆☆☆

اُسے اصول امامت پر اپنے ناز رہا
 قبول کرنے سے اجماع کے وہ باز رہا
 کبھی جھکا نہ سکا کوئی اُس کو اپنی طرف
 نیاز مندِ علیٰ سب سے بے نیاز رہا

☆☆☆

چلنا پڑے اگر تمہیں نجمر تلے چلو^۱
 اے عاشقانِ آل کثا کر گلے چلو^۲
 ہو جائے کچھ بھی اپنا بدلتا نہ راستہ
 جس راہ پر روای ہو اسی پر چلے چلو^۳

☆☆☆

مجموعہ اوصافِ حمیدہ نہیں چھوڑا^۴
 مذہبِ جو زمانے میں تھا چیڈہ نہیں چھوڑا^۵
 ہر دور کے جبار نے کی اپنی سی کوشش
 پر ہم نے کبھی اپنا عقیدہ نہیں چھوڑا^۶

☆☆☆

شعورِ حرمتِ حق اس کے پاس ہوتا ہے
 وہی تو صاحبِ ہوش و حواس ہوتا ہے
 جو علم ہی کو سمجھتا ہو علم کا نائب
 وہ شخص کتنا حقیقت شناس ہوتا ہے

☆☆☆

کبھی ہم کچھ خلاف فطرتِ عالی نہیں کرتے
 خدا شاہد ہے مکاروں کی نقلی نہیں کرتے
 جو ہیں ایمان کے پیکر ہیں بس ان کے قصیدہ خواں
 شریعتِ یہ پنچے والوں کی ولائی نہیں کرتے

☆☆☆

چھوٹا پر جان دینا ہمارا اصول ہے
 اس سلسلہ میں موت بھی ہم کو قبول ہے
 ہم سے نہ ہو سکے گا کہ جھوٹے کو داد دیں
 اس رہ میں ہم سے کوئی توقع فضول ہے

☆☆☆

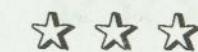
کبھی برباد ہم اپنی توائی نہیں کرتے
 کسی جابر سے سواؤ بھی شناسائی نہیں کرتے
 لگاتے ہیں کلیج سے سدا مظلوم کے غم کو
 کبھی ظلم و ستم کی ہم پذیرائی نہیں کرتے



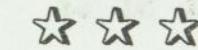
ُن لیں اشرار سنبھالے ہوئے جو بھالے ہیں
 ہم نگہبان ہیں سچائی کے رکھوالے ہیں
 کی ہے ہر وقت منافق کی مذمت ہم نے
 آستینوں میں کبھی سانپ نہیں پالے ہیں



وہی معالج خط و جنون ہوتا ہے
 اُسی کے دل کو میر سکون ہوتا ہے
 مطہرین کا ہوتا ہے حق شناس وہی
 رگوں میں جس کی روای پاک خون ہوتا ہے



ہم صداقت کے پرستار ہیں متواں ہیں
 ہم نے انکار اسی سانچے میں بس ڈھالے ہیں
 شاہد اس امر پر تاریخ ہے کہ ہم نے کبھی
 جر کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے ہیں



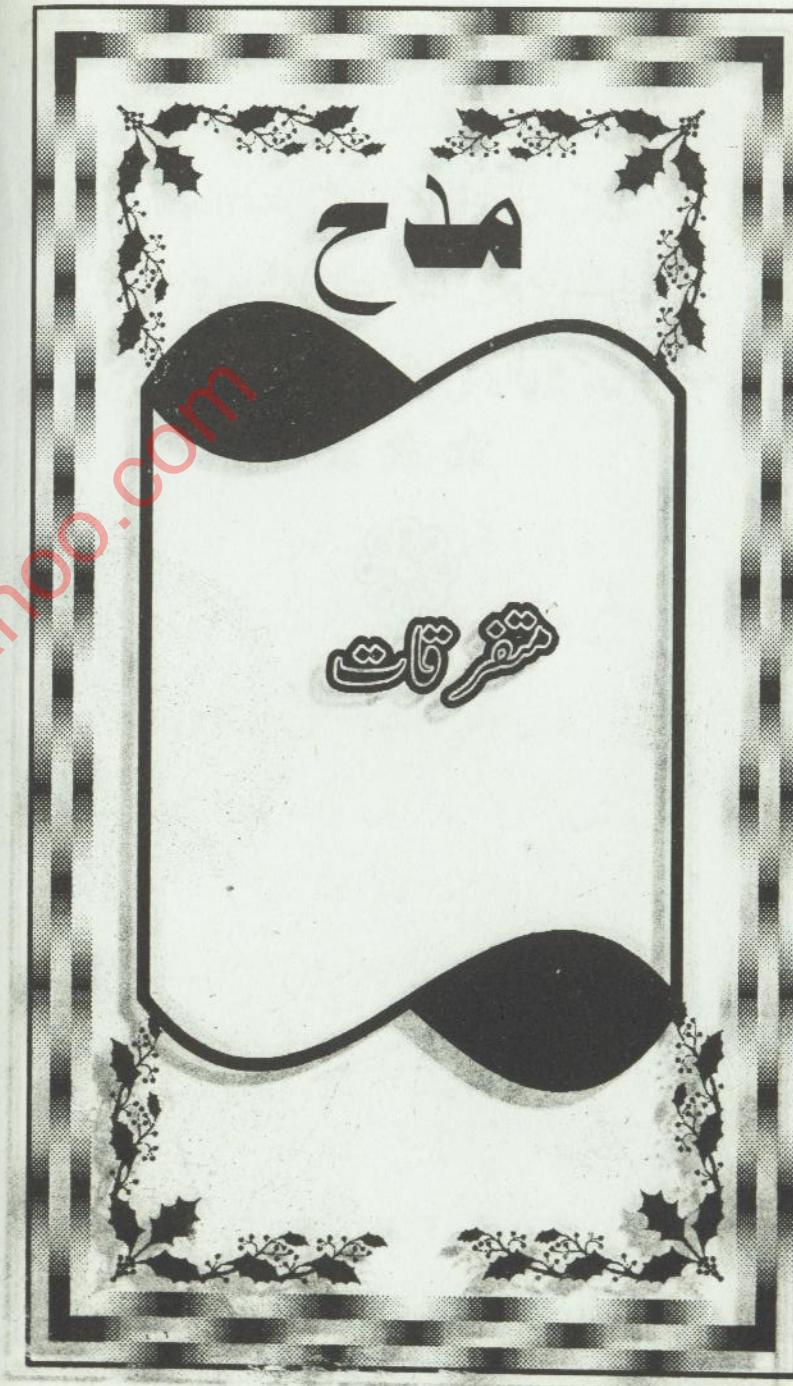
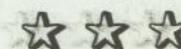
ہمیشہ کذب کی تقدیر میں رسوائی ہوتی ہے
 صداقت کی جہاں میں انجمن آرائی ہوتی ہے
 ہزار اس کو بڑھاؤ کذب پھر بھی کذب نکلے گا
 گھٹاؤ لاکھ اُسے سچائی پھر سچائی ہوتی ہے



اُس کی جانب ایک بھی محبوب شے مت بھیجئے
 ہاں بری چیزیں بہر عنوان و حالت بھیجئے
 اہل بیتِ پاک پر تو بھیجئے چیم دُرود
 اور ان کے غیر پر جی بھر کے لعنت بھیجئے



جب تلامیم میں مودت کا سفینہ آ گیا
 اور بھی اس کو سنبھلنے کا قرینہ آ گیا
 جب نتیجہ کفر کے فتوؤں کا یہ آیا نظر
 ہر منافق کو خجالت سے پیسہ آ گیا



عقیدت کے سفر کا ایک نیا آغاز کرتا ہے
اور اپنی خوبیِ تقدیر پر وہ ناز کرتا ہے
چلیں جب تیر فتوؤں کے تو جو ہے عزم کا طائر
وہ پہلے سے زیادہ اونچ پر پرواز کرتا ہے

☆☆☆

قلت عزم کو ہیں دور بھگنے والے
اور سوئے ہوئے جذبہ کو جگانے والے
ایک نئے جوشِ مودت کا بنے ہیں باعث
ہم پر یہ کفر کا الزام لگانے والے

☆☆☆

خودِ تنفس کا عطا مجھ کو اجازہ کر دیا
اور تابندہ رخ ایمان کا غازہ کر دیا
کفر کا فتویٰ لگا کر مجھ پر اہل جور نے
جوشِ ایمانی کو میرے اور تازہ کر دیا

☆☆☆

وہ صدق کی تائید سے عاری نہیں ہوتا
جھوٹ اس کی زبان پر کبھی جاری نہیں ہوتا
کس طرح تجھے مان لوں میں صاحبِ ایمان
مومن تو اندریوں کا پُجارتی نہیں ہوتا

☆☆☆

جمل کی جانب ہوائے گرم آنی چاہیے
فہم حق کی رو بگام نرم آنی چاہیے
مندِ صادق کو کاذب کے حوالے کر دیا
اپنی اس حرکت پر تم کو شرم آنی چاہیے

☆☆☆

منکرِ مرتبہ حیدر کرار بھی ہے
لنے سینے میں غم الفت فرار بھی ہے
مالکِ خلد سے رکھتا ہے عداوت دل میں
اور پھر اُس پر تو جنت کا طلبگار بھی ہے

☆☆☆

اپنی آنا کی اتنی رعایت نہ کچھ
بے جان فیصلوں کی حمایت نہ کچھ
اپنا امام آپ بنا بیٹھے ہیں جناب
مذہب پہ اس قدر بھی عنایت نہ کچھ

☆☆☆

منفرد نعمتِ لطفِ احمدی ملتی ہے
گویا لمحے کے عوض اُس کو صدی ملتی ہے
پیش کرتا ہے جو حق کے لیے نذرانہ جان
اسی انساں کو حیاتِ ابدی ملتی ہے

☆☆☆

ظاہراً حق و صداقت کے موافق ہو گا
باطنی طور پر اتنا کا عاشق ہو گا
کلمہ پڑھ کے رسولِ علی کا افسر
کہ مومن کو جو کافر وہ منافق ہو گا

☆☆☆

زندہ کو باتوں باتوں میں لاشہ بنا دیا
ماشہ کو تولہ تو لے کو ماشہ بنا دیا
ہر گام پہ بدل دیا اپنا اصول خود
مذہب کو مسخروں نے تمثیل بنا دیا

☆☆☆

بزمِ الہیات میں مستی نہ کچھ
عزت کی جس اتنی بھی سستی نہ کچھ
دنیا کے کاروبار میں جائز ہو گر تو ہو
مذہب میں تو مفادِ پرستی نہ کچھ

☆☆☆

خلی مئے خلوص کا پیانہ کچھ
گر کچھ نہیں تو جرأتِ رندانہ کچھ
دارِ خن نہ دیکھے فرار کو جناب
کچھ تو خیالِ ہمتِ مردانہ کچھ

☆☆☆

کون کہتا ہے کوئی ان میں کمی ہوتی ہے
ہاں رخِ حق پر نظر ان کی جمی ہوتی ہے
لڑکھراتے نہیں وہ راہِ ہدایت میں کبھی
جن کے افکار میں ثابت قدمی ہوتی ہے



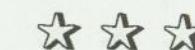
رہنمی کچھ اور شے ہے رہبری کچھ اور ہے
کمتری اُس سے جدا ہے برتری کچھ اور ہے
ہے پرستارانِ حق کی استقامت اور کچھ
اور سیاسی ذہن کی بازی گری کچھ اور ہے



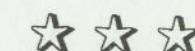
فردِ بزدل اور ہے مروجی کچھ اور ہے
عقلمندی اور شرییدہ سری کچھ اور ہے
حق کا کارندہ کجا جمیور کا بندہ کجا
کچھ لٹاہی اور دریوزہ گری کچھ اور ہے



توہینِ جلوہ گاہِ رسالت نہ کیجئے
ظلم و ستمِ بمامِ عدالت نہ کیجئے
ہم کو ستا لیں جتنا ستا سکتے ہیں حضور
لیکن یزید کی تو وکالت نہ کیجئے



شغلِ جغا کا کوئی تقاضا نہ کیجئے
ترکِ وفا کی ہم سے تمنا نہ کیجئے
ایسی فضول باتوں کے اظہار سے حضور
محفل میں اپنے آپ کو رُسوا نہ کیجئے



کذب و ریا کو اذنِ اشاعت نہ دیجئے
جوہلی خبر کو حقِ طباعت نہ دیجئے
کچھ تو خیال کیجئے آدابِ حرب کا
فرّار کو تو دادِ شجاعت نہ دیجئے



اگرچہ ظاہرا کچھ خوش مذاق ہوتا ہے
فریب کاری میں لیکن وہ طاق ہوتا ہے
بدلتا رہتا ہے ہر گام پر خود اپنے اصول
وہ جس کی فکر میں شامل نفاق ہوتا ہے

☆☆☆

کرے جو ظلم وہ شاہی تجھے مبارک ہو
نشیب پست نگاہی تجھے مبارک ہو
علیٰ کے عشق کی راہِ ثواب سے ہے گریز
تو پھر عذابِ الہی تجھے مبارک ہو

☆☆☆

لغزش کو کبھی راہِ نمائی نہیں کہتے
لب بنتگی کو نغمہِ سرائی نہیں کہتے
محتاج کو زردار سمجھنا ہے حماقت
سائل کو کبھی حاتمِ طائی نہیں کہتے

☆☆☆

نقائص جس میں ہوں ارضی وہ آفاقی نہیں ہوتا
کبھی تفویض اس کو کارِ رزاقی نہیں ہوتا
ہو جس کے ہاتھ میں کاسہ اسے حاتم نہیں کہتے
جو خود محتاج میں نوشی ہو وہ ساقی نہیں ہوتا

☆☆☆

زمانے میں کبھی نیکی کی رسوائی نہیں ہوتی
برائی سے کبھی شرمندہ اچھائی نہیں ہوتی
صحیح افکار اپنے آپ کو منوا ہی لیتے ہیں
کبھی سچائی کی عالم میں پسپائی نہیں ہوتی

☆☆☆

نبی کی آل سے تو دل میں بیر رکھتا ہے
اور اس کے ساتھ غمِ عشق غیر رکھتا ہے
یہ شر پسندی مسلسل عزیز ہے تجھ کو
پھر اُس پر حق سے تو امیدِ خیر رکھتا ہے

☆☆☆

کب بضاعت کوئی انمول لئے پھرتا ہے
ساتھ کم ظروف کا ایک غول لئے پھرتا ہے
کس طرح مان لوں بھائی میں سخاوت اس کی
یہ تو خود ہاتھ میں کشکول لئے پھرتا ہے



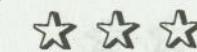
فا انجام جو شے ہو اسے باقی نہیں کہتے
جو ہو کم ظرف اس کو مردِ آفاقی نہیں کہتے
جو پوچھے دوسروں سے راہ وہ رہبر نہیں ہوتا
جو خود سے کا سوالی ہو اُسے ساقی نہیں کہتے



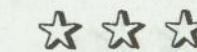
اہل جہاں کی عقدہ کشائی نہ مل سکی
چھوٹے رہے ہمیشہ، بڑائی نہ مل سکی
قبضہ خدا کے گھر پہ ہزاروں برس رہا
لیکن بتوں کو پھر بھی خدائی نہ مل سکی



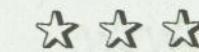
فرماشِ امیرِ اُمَّ کی، نہ بات کر
تو حُجَّبنا کے کیف کی، کم کی، نہ بات کر
کہتے ہیں وہ، سنا دے ہر اک بات، پر کبھی
کافند کی اور دوات قلم کی نہ بات کر



سوئے گورستانِ رواں غم کا جنازہ ہو گیا
چوہِ ہمت کو حاصل اور غازہ ہو گیا
حضرتِ افسرِ خدا محفوظ رکھے آپ کو
آپ کے اشعار سے ایمانِ تازہ ہو گیا



نجاتِ لکھی تری سر نوشت میں جائے
تو چل کے گلشنِ عنبر سرشت میں جائے
بنامِ حق نہ پڑھا تو کوئی سبقِ اثا
جو چاہتا ہے کہ سیدھا بہشت میں جائے



جب ہے منافقوں سے ملاقات آپ کی
دن کام کا ہے اور نہ کوئی رات آپ کی
کارِ فضول ہے سحر و شام و روز و شب
معلوم ہم کو ہو گئی اوقات آپ کی

☆☆☆

جو تھا ہو وہ محبو بزم آرائی نہیں ہوتا
گدائی کرنے والا حاتم طائی نہیں ہوتا
جو ہوں بے علم وہ علمی مسائل حل نہیں کرتے
مریضوں سے کبھی کارِ مسیحائی نہیں ہوتا

☆☆☆

چہرہ فکر و نظر کی خوش جملی دیکھ لی
دعویٰ خانست کی بے مثالی دیکھ لی
علم کا در چھوڑ کر بیٹھے ہیں بابِ جمل پر
ہم نے حضرت آپ کی روشن خیالی دیکھ لی

☆☆☆

خود اپنے دل کو سپردِ خراش کرتا ہے
اور ایک رازِ جمالت کا فاش کرتا ہے
بغورِ سیجھے صورتِ ملاحظہ اس کی
یہ شخص کائنتوں میں خوبیوں تلاش کرتا ہے

☆☆☆

دولتِ انصاف کو یوں بھی نہ کھونا چاہیے
ختمِ حکمت سرزینِ دل میں بونا چاہیے
رکھ لی ہوتی اپنی نجھی کی کچھ حضرت نے لاج
آدمی کچھ تو شریفِ النفس ہونا چاہیے

☆☆☆

خرد کو تابعِ خط و جنون کرتا ہے
تباه اپنے ہی دل کا سکون کرتا ہے
فریب کارِ قیادت کو مانتا ہے درست
فضول اپنی ذہانت کا خون کرتا ہے

☆☆☆

محافظینِ شریعت کی پاک بازی ہے
کہ اہل مکر و دعا کی کرشمہ سازی ہے
کسی کو غلبے سے لائے کسی کو شوریٰ سے
خلیفہ سازی ہے یا اقرباً نوازی ہے

☆☆☆

میرا بصد خلوصِ یہی التماں ہے
اور پھر یہی اشارہِ ہوش و حواس ہے
اربابِ ظلم و جور سے تو خود کو دور رکھ
النصاف کا ذرا بھی اگر تجھ کو پاس ہے

☆☆☆

جبجو دوست کی کرتے نہیں دشمن کی طرح
پیش پھولوں سے تو آتے نہیں آہن کی طرح
چھوڑ کر علم کا در نزدِ محمد کیا تو
جائے گا توڑ کے دیوار، نقبِ زن کی طرح

☆☆☆